وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا العرب لثلث لانی عربی

والقرآن عربی وکلام اہل الجنۃ عربی رواہ البیہقی فی شعب الایمان

کتاب مبارک تاریخ عرب

تحفہ خدمت بابرکت عالیجناب معلی القاب مولوی حاجی سید محمد عبد الجبار خان

صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست عالیہ اسلامیہ بھوپال زاد اللہ تقواہ

من تصنیف جناب قبلہ و کعبہ پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی سجادہ نشین خانقاہ شریف داناپور دام ظلہ العالی

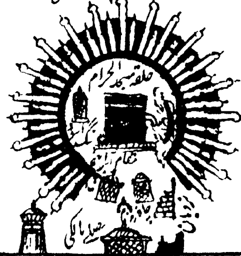
(باہتمام عاصی احمد حسین عفی عنہ)

در مطبع [illegible] کٹرہ آگرہ طبع شد

مغرب

خانہ کعبہ مکہ معظمہ

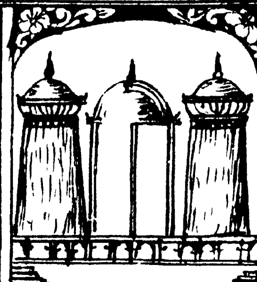
مصلے شافعی



مصلے حنفی

مصلے حنبلی

مصلے مالکی



مشرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

اللھم ایاک نعبد وایاک نستعین واصل علی رسولک الامین والہ الطاہرین واصحابہ المھدئین الی یوم الدین اما بعد فقیر محمد اکبر ابو العلائی مظہر مدعا ہے مینے جب اس کتاب تاریخ عرب کی تحریر کے لئے اللہ کا نام لیکر قلم ہاتھ مین لیا کہ اس کتاب کو کسی نیک مرد کے نام سے معنون کیا جاہیے اسلیے کہ اگلون کا یہ دستور رہا ہے اور مین کوشش کرتا ہون کہ جہانتک ہوسکے بزرگون کی اتباع کرون چونکہ اس کتاب کے اغراض متبرک ہین تو اسکا صاحب عنوان بہی ثقہ او متقی ہونا چاہئی فوراً ذہن اسطرف منتقل ہوگیا الحمد للہ علی احسانہ یہ کتاب تالیف ہوئی عہد وزارت اخی گرامی شان حاجی مولوی سید محمد عبد الجبار خان صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست بہوپال مین سنہ ۱۳۱۸ھ اسکا سنہ تالیف ہے میرا ذہن ایسے بے ریا و باصفا شخص کی طرف منتقل ہوا کہ جنکی تقوی پر کلکتہ اور عظیم آباد و بہوپال کے

اعترافِ ملک اور اخبار شہر گواہ ہین اللہ تعالیٰ شانہ ممدوح موصوف کے دل کو ہمیشہ اپنی محبت سے مالا
مال رکھے آمین ہم مسلمانون کے واسطے اِس دولت سے بڑھکر کوئی دولت نہین کہ بندے کا دل اپنے
مالک سے لگا رہے بندہ وہی ہے کہ جو اپنے مالک کا فرمان بردار ہو اور جسمین یہ بات نہو تو بیہودہ اگر
بادشاہ بھی ہے تو کیا وہ کچھ بھی نہین - اے میرے خالق اے میرے مالک اے میرے رزاق
تو اپنے متوکل بندون کا کارساز ہے تیرے ہی در پر میری جبین نیاز ہے تو نے ارشاد فرمایا ہے -
وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ مجھے تو نے بے طلب دیا ہے میری زبان کو ننگ سوال سے
بچا آمین مینے اپنے کاروبار تیرے سپرد کر دیے ہین وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ
تو اپنے بندون کے حالات سے ہمیشہ خبردار ہے اور رہے گا تو دانا ہے حال ہے تیرے سامنے زبان
کیا کھولون میری کتاب تاریخ عرب کو مجھسے تمام کرا دی اور اثر قبولیت عام اسے بخش آمین ؀

نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید

اے باقبال معزز خاتون نواب شاہجہان بیگم زاد اللہ اقبالک اللہ تعالیٰ شانہٗ تیری عمر مین صلاح
و تقوی کے ساتھ برکت عطا کرے تو اپنی رعایا پر اپنے بال بچون سے زیادہ مہربان ہے تیری اولاد تیری رعایا
ہی ہے اِسلئے کہ شام وسحر تیری دعا گوئی مین مصروف ہے اور تیرے ملک کو آباد رکھنے کی کوشش کرتی ہی
اللہ تعالیٰ شانہ اپنے جس بندے پر احسان کرتا ہے اوسکے دل کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے تجھپر اللہ تعالیٰ شانہٗ
کے بے انتہا احسان ہین بڑا احسان تو وہی ہے جو مین اوپر بیان کر چکا دوسرا احسان یہ ہے کہ تیرے اچھے
ہاتھون مین اپنے ملک کی عنان دی اور اپنے بندون پر تجھے بادشاہ مقرر کیا الحمد للہ کہ اسنے تیری تندرستی کو قایم رکھا
اور ہمیشہ قایم رکھے اب تیرا فرض یہ تہا کہ تو اپنا نایب کسی متقی اور پاک نفس شخص کو مقرر کرے وہ دولت بھی
تجھے اللہ تعالیٰ شانہ نے عطا کی مین اپنے علم کے موافق سچی شہادت دیتا ہون کہ یہ تیرا وزیر نہایت
متقی اور سعید ہے اللہ سے ڈرتا ہے اوسکے احکام بجا لاتا ہے اپنی غریب رعایا کا نگران ہے جو اللہ
کے بندے اللہ کے در پر بیٹھے ہین اونکو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اونکا خیال رکھتا ہے یا اللہ
یہ فرمانروا اور اوسکا وزیر دونون تیرے ڈرنے والے بندے ہین تو ہمیشہ اونکا کفیل کارساز رہ آمین

اللّٰہ اکبر

دیباچہ تاریخ عرب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم ایاک نعبد و ایاک نستعین و نصلی علی رسولہ الکریم سید النبیین خاتم المرسلین مولٰنا محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و اٰلہٖ و اصحابہ اجمعین ؁

حدیث عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احبوا العرب لثلٰث لانی عربی و القراٰن عربی و کلام اھل الجنۃ عربی رواہ البیھقی فی شعب الایمان

جب سے ہم پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالا رأتون کو ہمیشہ آنکھون پر دلکی روشنی کی عینک لگا کر جگمگاتے ہوئے ستارونکو دیکھا اور بہت غور سے دیکھا اور نہین فکر کی اور انتہا کی فکر کی نگاہ دوڑائی اور وہ لاکھون کوس دوڑگئی طائر خیال کو اوڑایا اور اوسنے بہت بلند پروازی کی مگر انکی کچھ ماہیت نہ کھلی آخر کو تھک تھکا کر یہی کہنا پڑا واللّٰہ اعلم بالصواب **آفتاب** جو دن کا سلطان عالی شان ہی اور جس سے زیادہ روشن دنیا مین کوئی شے نہین جھوپڑون کے رہنے والے اوسی دیکھین اونچے اونچے محلون سے وہ نظر آئے بچہ اوسے پہچانے بوڑھا اوسی جانے اوسکی ضیا نے دن کو

رات پر ممتاز کیا ہے اوسکی ضو ہمارے کسب معاش کا سبب ہے وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اوسکا وجود ہے
جو کسی دلیل کا محتاج نہین ہے آفتاب آمد دلیل آفتاب * یعنی آفتاب اپنی وجود کی دلیل
آپ ہی ہے ہمنے اوسکو کچھہ نہ سمجھا کہ وہ کیا ہے اور نور شب کس تک وہ کہین ہے اور یہہ حیرت انگیز
حرارت اوسمین کہان سے آئی خدا جانے اوسمین کتنے کوہ ہای آتشین ہین کہ اتنی فاصلہ بعید سے
اس قیامت کی حرارت پونہچ رہی ہے جب کچھہ پتا نہ چلا تو گردن جھکا کر آخر کو یہہ کہنا پڑا کہ پروردگار
اپنی مخلوق کو تو خود ہی خوب جانتا ہے **ماہتاب** رات کا بادشاہ ہے شب کو اپنا دربار گرم
کرتا ہے اور ستارونکی فوج ہمراہ لیکر دنیا کی سیر کو نکلتا ہے سب آو دیکھتے ہین اور سب جانتے ہین انتہا یہہ
کہ دو تین برس کا بچہ بھی شب ماہ مین اوسکی طرف تکتا ہے اور اوسکے پکڑنیکو دونون ہاتھہ پھیلاتا ہے مگر با اینہمہ
روشناسی کوئی اوسکی حقیقت نہین بیان کرسکتا سمجھنے والا آدمی یہہ کہے تو کیا کہے چہ نسبت
خاک را با عالم پاک * **آسمان** جسکے خوشرنگ نیلگون دامن پر تمام ستارے در غلطان کیطرح
ادہر سے اودہر ڈہلک رہے ہین کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسکی خلقت یا علت خلقت سے ہم واقف ہین ہرگز
نہین اور اگر کوئی دریدہ دہن اس امر مین لب کہولے تو وہ یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی مین اپنا جواب آپ ہی ہے
ستارون کی رفتار کے طرق اگرچہ ہمارے کام آرہے ہین فصلونکی تغیرات سال و ماہ کا شمار بتا
رہے ہین مگر اس حیرت انگیزی سے کہ عقل انسانی انکے ساتھہ چکر کہا رہی ہے کہ یہہ کیونکر ہین اور کس
آلہ کے ذریعہ سے ہین **قطب** کے نام سے آسمان پر اوتر کیطرف ایک ستارہ نظر آرہا ہے دو ستارے اوسکے یمین و یسار
اس ہیئت سے اوسکا طواف کر رہے ہین کہ ہمیشہ شکل مثلث متساوی الاضلاع قایم ہے ان دونون ستارونکے
علاوہ اور بہت سے ستارے جنکی اہل نجوم نے مختلف شکلین قایم کرلی ہین اسی متبرک ستارے کا شبانہ روز
طواف کر رہے ہین تمام بروبحر مین سمت کا بتانا اسی کا کام ہے اوسکا آسمان پر عجب احترام ہے جیسے زمین پر
کعبہ اس کعبہ کو کعبۃ الارض کہتے ہین تو اوسے **کعبۃ الافلاک** کہنا زیبا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

وہی خالق کل سبکا عزت دینی والا ہے جسکو چاہے زمین پر عزت دے جسکو چاہے آسمان پر عزت دے اِنَّ العِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیعًا وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِیَدِكَ الخَیرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ اگر اس عزت کو کچھہ بھی سمجھہ ہونگی تو وہی سمجھی ہو جو دنیا مین مرتبہ قطبیت کو فایز ہوی ہونگے اَلجِنسُ یَمِیلُ اِلَی الجِنسِ یا جیسا کہ مشہور ہے کہ ولی را ولی میشناسد دنیا کا قطب بھی اسی عزت سی ہے کہ ہر وقت دو غوث جو او سکے نایب ہین ہین دیدار حاضر رہتی ہین پھر دنیا مین کون ہی جو اس نظام کو سمجھہ سکے لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّكَ اَنتَ عَلِیمُ الحَکِیمُ **ابخرات ارضی** جو زمین سے اوٹھتی ہین اور کرہ زمہریر تک جاکر منجمد ہو جاتے ہین اور پھر پانی ہو کر زمین پر برس پڑتے ہین اور زبان خشک گیاہ کو تر کرتے ہین اور انسان و حیوان اور ذی روح و غیر ذی روح کی زندگی اور نشو و نما کا سبب ہوتے ہین کیا کوئی حکیم اور فلسفی اور طبیعی اس عروج و نزول بخارات ارضی کا سبب واقعی جیسا کہ ہی بیان کر سکتا ہی ہر گز نہین۔ **نظیر اکبر آبادی** نے بھی کیا خوب موتی پروئے ہین **ع** پڑی بھٹکتے ہین لاکہون ملا کروڑون پنڈت ہزارون سیانے + جو خوب دیکھا تو یاری آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے + **ای پاک پروردگار تعالی شانہ** میری جان تجہپر قربان جب تم تیری مخلوق کی ماہیت اور نتیجہ خلقت سے آگاہ نہین تو ہماری عقل کی فکر اور اندیشہ کا خیال تیری جمال تک کب پونہچ سکتا ہے۔

لمولفہ غزل

کوئی سمجھہ نہین سکتا ہے تجکو کیا ہے تو
ہمین بس اتنا ہی معلوم ہی خدا ہے تو

ہمارے عقدۂ لاحل کو تو ہی کہولے گا
ترا ہی نام خدا ہی گرہ کشا ہے تو

تجہی کو ڈہونڈ رہی ہین یہہ ڈہونڈہنی والے
سبہون کو جسکی طلب ہی وہ مدعا ہے تو

اگر وسیلہ کسیکا نہین رہا تو نہو +
ہزار شکر کہ اب میرا آسرا ہے تو

یہہ کون کہتا ہے تیرا پتہ نہین ملتا
ہماری گردنون کا ہار ہو رہا ہے تو

جو تجہسے دور ہین تو اونسے دور ہی بیشک
یہہ کون کہتا ہے دیکہا نہین تجہی ہمنے
بہرے جو تو مری آنکہونمین انکہین ٹہنڈی ہون
بس اب تو تجہسے ہی **اکبر** نے لو لگائی ہے

جو تجہسے ملگئے اونسے ملا ہوا ہے تو
ہماری آنکہون مین ہر وقت پہر رہا ہی تو
رہے جو دل مین تو اس دل کا مدعا ہے تو
سمجہہ مین آگیا یہہ مسئلہ خدا ہے تو

انسان تعریف اوس شی کی کرسکتا ہے کہ جسے دیکہا ہو یا اوسکے اوصاف سے کما حقہ واقفیت رکہتا ہو۔ **اے معبود** تجہے دیکہا نہین تیرے جمال کی صفت کیونکر کیجائے آنکہین تیری دیکہنے کو ترستی ہین اور شاید ترستی ہی رہین اور دم نکلجائے کانون نے جو کچہہ سنا وہ اسنا کافی طریقے سے سنا کہ قوت گویائی کو جسے کچہہ مدد نہین پونہچ سکتی جب **انبیا علیہم السلام** تیری حمد کرنے مین عاجز اور تیری معرفت مین حیران ہوجائین اور گہبراکر یون پکار اوٹہین مَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ تو پہر غریب امت کس قطار مین ہے چونکہ کملا کا یہی دستور رہا ہے کہ اپنی اپنی تصانیف کو بابرکت بنانیکے لیئے اپنے خالق مالک۔ رحیم۔ کریم۔ ستار۔ غفار کے نام سے شروع کرتے ہین مین بہی اون اکابر کے نشان قدم پر چلتا ہون اور **تاریخ غریب** کی قبولیت عام کیواسطے ایک متبرک سرمایہ جمع کرتا ہون۔

نظم

خدا نے دیا مصطفے کو ہمین
نبی نے بتایا خدا کو ہمین
نبی کا کرین شکر تا زندگی
سکہائی خدا کی ہمین بندگی
سر بندگی خم خدا کے حضور
نہین ہے وہ ہمسے کسیوقت دور
نہین کوئی اوسکا شریک و سہیم
یہہ مخلوق حادث ہی وہ ہی قدیم
احد ہی صمد ہی وہ ذی شان ہی
وہی مظہر شرفی شان ہی
شہنشاہ ہی اوسکو سزاوار ہے
وہ جبار ہے اور قہار ہے

اوسیکی زمین اور اوسیکا زمان ۔ اوسیکی رعیت شہان جہان
وہ رزّاق ہے اور مرزوق ہم ۔ وہ خلّاق ہے اور مخلوق ہم
وہی بادشاہونکا فریادرس ۔ وہی ہم غریبونکا بھی دادرس
اوسی کی طرف سبکی آنکھین ہین دا ۔ حقیقت مین دل ہے اوسی سی لگا
جدا ہے وہی پھر ملا ہی وہی + ۔ خدا ہے وہی ہان خدا ہے وہی
جہان دیکھیے اوسکی جلوہ گری ۔ مگر پھر ہے ہر چیز سے وہ بری
ہماری نگاہون کا وہ نور ہی ۔ مگر پھر نگاہون سی مستور ہے
وہی آشکارا بھی مستور بھی + ۔ وہی پاس بھی ہی وہی دور بھی
وہی نور بھی ہے وہی نار بھی ۔ وہ اسرار بھی اور اظہار بھی
وہ عشّاق کی گردنون کا ہی ہار ۔ ہمارے چمن کی وہی ہی بہار
اوسیکے چمن کے ہین گل انبیا ۔ ہین مقبول اوسکے یہ کل انبیا
گلاب انہین ہین **سید کائنات** ۔ علیہ السلام وعلیہ الصلوات
گل بہجران ہی یہی ایک گل + ۔ اسیکا لقب ہی امام رسل

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے جواہر تبرکاً وتیمناً درج ہین

امام رسل پیشوائے سبیل ۔ امین خدا مہبط جبرئیل
کریم السجایا جمیل الشیم ۔ نبی الورایا شفیع الامم
شفیع الورا خواجہ بعث ونشر ۔ امام الہدا صدر دیوان حشر
شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریم ۔ قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم
یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست ۔ کتب خانۂ چند ملت بشست

نماند بعصیان کسے در گرو
کہ دارد چنین سیدِ پیش رو

بلند آسمان پیشِ قدرت خجل
تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل

تو اصلِ وجود آمدی از نخست
دگر ہرچہ موجود شد فرعِ تست

چہ نعتِ پسندیدہ گویم ترا +
علیک الصلوٰۃ ای نبی الوریٰ

درودِ ملک بر روانِ تو باد +
بر **اصحاب** بر پے روانِ تو باد

خدایا بحقِ بنی فاطمہ +
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ **آلِ رسول**

رسالت رسولونکی اسکو ملی -
ہوا جب ظہور اسکا دنیا ہلی

ہوا پاک ملکِ عرب کفر سے
پڑے قصر کسرے مین بھی زلزلے

عرب قصر عالی عجم خانہ باغ
آئمہ اسی قصر کے ہین چراغ

اسی باغ کے ہین نہال اولیا
جمیل اولیا باکمال اولیا

بڑہا جب ہر اک نخلِ نوخاستہ
ہوا خوب یہ باغ آراستہ

جب اس باغ سے خاتم المرسلین
روانہ ہوئے سوی خلد برین +

صحابہ نے اسکو کشادہ کیا
بہت کچھہ بڑہایا اضافہ کیا

ابوبکر و فاروق و عثمان علی
یہی چار ہین جانشینِ نبی

یہی باغبان باغ احمد کے ہین
نگہبان قصرِ محمد کے ہین +

مہ و مہر انکی چمک سی ہین ماند
یہہ چرخ کرامت کے ہین چار چاند

یہہ دینِ نبی کے ہین چار آئینے
نثار انپہ ہون دس ہزار آئینے

انہین آئینون مین حق آیا نظر +
انہین مین ہے عکسِ نبی جلوہ گر

انہیں آئینون سے صفا ہم نے لی ۔ ضیا شمس کو بھی انہیں سے ملی
ہیں آنکھون نے انکی نظارے کیے ۔ وہ پھر آپ ہی آپ مٹنے لگے
ملی اولیا کو انہیں کی صفا ۔ نظر آگیا اونکو دلمین خدا
مناقب نہیں کیے ہین اب جا بجا ۔ انہیں کا تو ڈنکا ہے یہہ بج رہا
عرب مین منگایا عجم سے خراج ۔ لیا نذر مین بادشاہون سے تاج
نگون سر ہوئے حکمرانِ جہان ۔ انہیں کا تھا دنیا مین سکہ روان
عجم روم چین اور ہندوستان ۔ جہان دیکھیے ہین انہیں کے نشان
انہیں کے صدا کی تو ہی یہہ کڑک ۔ کہ یورپ دہلتا ہے اسوقت تک
صحابہ کا ہر فرد تھا شیر نر ۔ سبھونکو بھروسا تھا اللہ پر
مدد کے کسی سے بھی طالب نتھی ۔ وہ تھا کون یہہ جسپہ غالب نتھی
انہیں اپنی تلوار پر ناز تھا ۔ کہ ایک انکا انجام و آغاز تھا
اکیلے ہزارون سے لڑتے رہے ۔ مگر پھر بھی غالب ہی پڑتے رہے
جہان انکے ہاتھون نے گاڑا علم ۔ ہوا ملک کا ملک زیرِ قدم
قتال انکو شادی سے کچھہ کم نتھا ۔ لڑے یہہ ہزارونسے پر غم نتھا
جہان موہنہ سے اللہ اکبر کہا ۔ اوسی وقت تھا خاتمہ جنگ کا
ہے اللہ اکبر کلیدِ ظفر ۔ ہے ہمکو اسی سے امیدِ ظفر
بھی نام تو غازیون کی ہے جان ۔ بھی کافرون کے لیے ہی امان
علم فتح کے ہر طرف گڑ گئے ۔ یہہ جب آدمی شاہونسے لڑ گئے
سلاطین عالی منش دب گئے ۔ جہان چڑھ گئے یہہ بندۂ رب گئے

ہرقل و مقوقس مسلمان ہوئے | صداقت پر ان سب کی قربان ہوئے
یہہ اسلام کا بند و بست اہتمام | انہین پیشوایان دین کا ہی کام
ابوبکرؓ تھے یار غار نبی ٭ | نبی سے انہین استقامت ملی
یہی سب سے اول ہین تصدیق مین | یہہ سرحلقہ ہین اہل تحقیق مین
صحابہ مین سب سے مقدم ہین یہہ | وہ اقطاب ہین قطب اعظم ہین یہہ
بزرگی ہے صدیق کی متفق | ہوئے متبع انکے سب اہل حق ٭
حدیثون مین حضرت کی تعریف ہے | کتاب خدا مین بھی توصیف ہی
سند سے یہہ پونہچی ہے آیت ہمین | ہے اتقی الذی سورۃ اللیل مین
یہہ آیت ہی صدیق کی شان مین | پڑہو دیکہو تفسیر و قرآن مین
ہے اکرم بھی موجود قرآن مین | یہہ آیت بھی ہی آپ کے شان مین
ہوئے پہلے یہہ جانشین نبی | عمرؓ کو پہر انسے یہہ نعمت ملی
ہین محفوظ یہہ ایک سرپوش مین | کہ دونون نبی کی ہین آغوش مین
رہی حشر تک اپنی صاحب کے پاس | انہین اہل حق کہتی ہین حق شناس
خدا نے انہین عدل روشن دیا | عمرؓ نے خلافت کو چمکا دیا ٭
عجب انکا اقبال تھا اوج پر | ملاتے تہے شاہ انسے نظر
نگہ ان کی جسپر پڑی کانپ اوٹھا | جو للکارا ضیغم کو وہ ہانپ اوٹھا
سنا ہی جب ایمان لائی عمرؓ | اوسی دن ہوی ہی اذان بام پر
خدا کا حرم سب کا سب گونج اوٹھا | جب اللہ اکبر پکارا گیا
بتون نے کہا کعبہ سی ہم چلے | یہی دین دنیا مین ہوکے پہلے

چراغ کفشت آج گل ہوگیا — چلے بت جہان سے یہہ غل ہوگیا
عمرؓ کی جلالت کا ڈنکا بجا — کہ مومن ہوا آج وہ با خدا
خدا نے نبی کی دعا کی قبول — ہین شکرانے کی سجدے مین رسولؐ
نچھوڑا امیرؓ کو پھر عمر بھر — نبی کی تہی چوکھٹ عمرؓ کا تھا سر
ملا مر کے بھی آپ ہی کا جوار — بنا حجرۂ مصطفےٰ مین مزار
رہے پھر خدمت یہہ دونون وزیر — کوئی ہے زمانے مین انکا نظیر
نبیؐ ایک ہین اور سائے ہین دو — درود انپہ اے اہل ایمان پڑہو
حیات ابد ہے نبیؐ کو ملی — وہی زندگی ان کی ہے زندگی
ہے وزن ایک عثمانؓ قرآن کا — ہے ذات انکی سرچشمہ ایمان کا
مسلمانون پر ان کا احسان ہے — کہ ہر گھر مین موجود قرآن ہی
ہے ایمان کی جڑ یہ قرآن پاک — نہو یہ تو پھر کیا ہے دنیا مین خاک
ہدایت کا باعث یہ قرآن ہے — ہدایت ہی قرآن کی شان ہے
یہی شان عثمانؓ کو ہے ملی — ہے انکار اس فیض کا جاہلی
ہے قرآن زبان رسولؐ و خدا — اوسے جمع عثمانؓ نے کردیا
اسے کہتے ہین دولت بے قیاس — کلام خدا کا خزانہ تھا پاس
رسولِ خدا کا یہہ ارشاد ہے — یہہ ارشاد اکبر مجھے یاد ہے
کہ عثمانؓ ہے میرا رفیق و حبیب — یہی ہوگا جنت مین مجھسے قریب
نبی کی تہین منسوب بنتین انہین — ملین قسمتون سے یہہ نورین انہین
عرب مین غنی آپ کا تھا لقب — تھے اوس عہد مین آپ میر عرب
روایت ہے یہہ معتبر مستند — روات اُسکی اچھے قوی ہے سند
کہ اک سایل آیا پیمبرؐ کے پاس — وہ تھا مفلسی کے سبب بدحواس

خدا نے اوسی دین تهین دو لڑکیان — دو نا کتخدا ہو گئین تهین جوان
نبی سے کہا اوس نے یا شاہ دین — مرا حال حضرت سے مخفی نہین
مری فکر کر دیجئے یا رسولؐ — کہ اس رنج سے میرا دل ہے ملول
نبیؐ نے کہا جا تو عثمان کے پاس — وہ مرد سخی ہے بڑا حق شناس
کرے گا خدا تیری حاجت روا — تجہے دیگا وہ مال بے انتہا
گیا جا کے سائل نے اوس سے سوال — کہا اے باغ جود و سخا کے نہال
مین ہون تنگدستی کا مارا ہوا — تمہارے نبیؐ کا ہون بہیجا ہوا
ہین نا کتخدا لڑکیان میری دو — محمدؐ کے پیارے اونہین بیاہ دو
قطار اونٹون کی آئی تهی شام سے — وہ مال تجارت سے سب تہی لدی
سنا اوس سے جس وقت نام نبیؐ — وہ پوری قطار آپ نے اوسکو دی
علیؑ ولی شیر حق مرتضیٰ اعؑ — امام جہان نائب مصطفیٰ
خدا نے کیا اپنا ہمنام انہین — کہ عقدہ کشائی کا ہی کام انہین
یہہ ہین قوت بازوی مصطفیٰ — انہین کہتے ہین شاہ خیبر کشا
ہی مصحف مین تحریر ذکر آپ کا — علیؑ نامہ ہے سورہ ہل اتےٰ
محبت سے مملو تہا دل آپ کا — اسی دلمین عشق نبیؐ تہا بہرا
سراپا محبت کے مظہر ہین آپ — جو ہین صاف دل اونکے رہبر ہین آپ
صحابہ سے تہا آپ کا وہ ملاپ — کہ تہے روح ہر اک صحابی کی آپ
اما ہون کا دل اور نا صاف ہو — ارے یارو کچہہ بہی تو انصاف ہو
علیؑ کا دل پاک پر کینہ ہو — مرے بہائیو تم خدا سے ڈرو
تقیہ ہو شیر خدا کے لئے — یہہ کیا ظلم تمنے علی پر کئے
علیؑ ہین ید اللہ علی ہین ولی — علیؑ سے جوانمردی کس کی چلی

تقیہ تو ہے ڈرنے والونکا کام
جہان حق کا لینا تہا مقصود اونہی
نگروہ لڑائی عداوت نہ تہی
بزرگی **خلافت** کی تہی مستند
مگر تہا نہ دلمین کچہہ اسکا خیال
یہی تو ہین سر دفتر اولیا
ہین ضرب المثل اس شرافت مین آپ
عرب کی شرافت ہی ضرب المثل
مگر آپ ہین اون شریفون مین شاہ
کریم آپ اولاد بہی سب کریم ؛
بدر مہر روشن پسر ماہتاب
امام حسن رض مین نبوت کی شان
سب اولاد اونکی جمیل الشیم
سخاوت کو فخر آپ کی ذات سی
غنی کردیا جسکو کچہہ دیدیا
خدا اون کو دیتا ہے دنیا کو یہہ
انہین دشمنون سی بہی ہے دوستی
نسب انسے جسکا ملا پاک ہے
ستارونمین بہی انکی ہے روشنی
بنا نور سے ان کے عرش برین
ہی سورج مین انکی جلالت کی شان

تقیہ علی ع کے لیئے ہے حرام
جہان تہی جگہہ لڑنے کی لڑ پڑے
ہماری تمہاری جہالت نہ تہی
اوسی کے لیئے تہی یہ سب جد و کد
نہ غصہ نہ کینہ نہ رنج و ملال
امامت کا انسے ہے رتبہ بڑہا
اماموں نکے جد ہین اماموں کے باپ
عرب کو اسیکا تو ابتک ہی بل
ستارون مین جسطرح روشن ہو ماہ
کرامت کی دریا کے در یتیم
غلام انکے سلطان عالیجناب
حسین رض شہید اس امامت کی جان
شفیع الورا یا وسیع الکرم
فقیرونکو ہے فیض سادات سی
جو کچہہ چاہا اللہ سے لے لیا
پلا دیتے ہین شربت اعدا کو یہہ
یہہ سیرت ہی ترکہ مین ان کو ملی
یہہ ہین پاک انکا خدا پاک ہی
زمین انکی خاک قدم سے بنی
انہین کا فلک ہی انہین کی زمین
قمر مین ہے انکی صباحت کی شان

یہہ فیاض ہین یعنی فیاض خلق ۔ وہ شالونپہ ممتاز ہے انکا دلق
انہین کے ہین فرزند محبوب پاک ۔ زمین نور سے انکے ہے تابناک
ہے بغداد حضرت کی آرام گاہ ۔ فلک اشتباہ و ملایک پناہ
انہین کے جگرگوشہ خواجہ معین ۔ ہوئے ہند مین آکے عزلت گزین
ہے اجمیر پاک آپ کی خانقاہ ۔ یہین جلوہ گر آپ ہین مثل ماہ
انہین کے ہین نور نظر بو العلا ۔ شہ ملک عرفان ولی خدا
نواسے ہین یہہ خواجہ احرار کے ۔ جگربند ہین شاہ کرار کے
شہ ہند ہین شاہ ہند الولی ۔ نوازت ہے اون کی انہین کو ملی
ہے اجمیر تخت شہ بے نظیر ۔ ہے یہہ اکبر آباد قصر وزیر
عجب شہر ہے آگرہ واہ واہ ۔ ہے دو بادشاہونکی آرام گاہ
یہین دفن ہے اکبر خوش سیر ۔ ہمایون کا اکبر ہے لخت جگر
یہہ فرمانروای مین سب کے مثل تھا ۔ کہ تھا صلح جو اور کشورکشا
جہانگیر کا پور شاہ جہان ۔ ولی کہتے ہین اسکو پیر و جوان
اسی اکبر آباد مین وہ بھی ہے ۔ مبارک صفت اور فرخندہ پے
غرض آگرہ ہے مبارک بلد ۔ سلاطین کا مدفن ولی کی لحد

منقبت حضرت قبلہ عالم قطب اکرم پیر دستگیر مولینا سید شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری قدس اللہ سرہ

پلا ساقیا بادہ صاف و پاک ۔ کہ مین مست ہوجاون وجی خداک
مجھے مدحت پیر لکھنی ہے اب ۔ ہے عالی حسب وہ صحیح النسب

رسول خدا کا وہ فرزند ہے | علی علا کا جگر بند ہے
سیادت کے دریا کا گوہر ہے وہ | شرافت مین بحرم جوہر ہے وہ
وہ باغ ولایت کا سرو سہی | ولی کہتے ہین سب اوسکو ھذا الولی
پڑی جب نظر روئے پرنور پر | صحابہ کے انوار تھے جلوہ گر
سخاوت آئمہ کی ہاتھہ آئی تھی | کرامت رسولونکی سی پائی تھی +
وظیفہ ہیر آپ کا نام ہے | یہی ورد اب صبح اور شام ہے
شہ قاسم رض پاک محبوب حق | کہ افلاک از دفتر شش ورق
رقم شد ز اوصاف نقش قلیل | جمیل و جمیل و جمیل و جمیل
دلم باد خاک رہ آن ولی + | بحبا نعمہ یحی علی
بچشم جمالش بود جلوہ گر | کہ در چشم من تا خرامد نظر
سرو کار من باد با او مدام | بود در تنم تا کہ جان را قیام
برم عشق و سودای او در لحد | بماند بخواب من او تا ابد +
سرم بر درش باد او در خیال | چو او در خیال است دارم وصال

سبب تالیف کتاب تاریخ عرب

میرے فرزند طریقت عزیزی **شیخ احمد حسین** الوالعلائی میان **فیاض الدین** خان سلمہ اللہ تعالی نے
مجھسے بڑا اصرار کیا کہ **حرمین الشریفین** زادہما اللہ تشریفا و تعظیما کے حالات مفصل معلوم
نہین ہین نہ **مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم**
کی فضیلتین معلوم ہین اکثر مسلمان حج کو جاتے ہین اور بغیر زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
واپس چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ زیارت قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ضروری امر نہین
ہے چونکہ ہمکو اسکا حکم معلوم نہین ہم چپ ہو رہتے ہین اگر آپ ان امور کی تحقیق کرکے اس

بیان مین ایک رسالہ لکھدین تو ہمارے بہائیون کے کام آئے اور عام مسلمانون کو بھی نفع پوہنچے مینے اوسے کہا کہ میرے لائق و فایق دوست مولوی محمد وارث علیصاحب جو کتاب موسوم بہ **شمس التواریخ** لکھہ رہے ہین اور وہ آٹھہ سو صفحون تک پوہنچ چکی ہے وہ ان امور کیواسطے کافی و وافی ہے مینے اوسے لفظ بلفظ دیکھا ہے وہ کتاب واقعی قابل قدر ہے اور بڑے تحقیق سے لکھی جاری ہے مگر وہ اپنے اصرار سے باز نہ آئے اونکے سوا دو عزیزون نے بھی اونکی شرکت کی مجبوراً مجکو ہمت باندہنی پڑی اور مینے اسی ماہ ربیع الاول شریف کی ۱۴ ار سنہ ۱۳۱۸ ہجری مین اللہ کا نام لیکر اسکا آغاز کیا اب اپنے اللہ سے جو میرا ہر حال مین معین اور کفیل ہے اس اہم مقصد مین بھی مدد چاہتا ہون وما توفیقی الا باللہ و توکلت علی اللہ ○

درین دریای بے پایان درین طوفان موج افزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا

عرض حال خود

میرا نام محمد اکبر ہے میرے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت سید شاہ **محمد سجاد** ابو العلائی دانا پوری ہے میرے جد امجد حضرت مولینا شاہ سید **تراب الحق** قدس سرہ حضرت مولوی **سید شاہ طیب اللہ نقاب پوش** قدس سرہ کے دوسرے فرزند تھے اور میرے دادا صاحب کے بڑے بھائی **حضرت شاہ بہار الحق** قدس سرہ تہے اور یہی اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین تھے میرے دادا صاحب کی علمی استعداد پوری نہی مگر حضرت شاہ بہار الحق قدس سرہ فاضل جید تہے میرے پردادا حضرت نقاب پوش تہے مینے آپکی زیارت نہین کی مگر بزرگون سے سنا اور اونکی بیاضین اور سفینہ جات دیکھے اوس سے معلوم ہوا کہ وہ بڑے فاضل اجل تہے اور نسخ اور نستعلیق کے بڑے خوشنویس اونکے والد ماجد **حضرت مولینا امین اللہ شہید** بڑے زبردست عالم تہے اور اونسے اوپر جملہ بزرگوار اپنے فقر اور حلہ علم سے آراستہ چلے آتے طریقہ فقر میرے خاندان مین اباً عن جدٍ چلا آیا ہے یہہ سب

بزرگوار رضوی سادات سے ہین مگر میرے والد ماجد کا نسب رزاقی ہے یعنی حضرت غوث پاکؓ کی اولاد سے تھین جب حضرت شاہ طیب اللہ نقاب پوش قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی تو بڑے صاحبزادے یعنی حضرت شاہ بہار الحق سجادہ نشین قرار پائے جب آپکا زمانہ رحلت قریب پہونچا تو آپنے اپنے بہائی حضرت شاہ تراب الحق قدس سرہٗ کو بلاکر فرمایا کہ مینے اپنی طریقہ کی سجادگی تمہاری بڑے فرزند **نور چشم محمد قاسم مدعمرہٗ** کو دی میری نظر مین وہ کمال سعادتمند ہے سرمایہ ادراستعداد علمی بہی کافی ووافی رکہتا ہی فقیر کو جاہل نہ ہونا چاہئیے جب وہ **اکبرآباد** سے یہان آئین تو سب سفاین جنمین مینے اونکے واسطے خلافت نامہ او رمثال لکہدی ہی حوالہ کردینا اور آپنے چند روز بعد رحلت فرمائی میری ایکچچا حضرت شاہ محمد واجد جو والد سے بڑے اور حضرت پیرومرشد سے چہوٹے تہے گو حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہٗ کا سرمایہ علم رسمی بہت زیادہ نتہا مگر بیان اور حالت اونکی نہایت سریع الاثر تہی الحمد اللہ کہ اونکی اولاد موجود ہے اور سب خوش ہین میرے حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کی درسی کتابین تمام تہین مگر علوم دینیہ مین بالغ استعداد رکہتے تہی مسایل فروعی واصولی نہایت قوی مستحضر تہے مینے بہی جو کچہہ پڑہا انہی حضرت پیرومرشد برحق قدس سرہٗ سے پڑہا میری بہی یہی حالت ہی کہ معقول کے ساتہہ مجہے مناسبت نہ تہی نہ اب ہی ضروری علم دین سے واقف ہون جب سے حضرت پیرومرشد کے غلامون کی سلسلہ مین نام لکہوایا ہے اور شغلون سے کنارہ کشی کی مگر کچہہ کچہہ لکہنے پڑہنے کا شغل ہوجاتا ہی کبہی کبہی کچہہ نظم بہی کرلیتا ہون گو اوسمین پوری واقفیت تو نہین ہے مگر دل بہلانیکے لیے کافی ہے چونکہ میرے خاندان مین عطیہ شاہی کے ذریعہ سے بہت متمول تہا کسیکو روزگار انگریزی کی ضرورت نتہی تو خانہ نشینی کی حالت مین کوئی دل بہلانیکا وسیلہ تلاش کیا جاتا تہا تو بعد تحصیل علوم ظاہریہ اکثر فکر سخن ہی وہ وسیلہ قرار پاتا تہا یہی سبب مجہے بہی مشق سخن کا واقع ہوا بالفعل ایک تذکرہ شعرائے اردو کا بہی زیر تصنیف ہی اور وہ نظم ہوگا کئی ہزار اشعار اوسکے لکہہ چکا ہون جب سے تاریخ عرب مین ہاتہہ لگایا وہ تذکرہ اوسکی تکمیل تک ملتوی کردیا گیا ہی میرے خاندان مین انگریزی ملازمت میرے حضرت

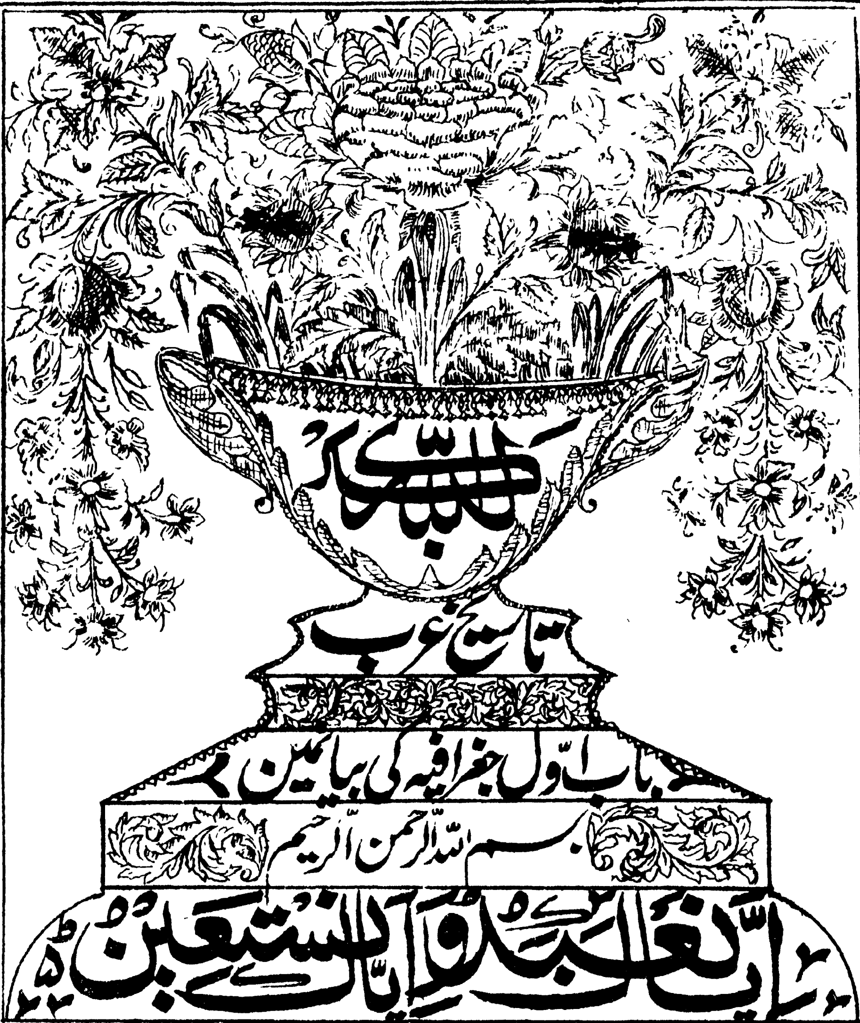
پیر و مرشد قدس سرہ کے عہد سے شروع ہوئی ہے حضرت قدس سرہ نے سیدنا ابو العلا رضی اللہ
عنہ کے مزار فایز الانوار کے شوق مین روزگار انگریزی اختیار فرمایا اور جب اکبر آباد کے صدر کے
لیے حکام تجویز ہو کر کلکتہ سے روانہ کیئے گئے تو ایک حاکم لمبرٹ صاحب دانا پور[ف] آئے کہ یہان سے
اکبر آباد روانہ ہون اتفاقاً حضرت قدس سرہ سے اونسے ملاقات ہوگئی ۔ چونکہ اوسوقت کے
حکام اہل علم کو بہت پسند کرتے تہے وہ حضرت کی قابلیت کا معتقد ہوگیا آپ کو لمبرٹ صاحب نے اپنے
اجلاس کا مثل خوان مقرر کیا۔ حضرت قدس سرہ اوس حاکم کے ساتھہ الہ آباد آئے اور چار برس کے بعد
یہہ صدر دیوانی کچہری اکبر آباد مین منتقل ہوگئے پہر آپ یہان آکر سرشتہ دار ہوگئے اس فقیر حقیر کی
پیدائش اسی اکبر آباد کی ہے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین شعبان کی ۲۷ تاریخ کو میری ولادت محلہ نہی بستی
کے ایک مکان مین واقع ہوئی یہی سبب ہوا کہ حضرت قدس سرہ نے میرا نام **محمد اکبر** رکہا
میرے ایک اور بڑے بہائی تہے جو الہ آباد مین بمقام دائرہ شاہ اجمل پیدا ہوئے تہے اون کا نام
حضرت قدس سرہ نے محمد اجمل رکہا تہا اونہون نے اکبر آباد مین آکر بعمر دوازدہ سالگی انتقال کیا
چونکہ مین **اکبر آباد** کی آب و ہوا کا پرورش یافتہ ہون لہذا میرے مزاج کو یہین کی آب و ہوا موافق
ہے اب بہی زیادہ قیام میرا اسی بلدہ مبارک مین ہوتا ہے اور اوسکے سوا بڑی بات تو یہہ ہے
کہ حضرت سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ کا آستانہ ہے ۔

کوچۂ یار سے نکلے کوئی کیونکر اکبرؔ
مین بہی کیا قیس کی صورت کوئی سودائی ہون

اپنی رام کہانی تو مین کہہ چکا اس تاریخ **عرب** کو مینے چند ابواب پر تقسیم کیا ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ وَعَلَیہِ التُّکلَانُ وَھُوَ نِعمَ المَولیٰ وَنِعمَ النَّصِیرُ

(نوٹ ف) دانا پور ضلع پٹنہ عظیم آباد مین ایک بہت قدیم بستی سادات صوفیہ بانوری کی ہے **مینیر** یہانسے سات کوس مغرب کیطرف ہے اور پٹنہ بھی یہانسے سات کوس مشرق کیطرف ہے اسی دانا پور مین ایک محلہ سید واڑہ کی نام سے مشہور تہا جب **شاہ عالم بادشاہ** یہان آئے اور مصنف تاریخ ہند کی خانقاہ مین ٹہرے تو اونہون نے اوسکا نام **شاہزادہ پور** کردیا یہہ بستی دریای **سون** کی کنارے پورب پچہم آباد ہے اسی خانقاہ مین **حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ** کا خرقہ اور نعلین اور کمند وحدت ہے جسکی زیارت ہر سال یازدہم ربیع الثانی شریف کو ہوتی ہے ۱۲-



عرب اوس ملک کا نام ہے جو ایک جزیرہ نما کی صورت مین واقع ہوا ہے اور ہمارے دانا یورپ سے سیدہا مغرب کیطرف ہے اسکی زمین پتھریلی اور ریگستانی ہے اسمین پہاڑ بہت ہین مگر بہت بلند نہین اور سب خشک گو اونمین جابجا کہین چشمے بھی جاری ہین مگر سبز پہاڑ نہین ہین وسعت اسکی یعنی محیط غربی سے بحر ہند تک اور بحر متوسط کے کنارون سے افریقہ کے ریگستان تک پہنچتی ہے وہ اقوام جو اس خطے کے بسنے والے ہین ایک ہی زبان بولتی ہین اور اونکے رسوم وعادات اور صنائع وحرفات ایک ہی قسم کی ہین اور اونمین سب سے زیادہ حصہ دکھا ہی

جو ایک ہی نبی اُمّی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کا کلمہ پڑھتے ہین دنیا بھر کے مسلمان گو وہ نسبًا
عرب ہون یا نومسلم سبھون کا خیال اسطرف نہایت ادب و احترام سے پڑتا ہی خصوصًا اس ملک مین
تین شہر تو ایسے ہین کہ جن مین سوائے مسلمانون کے ایک آدمی غیر مذہب کا نہین ہے یعنی **مکّہ**
ومدینہ وطائیف اور مسلمانون کے مذہب مین جو فرقہ اثنا عشریہ و خارجی وغیرہ ہین وہ بھی
ان تینون شہرون مین نظر نہین آتے اثنا عشری جو حج کرنیکو جاتے ہین وہ ...... کا برقعہ منہ پر ڈالکر
حاضر ہوتے ہین اور اہل سنت والجماعت کے جو چار مصلے وہان ہین اونہین کسی ایک کے
پیچھے نماز پڑھ لیتے ہین تیرہ سو برس سے مسلمانون کے مذہب کی بنیاد قائم ہوئی ہے جب سے آجتک
یہہ شہر متبرکہ سوائے مسلمانان اہل سنت والجماعت کی اور کسی کے تحت حکم نہین ہوا اگر اہل انصاف
اس امر پر تامل کی نظر کرین تو اہل سنت والجماعت کے فخر ومباہات وحقانیت کے لیے یہہ
بات کم نہین ہے **حضرت ظل سبحانی امیر المومنین فرمانروای**
کشور دین خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین الشریفین سلطان
ابن السلطان ابن السلطان عاشق رسول رب العالمین
سلطان المعظم مولینا عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ اجبل
ان دونون بقعہ متبرکہ کے خادم اور تمام ملک عرب کے مالک ہین تمام مسلمانان روئے زمین نے
آپ کو اپنا خلیفہ مان لیا ہے کوئی مسلمان ایسا نہین ہے کہ جس کے سامنے آپ کا نام لیا جائے
اور وہ دفعتہً یہہ نہ بول اوٹھے خلد اللہ ملکہ وطال اللہ عمرہ یعنے مکہ معظمہ مین جیسا ترکون کو آپکے
نام کا عاشق پایا ویسا دوسرون کو نہین اب قریب قریب مسلمانان ہند بھی ویسی ہی حالت اور
عقیدت پیدا کرتے جاتے ہین **روم وروس** کی لڑائی نے تو مسلمانان ہند کے
دلمین سلطان کی محبت کا تخم بو دیا اور **یونان** کی لڑائی مین وہ تخم سرسبز ہوا الحمد للہ کہ
اب وہ بار آور ہوا چاہتا ہے **مسلمان** بادشاہ تو اور بھی ہین مگر اسقدر شیفتگی مسلمانونکو
اور کسی مسلمان بادشاہ کے ساتھہ نہین ہے اس کا سبب یہہ ہے کہ انکا **لقب**

خادم الحرمین الشریفین ہے روضہ رسول اللہ صلے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے سرہانے کیطرف یعنی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ یار غار
رسولؐ اللہ کے درمیان ایک قندیل آویزان جسکا نام ثریا ہے اوسمین بڑی بڑی قطعات
جواہر کے جڑے ہوئے ہین روشن ہوا کرتی ہے وہان قندیلون مین زیتون کا تیل جلتا ہی
ثریا کا بچا ہوا زیت پارسل کرکے سلطان کے واسطے تحفہ جاتا ہی سلطان خلد اللہ ملکہ کہانے کے
شروع کرنیکے وقت پہلے روٹی کا ٹکڑا ثریا کے زیت مین ڈبوکر کہا لیتے ہین اور پھر کہانا کہاتے ہین
مجہسے مولوی رحمت اللہ نزیل مکہ معظمہ علیہ الرحمتہ والغفران خود کہتے تھے کہ سلطان نے فرمایا
کہ مین حرمین الشریفین مین حکومت نہین کرتا مین تو وہان کا ایک خادم ہون سلطان نے مکہ معظمہ مین
طرز حکومت کو اصلا نہین بدلا سفرای دول یورپ نے جدہ شریفہ مین سلطان سے عہدنامی کی
کچہہ اصلاح چاہی مگر آپ نے انکار کیا۔

الٰہی خسرو عبد المجید عالیجاہ ۔ رہے زمانہ مین تا عہد دور مہر و ماہ ٭
جہان مین اس سے زیادہ ہو شوکت اسلام ۔ بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ ٭

جو سفیر کہ جدے مین رہتے ہین وہ جدہ شریفہ کی شہر پناہ کی چہار دیواری سے اگر بغیر حکم حاکم جدہ
مکہ معظمہ کی طرف قدم بڑہائے اور وہ مارا جائے تو سلطان اوسکے ذمہ وار نہین کوئی کافر جدہ کی
چہار دیواری سے باہر مکہ معظمہ کیطرف قدم بڑہا نہین سکتا کوئی سفیر اگرچہ وہ کسی دولت کا ہو جدہ
شریفہ مین گہوڑے پر چڑھ کر نہین نکل سکتا مین حج سے واپسی کے وقت جہاز کے انتظار مین
ایک مہینے تک جدہ شریفہ مین مقیم رہا ایک روز معلوم ہوا کہ عثمان نوری پاشا جدہ مین دفعتاً
پہونچ گئے شہر مین تہلکہ تہا کہ بغیر اطلاع یہ کیون آئے انکا معمول تہا کہ جب آتے تھے تو ایک
روز پہلے اطلاع ہوتی تہی آخر کو دوپہر کے وقت یہہ بات تحقیق ہوئی کہ عیسائیون نے چوری
سے شرابین منگوائین تہین اوسکی خبر انکو ہوگئی آتے ہی تمام شراب کے کنٹر ضبط ہوگئے
اون عیسائیون کو قرار واقعی سزا ملی اور وہ سب شراب سمندر مین اونڈیل دی گئی عرب کا

تمدن مشہور ہے افسوس ہے کہ کسی مسلمان مورخ نے اسطرف توجہہ نہین کی اسوقت ہماری سامنے جو کتابین
کہلی ہوئی ہین وہ عیسائیون کی ہین اور ان لوگون نے بڑی عرق ریزی سے عرب کی تاریخین
لکہی ہین جنکا ہم مسلمان اقتباس کر رہی ہین ان دنون ہماری معزز کرم فرما شمس العلما مولوی
سیّد علی بلگرامی طال اللہ عمرہ نے ایک انگریزی تاریخ کا ترجمہ کیا ہے جسکا نام
تمدن عرب ہے واقعی مسلمانون پر بڑا احسان کیا ہے مین بہی اس کتاب کا
خوشہ چین ہون ادہر اکبر آباد مین ایک کتاب عرب کے حالات مین اور تصنیف ہو رہی ہی
جسکا نام شمس التواریخ ہے اور مصنف اوسکے میرے لائق و فایق دوست مولوی وارث علی
صاحب ہین اور عزیزی میان امیر الدین اپنی سرمایہ سے اوسے طبع کرا رہی ہین وہ کتاب پچاس جز تک
چہپ کر شائع ہو چکی ہے مینے اوسے لفظ بلفظ دیکہا ہی بہت مفید ہے مینے بہی بعض احباب
کے اصرار سے اس میدان وسیع مین قدم رکہا ہی اللہ سے توفیق چاہتا ہون مین تو جو کچہہ ہون
وہ ہون **س** مرا در سخن گرچہ آن پایہ نیست + ولی خاک فطرت تنک مایہ نیست +
عرب یعنی ملک عرب جس زمانہ مین کچہہ تہا اور عارضہ بت پرستی مین مبتلا ہو کر ذی فرش ہو گیا تھا
اوسوقت کے بہی اس کے جو کارنامے ہین وہ ایسے ہین کہ دوسرے تندرست لوگون سے زیادہ قوی
تہا **عرب** یعنی عرب کے رہنے والے ہمیشہ سے جنگجو قوم ہے اسکی بہادری کے
کارنامے آجتک دنیا مین مشہور ہین اسکی سخاوت و مہمان نوازی اور شاعری بہی مشہور عالم ہے
گہوڑا جو سپاہی کے واسطے مثل آلات حرب کے ایک ضروری شئے ہی اوس نے بہی فطرت
سے معاہدہ کر لیا ہے کہ مین سوائے سرزمین عرب کے اور کہین اپنی نسل نہ ظاہر کرون گا
جسطرح آدمیونکی نسب نامے بہت احتیاط کے ساتہہ محفوظ رکہے جاتے ہین اوسیطرح
گہوڑونکے نسب نامے بہی عرب کو زبانی یاد ہوتے ہین انکی بود و باش کا طریقہ نہایت عمدہ
ہے جن لوگون نے عرب کے دیہات اور قریہ کے لوگون سے اتحاد پیدا کیا ہی اور
اونمین جا کر رہے ہین وہ ایسے خوش اسلوبی کے حالات بیان کرتے ہین کہ حیرت ہو جاتی ہی

مہمان نوازی کا یہہ حال ہے کہ اگر کوئی مسافر انکے گہر مین جاکر ٹھہرے اوس کے پاس کچہہ کہانے کو نہو تو وہ ایک بکری اگرچہ اوسکے شیر خوار بچے کی زندگی کا سبب ہی کیون نہو وہ اوس مسافر کے لئے فوراً ذبح کر ڈالیگا اور اپنی استعداد کے موافق جسقدر تکلف ہوسکیگا مہمان عزیز کے واسطے کریگا انکی تمدن کے حالات بہت مشہور ہین اور بڑے دلچسپ ہین ایک عیسائی فرنچ مورخ عرب کے تمدن کے بیان مین یون لکہتا ہے اوس کا ترجمہ ہمارے معزز دوست مولوی سید علی بلگرامی نے کیا اوسکی عبارت مین یہان بجنسہ نقل کئے دیتا ہون وہو ہذا عربون کے تمدن مین جسقدر زیادہ غوض کیا جائے اوسیقدر نئے واقعات پیدا ہوتے جاتے ہین اوسیقدر مطلع صاف ہوتا جاتا ہے تہوڑی سی تحقیق کے بعد ثابت ہوجاتا ہے کہ ازمنہ متوسطہ مین یونان اور روم کے تمدن کا علم عربون ہی کے ذریعہ سے پہیلا تہا اور پانسو برس تک ممالک یورپ کے مدارس عربون ہی کی تصنیفات پر جاکئے اور کیا بلحاظ ترقی دولت اور کیا بلحاظ ترقی علمی و عملی وہ عرب ہی تہے جنہون نے یورپ کو مہذب بنایا جب اونکی تحقیقات علمی اور اونکی ایجادون پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قلیل مدت مین اون سے زیادہ کسی قوم نے ترقی نہین کی اور جب اون صنعت و حرفت پر نگاہ ڈالی جاکے تو ثابت ہوتا ہے کہ اونکی صنائع مین ایک ندرت اور جدت ہے جس کا مقابلہ نہین ہوسکتا انتہی کلامہ جب کعبہ **معظمہ** کی ابراہیمی بنیاد بہی نہ پڑی تہی تو یہہ جگہہ ایک ریگستان اور سنگستان تہی جب حضرت **ابراہیم** علے نبینا و علیہ السلام اپنے فرزند نوزائیدہ حضرت **اسمعیل** اور اونکی مان **ہاجرہ** کو یہان چہوڑ گئے تہے تو یہہ زمین بالکل غیر آباد تہی حضرت اسمعیل جو بالکل شیر خوار تہے گرمی کی شدت سے خاک پر تڑپ رہے تہے مان کا حرارت کی وجہ سے دودہ خشک ہوگیا تہا مان جوش محبت مین ادہر اودہر پانی کی تلاش مین ڈہر رہین تہین کہ خیر دودہ نہ سہی پانی ہی کہین سے ملجائے تو چند قطرے بچے کے حلق مین ٹپکا دئے جائین وہان دو پہاڑ تہے **صفا** اور **مروہ** قریب قریب کبہی اس پہاڑ پر جاتین کبہی اوس پہاڑ پر جاتین

یہہ آمدورفت اونکو سات بار واقع ہوئی مرۃ آخرمین اونکو وہین کی ہموار زمین سے ایک جگہہ پانی جوش کرتا ہوا نظر آیا یہہ اوسطرف دوڑین اور جلد جلد اوسکو وہین کی ریت سی گہیر دیا اسیکا نام چشمہ زمزم ہے زبان سُریانی مین زمزم کے معنی ٹھہرنے کے ہین پانی بہتا جاتا تہا آپ اوسکو گہیرتی جاتی تہین اور کہتی جاتی تہین کہ زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر خدا کے حکم سے وہ چشمہ جاری رہا جب قوم جرہم کا قافلہ راہ بہول کر ادہر آگیا تو اوس قافلہ کے سرداروں نے حضرت ہاجرہ کو اپنی بیٹی بنایا اور اوسی زمین مین رہنے کی اونسے اجازت لی یہہ یہہ کنوان بنایا گیا اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان خانہ کعبہ بنایا اور اپنی اولاد کے بسنے کے واسطے اور اونکو واسطے رزق دینکے لیئے دعا مانگی وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۝ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یہہ سرزمین اولاد اسمٰعیل سے آباد ہوئی پہر ایک زمانہ وہ ہوا کہ اسی خانہ کعبہ مین تین سو ساٹہہ بت پوجے رہے تہے مگر جب ارادت قادر لم یزلی نے چاہا بات کی بات مین اوس بقعہ متبرکہ کو پاک وصاف کردیا اور وہ سیکڑون برس کا بتخانہ پہر مسجد قرار پایا تمدن عرب کا عیسائی مورخ لکہتا ہے کہ **عربستان** گہوارہ مذہب اسلام اور مولد وموطن اوس عظیم الشان حکومت کا ہے جسکو **خلفائی راشدین اسلام** نے قایم کیا یہہ عرب ایک بہت بڑا جزیرہ نما ہے جس کا ایک حصہ ریگستان ہے اور جس کے تین طرف تین سمندر واقع ہوئے ہین یعنی مغرب کے جانب **بحر احمر** مشرق کیطرف **بحر عمان** اور **خلیج فارس** اور جنوب کیطرف **بحر ہند** مغرب کی جانب یہہ جزیرہ نما افریقہ سے ملا ہوا ہے اور مشرق کیطرف ایشیا ہے اور اس کے حدود مشرقی و مغربی و جنوبی وہ سمندر ہین جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے اس جزیرہ نما کی حد شمالی اسقدر صاف اور آسان نہین ہے یعنی یہہ حد اسطرح پر قایم ہوتی ہے کہ غزہ جو فلسطین کا ایک شہر ہے

اور بحر متوسط پر واقع ہے ایک خط جنوب سے بحر لوط تک کہنچا جائے اور وہان سے دمشق اور
دمشق سے دریائے فرات کے کنارے کنارے لاکر خلیج فارس مین ملا دیا جائے تو اس خط کو
حد شمالی عربستان کی کہہ سکینگے اس جزیرہ کا زیادہ طول ۲۳ درجہ یعنی ۵۵۵۱ میل ہے اور اسکا
زیادہ سے زیادہ عرض ۲۲۶ میل ہے اور جملہ رقبہ سطحی ۱۰۶۶۰۰ مربع میل ہے کسی قدر زاید او ملک
فرانس کے رقبہ کا چہہ گنا ہے عربستان کی مردم شماری محقق طور پر معلوم نہین ہے چند سال
قبل ایک کرور کا اندازہ کیا جاتا تہا لیکن جدید تحقیقات کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع
اسکی نصف ہے اُن باشندون مین سے کم و بیش دس لاکہہ بدوی ہین اگر اس جزیرہ نما کی شکل ظاہری پر
غور کیا جائے تو یہہ مثل صحرائے افریقہ کے ایک عظیم الشان مسطح میدان ہے جس مین صحرای افریقہ
کیطرح سوکہے ہوے ریتیلے پتہریلے خطے شاداب زرخیز خطون کے ساتہہ ملے جلے ہین اس
میدان کا اوتار خلیج فارس کی طرف واقع ہوا ہے سرزمین کی غیر متناہی صحراون کے بیچ بیچ مین
وادی اور پہاڑی حصہ ہین جن مین سیکڑون قریے اور شہر آباد ہین اور جنکے باشندے زراعت پر بسر
اوقات کرتے ہین ریگستان کے رہنے والے خانہ بدوش بدوی ہین جو ہمیشہ مسافرت کی حالت مین
رہتے ہین عربستان کے وسطی خطہ کا نام نجد یعنی سرزمین بلند ہے اور اوسکو ایک
سرسبز شاداب جزیرہ کہنا چاہیئے جسکے ارد گرد پانی کے عوض مین پہاڑ اور ریگستان واقع ہوئے ہین
تخمینہ یہہ ہے کہ نصف ملک زرخیز اور شاداب ہے اور نصف ملک خشک اور غیر آباد نقشے کے
دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر آباد حصہ کسی قدر زیادہ ہے لیکن اصل یہہ ہے کہ اس ملک کے
جغرافیہ کو ہم ابہی پورے طور تحقیق نہین کر سکے جس جگہہ پر سیاحون کا گذر نہین ہوا وہ خالی دکہائی گئی
ہین عربستان کے ملک مین کئی زنجیرے پہاڑون کے واقع ہوے ہین مگر جنکی تحقیقات اچہی طرح
نہین ہوئی اون زنجیرون کی جو بحر احمر کی جانب مشرق کو ہین زیادہ تر تحقیقات ہوئی ہے ونمین
سے بعض پہاڑ دو ہزار سات سو پینتیس (۲۷۳۵) گز بلند ہین ایک خاص بات عربستان مین یہہ ہے کہ اس
ملک مین ایسی ندیان اور دریا نہین ہین جن مین ہمیشہ پانی رہتا ہو جو ندیان ہین بہی وہ اکثر

سال کے مہینون مین خشک رہتی ہین یہہ خشک ندیان جنہین وادی کہتے ہین ملک کے ہر حصہ مین موجود ہین اور انہون نے ملک کو ہر طرف سے کاٹ کر مشبک کر رکھا ہے ایام بارش مین جب ان ندیون مین پانی آتا ہے تو یہہ مثل بڑی بڑی ندیون کے نظر آتی ہین - جب سے تواریخ انسانی شروع ہوئی ہے عربستان ہمیشہ سے خشکی اور گرمی اور کم خیزی مین مشہور ہو رہا ہے اور یہہ خشکی جنگلونکی نیست و نابود ہو جانے کیوجہہ سے پیدا ہوئی ہے جیسا ہم اسوقت الجزائر مین دیکھہ رہے ہین جو رومیون کے وقت مین نہایت سیر حاصل ملک تہا لیکن اب خشک اور غیر آباد ہو گیا ہے - اگر بارش کا موسم جو اکثر کئی مہینے رہتا ہے نہ ہوا کرتا تو عربستان کا ملک گویا بود و باش کے قابل ہی نہوتا اور اب بہی جب کسی سال بارش کی کمی ہوتی ہے تو کل خطہ جسمین بارش نہین ہوتی وہ تباہ ہو جاتا ہے اور اس غیر قابل برداشت خشکی کے ساتہہ وہ ظالم ہوا چلا کرتی ہے جسے باد سموم یا باد خمسین کہتے ہین یہی سموم اور پانی کا نملنا دو چیزین ہین جو عربستان مین قافلہ کی بربادی کا سبب ہوتی ہین -

ایک عیسائی سیاح مورخ موسیو ڈیوژر سے جسکا سال ولادت ۱۸۰۵ع اور سال وفات ۱۸۶۴ع ہے لکہا ہے کہ باد خمسین کی آمد کے آثار قافلہ پر فوراً ظاہر ہو جاتے ہین آسمان پر جانب افق پہلے ایک سرخی نظر آتی ہے اوسکے بعد تاریکی اور پہر زردی - آفتاب شعاعون سے معرا مثل ایک کرہ خون کے نظر آنے لگتا ہے سارا جو ایک باریک ریت سے بہر جاتا ہے جسے ہوا اوسیطرح پہیلاتی ہے جیسے طوفان سمندر کے جہاگ کو اوڑاتا ہے یہی وقت سر پر پاؤن رکہکر بہاگنے کا ہے کیونکہ ایک دم مین زمین و آسمان خمسین کے لپیٹ مین آنے والے ہین صحرا کی ریت ہوا کے زور سے اوڑ کر لہرین پیدا کر رہی ہے مسافر کا نفس تنگ ہو رہا ہے آنکہین سرخ ہین ہونٹ خشک اور مشتعل اونٹون کا یہہ حال ہے کہ کبھی تو وہ گہبرا کر ڈرنے لگتے ہین کبھی کہڑے ہو جاتے ہین اور اپنی لمبی لمبی گردنین ریگ کے اندر چہپاتے ہین اور جون جون طوفان بڑہتا جاتا ہے اپنے تہوتہنونکو زمین پر پٹکتے ہین اور جان بچانے کی ہزار کوششین کرتے ہین اگر طوفان کی گرد و باد مین قافلہ نے

سہلہ جو ا یعنی تمام صحرا ۱۲

راہ گم کی تو وہ کسی پتہر کے نیچے یا کسی غار مین چھپ جاتا ہی اور طوفان کے گذر جانے تک انتظار کرتا ہے لیکن اگر خدانخواستہ باشند اس بادیہ غیر تناہی مین ملجا و مامن سی دور قافلہ راہ بہول گیا یا طوفان بڑہتا گیا تو پہر انسان چار پائے دونون کے حواس گم ہوجاتے ہین طاقت سلب ہوجاتی ہے جان بچانے کی عقل جو ہر ذی روح مین نظر آتی ہے زایل ہوجاتی ہے اسوقت گرمی کی شدت سے خستہ و پریشان دوران سر مین گرفتار ہاتہ پاؤن جواب دیدیتے ہین اور قافلہ کا قافلہ ریت مین بٹھہ جاتا ہے تہوڑی دیر مین ریت کی موجین ہوا سے اوڑکر اوسکو تہہ خاک کر دیتی ہین اونکا نشان ہی باقی نہین رہتا یہانتک کہ سالہائے دراز مین کسی روز پہر ویسا ہی طوفان اوٹھے اور ریت کو اوٹھا کر اونکی سفید سفید ہڈیون کی داستان ہماری سامنے کہولکر رکہدے کہ اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھو یہہ باد سموم کے کارنامے ہین **عربستان** کے اندرونی حصہ مین گرمی ہمیشہ زیادہ رہتی ہے صحراؤن مین آلہ منفیاس الحرارت کا پارہ $109\frac{1}{2}$ درجہ فارن ہایٹ سے اور رات کو ۱۰۰ درجہ سے کم نہین ہوتا لیکن پہاڑی حصون مین اور سواحل پر زیادہ گرمی نہین ہوتی نیبور کا بیان ہے کہ یمن مین اواخر جولائی تک کبھی پارہ (۸۴) درجہ سے تجاوز نہین ہوتا اور صنعا مین توجاڑون مین برف پڑتی ہے ۔ جس شدید گرمی و خشکی کا ذکر ہوچکا ہے وہ عربستان کے ہر خطے مین نہین پائی جاتی بعض خطے جو رقبہ مین یورپ کے بڑے اور معتبر ممالک سی کم نہین ایسی موجود ہین جنکی زمین نہایت سیر حاصل ہے مثلاً خطہ **یمن** اور خطہ **نجد** جسکی آب و ہوا بقول پالگریو تمام دنیا کی ہوا سے بہتر ہے اور گہوڑے تو خاص اس مقام کے تمام دنیا مین لاجواب مانے گئے ہین **عربستان** کے صحرا بالکل ریگستان ہین اور ان مین جا بجا چشمے اور وادی واقع ہوتے ہین جہان کہین کہجور کے درخت اور جانورونکا چارہ پیدا ہوتا ہے ان صحراؤن مین اقوام بدوی رہا کرتے ہین صحرائی زندگی جو ہمین کمال سخت معلوم ہوتی ہے ان بدوی لوگون کو مرغوب ہے کہ وہ اسکو شہر کے رہنے پر ترجیح دیتے ہین اور اُن کی ترجیح کچھہ آج سے نہین ہے بلکہ ہزارون برس سی ہے کیونکہ جو بدوی اسوقت

صحرا مین مقیم ہین یہہ اونہین بدویونکی اولاد ہین جن کا ذکر کتاب مقدس مین موجود ہے اونکی رسوم ورواج ولباس بلا تغیر کے اسوقت تک وہی ہین جو قدیم الایام سے چلے آتے ہین۔

عرب کی پیداوار

عربستان کی مشہور پیداوارون مین کہجور اور قہوہ کا ذکر کرنا ضرور ہے کہجور تو باشندگان ملک کی بڑی غذا ہے اور قہوہ پیداوار تجارتی اور مال و دولت کے حاصل کرنیکا ذریعہ ہے۔ علاوہ انکے بعض پیداوارین مخصوص بہی ہین مثلاً۔ لوبان۔ تیج پات۔ سنا مکی۔ بلسان[1] جنکی تجارت قدیم الایام سے عربستان سے ہوتی ہے عربستان کے شاداب خطونمین تقریباً وہ کل میوہ جات اور غلّے موجود ہین جو یورپ مین پیدا ہوتی ہین مثلاً۔ خوبانی۔ شفتالو۔ انجیر بادام۔ انگور۔ گیہون۔ جوار۔ جو۔ باجرہ۔ سیم۔ تنباکو وغیرہ یمن کے خطے مین زراعت خوب ہوتی ہے لیکن کاشتکارون کو محنت شاقہ کرنی پڑتی ہے کیونکہ ہمیشہ زمین کو سیراب کرنے کی ضرورت ہے اور اس کام کے لیئے بارش کا پانی کنوٴن اور حوض مین جمع کیا جاتا ہے پلاؤ جانورون مین خچر۔ گدہا۔ بیل۔ بہیڑ۔ بکری وغیرہ جو یورپ مین ہوتی ہین عربستان مین بہی سب موجود ہین اور درندون مین بہی بہت سے جانور مثل شیر۔ ببر۔ چیتے۔ تیندوے کے پائے جاتے ہین۔ عربستان کے جانورون مین درندے اتنے خطرناک نہین ہین جتنی ٹڈیان ہین۔ کیونکہ بعض وقت یہہ نقصان عظیم پہونچاتی ہین البتہ یہہ حشرات الارض بالکل نفع سے خالی بہی نہین اکثر اوقات صحراؤنمین مدتون مسافر اور اوسکے دواب کی غذا یہی ٹڈیان ہوا کرتی ہین۔

عربستان کے کل جانورون مین گہوڑا اونٹ یہہ دو جانور ہین جو انسان کے لیئے بہت زیادہ بکار آمد ہین اونٹ تو گویا خاص الخاص عربستان کا جانور ہے جو اوسکے بغیر اس ملک کے صحراؤن کا قطع کرنا محالات سے ہے اوس کی کم خوراکی اوس کا مدتون پانی کے بغیر زندگی بسر کرنا محنت کی برداشت اور طاقت جسمانی یہہ وہ خاصیتین ہین جنکی بدولت کیا بلحاظ

جانور سواری اور کیا بلحاظ جانور باربرداری کوئی دوسرا چارپایہ اوس کا مقابلہ نہین کرسکتا انتہا یہہ کہ عرب کے شعرا کا معشوق ہوگیا ہے بڑے بڑے کامل شعرا کے سیکڑون اشعار اسکی تعریف مین موجود ہین تیز رو بھی بہت ہوتا ہے جسکو ہندوستان مین سانڈنی کہتے ہین اسقدر تیز ہوتی ہے کہ یہہ پچاس کوس سے زیادہ کا بھی دنبا واکرتی ہے سوار بیٹھنے والا چاہئے عرب مین جو سانڈیان بنائی جاتی ہین وہ گھوڑے کے سب کام کرتی ہین کادا۔ اڈیرن۔ گشت سے حلب سے بصرہ تک کے صحرا کو ایک اونٹ چھہ من سے زیادہ کا بوجھہ لیکر بآسانی بہت ہی تھوڑے سے چارے کے سہارے پر قطع کرلیتا ہے۔ اونٹ حقیقت مین بہت کم خوراک جانور ہے اور ایسی چیزین کھا کر جیتا ہے جن پر دوسرے جانور ہرگز زندگانی نہین کرسکتے عربستان مین اسکے واقعات اور حکایتین بہت مشہور ہین اسکو گانے یا خوش آوازی کے ساتھہ بہت مناسبت ہے جب کبھی کسی اونٹ پر زیادہ بوجھہ ہوتا ہے کہ جسکو وہ اوٹھا نہین سکتا اگر کوئی خوش آواز جمّال حُدی گائے تو وہ اس ناقابل برداشت بوجھہ کو لیکر اوٹھہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اوس خوش آوازی کے نشے مین راستہ طی کرلیتا ہے حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہین۔

شتر را چو شور طرب در سر است ۞ اگر آدمی را نباشد خر است

حکایت

ایک سیّاح عرب اپنی حکایت یون کرتا ہے کہ اثنائے سیاحت مین میرا گذر عرب کی ایک گاؤن مین ہوا مین اوس گاؤن کے رئیس کے مکان پر گیا تو مینے کیا دیکھا کہ وہان چند اونٹ پڑے ہوئے ہین کچھہ تو مرگئے ہین اور کچھہ سسک رہے ہین اور ایک غلام حبشی ہاتھہ پاؤن بندھے ہوئے زمین پر پڑا ہوا ہے مینے اوس غلام سے واقعہ پوچھا اوس نے کہا کہ میرے مالک سے تم میری سفارش کرو کیا عجب ہے کہ میری اس بلا سے خلاصی ہو جائے تم مہمان ہو اور عرب کا دستور ہے کہ مہمان کی بات نہین ٹالتے مینے اوس سے وعدہ کیا جب اوسکا مالک گھر سے برآمد ہوا اور مجھسے بکمال اخلاق و تواضع ملا اور مجھسے کھانا کھانے کو کہا مینے کہا کہ مین ہرگز کھانا نہ کھاؤن گا جب تک تم اس غلام کی خطا نہ بخش دوگے اوسنے کہا کہ اس نے میرا بڑا نقصان کیا ہے

یہہ اونٹ جو مرے پڑے ہین اور جو سسک رہے ہین یہہ اسیکے مارے ہوئے ہین یہہ غلام نہایت خوش آواز ہے اور حُدی بہت اچھی پڑہتا ہے اِس نے اونٹون پر بہت زیادہ بوجہہ لاد دیا اور تین روز کی راہ ایک ہی روز مین اونٹون سے حُدی کے نشہ مین طے کرائی اونٹ اوس نشہ مین رقص کرتے چلے تو آئے مگر یہہ حالت ہوگئی ہے جو آپ دیکھہ رہے ہین مین نے مالک سے درخواست کی کہ مجھے اسکی حُدی سنوائے مالک نے اوسکے ہاتہہ پاؤن کہلوا دئے اور اوسے حُدی پڑہنے کی اجازت دی وہ سسکتے ہوئے اونٹ اوٹھہ بیٹھے اور جوش مین آگئے الغرض بہت سے قصے صحیح اونٹون کے مشہور ہین فی الحقیقت یہہ جانور بہت صابر اور قانع ہے۔ **حکایت** حضرت والد ماجد قبلہ و کعبہ سید شاہ **محمد سجاد ابو العلائی داناپوری** قدس سرہ العزیز آپ اپنے حج کی روایت یون ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز ایک اونٹ باب السلام کی طرف سے روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم مین گھس آیا اور مواجہہ شریفہ کیطرف آکر گر پڑا حاضرین مسجد نبوی اوسے مارنے لگے **عمر پاشا** جو اُسوقت حاکم فوج سلطانی تہا وہان حاضر تہا اوسنے لوگون کو مارنے سے منع کیا اور خود اوس اونٹ کے پاس آیا اور اوسکی حالت سے معلوم کیا کہ یہہ بہوکا ہے وہین کچھہ چارہ وغیرہ منگوایا اور اوسے کہلایا جب اوسمین طاقت آئی تو وہ اوٹھا **عمر پاشا** نے حکم دیا کہ اس اونٹ کو میرے اصطبل مین باندھ دو اور دریافت کرو کہ کسکا اونٹ ہے اور مسجد نبوی زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کی طہارت کا حکم دیا جب اوسکا مالک آیا تو دریافت کیا کہ وہ اوسکو باندھکر سناخہ مین بٹھا گیا تہا یہہ غالباً وہ پندرہ روز تو بٹھا رہا آخر اپنے پاؤن سے رسی توڑ تاڑکر یہان فریاد کو پہنچا **عمر پاشا** نے اونٹ والے کو تنبیہہ کی اور اوس اونٹ کی اوسکو معقول قیمت دیکر خرید لیا اور اپنے اصطبل مین رکھنے کا حکم دیا اور کہدیا کہ کوئی شخص اب اسپر سوار نہو اور عمدہ غذا اسے کہانیکو ملا کرے یا رسول اللہ میری مان باپ

اور بچے آپ پر نثار ایسی اونٹ کے فریاد سننے والے میری فریاد بھی سُن لے اور اپنے خدا سے میری سفارش کر دے ﴿ یا رسولَ اللہِ اُنظر حالنا یا حبیبَ اللہِ اِسمع قالنا + اِنّنی فی بحرِ غمٍّ مُغرقٍ + خُذ یدی سَھِّل لنا اَشکالنا + **عربی گھوڑے** عربستان کا گھوڑا تو شہرہ آفاق ہے اور اوسکی تعریف بہت مصنفین نے اور سیاحین نے کی ہے لیکن مین اس مقام پر اوس بیان کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہون جو ایک معتبر اور بے تعصب سیاح ڈیوزری نے لکھا ہے وہ کہتا ہے **عربی گھوڑا** قوی اور نازک مزاج چست و چالاک اور اپنی آزادی کے گھمنڈ مین چور رہتا ہے جسوقت وہ چراگاہ مین کہلے بند پھر رہا ہے تو شکل مین اوس سے خوبصورت کوئی چیز نظر نہین آتی اور نہ اوصاف مین زیادہ کامل سادہ اور چھوٹا سا سر تیز تلیان - پہولے ہوئے نتھنے - گردن اونچی - کمر پتلی - پٹھہ کسیقدر لمبا دم پیچھے کو اوبھری ہوئی - پیر پتلے - اور پھر نازک مزاج - غریب - تربیت پذیر - جانور کم خوراک - تیز رفتار - یہہ اوصاف ہین جنکی وجہہ سے عربی گھوڑا نہ فقط صورت و شکل مین تمام دنیا کے گھوڑون سے گوئے سبقت لے جاتا ہے - بلکہ سیرت مین بھی یورپ کی بہترین نسلون پر فوقیت رکھتا ہے عربستان کے بدوی گھوڑون کی پانچ نسلون کو بہت پسند کرتے ہین جو حضرت رسالت مآب **سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پانچ گھوڑیون کی اولاد ہین جب کوئی عمدہ نسل کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو خیمے مین چند اشخاص گواہی کے لئے جمع کئے جاتے ہین اور انکے سامنے پیدایش کی تاریخ اور ماں کا نام اور اوس کا خاندان ایک کاغذ پر لکھا جاتا ہے اس شجرے پر گواہون کی مہرین ہونے کے بعد وہ ایک تانبے کی ڈبیا مین بند کرکے بچے کی گردن مین لٹکا دیا جاتا ہے اوس تاریخ سے وہ بچھیرا منجملہ اون بیش بہا صبا رفتارون کے گنا جاتا ہے جسکی وجہہ سے بارہا دو قبائل عرب مین باہم جنگ واقع ہوا

کرتی ہے - یہہ بات ہے کہ ریگستان عرب مین اکثر اوقات سپاہی کی جان گہوڑی کی تیزی
کے وجہ سے بچا کرتی ہے برکہٹ۱؎ ہاٹ لکہتا ہے کہ ۱۸۱۵ء مین دروزون کے (یہہ
پہلا یورپی ہے جس نے مکہ معظمہ کی زیارت کی اوس امثال عرب مین جو ۱۸۷۵ء مین دوبارہ
چہپی ہے مشہور کتاب ہی ولادت اسکی ۱۷۸۴ء مین ہے اور وفات ۱۸۱۷ء مین ہی)
ایک گروہ نے جنکے گہوڑے نہایت ہی تیز تہے حوران کے ایک قبیلہ عرب پر حملہ کیا
اور اونکو شکست دیتے ہوئے انکے پڑاو تک لاپہنچایا وہان یہہ بیچارے بدوی چارونطرف
سے محصور ہوگئے اور باستثناے ایک شخص کے ہر متنفس مارا گیا یہہ شخص اپنی گہوڑی پر
سوار ہوکر غنیم کی صفین چیرتا ہوا میدان کی طرف بہاگا اور چند سوارون نے جن کے
گہوڑے نہایت تیز رفتار تہے اوس کا تعاقب کیا کوہ و بیابان نشیب و فراز آندہی کیطرح
طے ہوتے چلے جاتے تہے لیکن دشمنون نے تعاقب نہ چہوڑا دروزونکی قوم نہایت
شدید الانتقام ہے اور اونہون نے قسم کہائی تہی کہ ایک آدمی کو زندہ نہ چہوڑینگے اس
فرار و تعاقب مین کئی گہنٹے ہوگئے اور بالآخر دروزونکو گہوڑی کی تیز رفتاری اسقدر بہائی
کہ وہ اپنے غصہ کو بہول گئے اور عرب کی جان بخشی کی اور اوسکو قسم دی کہ ٹہہر جائے تاکہ وہ
گہوڑی کی پیشانی کو چومین عرب راضی ہوا اور دروزون نے اوسکو چہوڑ دیا اور وہ مشہور
الفاظ جو اون مین ضرب المثل ہین اوس سے کہے پہلے گہوڑے کے پیر دہو - پہر خود پانی
پی وہ اوس سوار اور اوسکے جنہون نے اسقدر پریشان کیا اسقدر خوش ہوئے کہ ان الفاظ
مین اپنا اظہار مسرت کیا - **عربی گہوڑے** اپنے مالک کو خوب پہچانتے ہین میرے
چہوٹے چچا صاحب قدس سرہ نے اپنی فٹن کے لئے بمبئی سے ایک جوڑی عربی گہوڑون کی
منگوائی بڑا اہتمام اوسکے لانے کا کیا گیا یہہ وہ زمانہ تہا کہ ریل کا وجود بہی قایم نہین ہوا تہا
منزل بمنزل وہ جوڑی دانا پور تک پہنچی واقعی عربی گہوڑے دونون سبزے تہے سات
ہزار روپیہ اونکی قیمت تہی حضرت چچا صاحب قدس سرہ اپنی ہاتہہ سے انکو بسکٹ جلیبیان

۱؎ انگریزی مورخ کا نام

اور مٹھائی وغیرہ کہلایا کرتے تہے ایسے غریب گہوڑے تہے کہ چہوٹے چہوٹے بچے اونکے
پیٹ کے نیچے بیٹھے رہتے تہے اور وہ کسیکو صدمہ نہین پہنچاتی تھے جب حضرت عجیا
صاحب قدس سرہ نے انتقال فرمایا گہوڑون نے دانہ چہوڑدیا یہانتک کہ وہ تہوڑی
دنون مین مرگئے **عربی گہوڑے** کے اس بیان پر جو اوپر گذر چکا اوسکا تتمہ اور بھی زیادہ
کرتاہون اس گہوڑے مین دوہی چالین ہین ایک تو قدم اور دوسری پوئی عرب کے
گہوڑون کی الفت اپنی مالک کے ساتہہ مشہور ہے جیساکہ اوپر گذرا ہے اکثر دیکہا
گیا ہے کہ عرب سوار تیز گہوڑے کو دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے جہان اوسکو ٹھہرنا ہوا وہان
گہوڑے کو روکا اور اوتر پڑا اور باگ گہوڑے کی گردن پر ڈالدی بس وہ اپنی جگہہ پر
کہڑا ہوگیا جب اوسکا سوار آئیگا اور وہ اوسپر سوار ہوگا تو یہہ اپنی جگہہ سے آگے
بڑہیگا خاص عربی گہوڑون کی بڑی بڑی قیمتین ہین **اطراف مکہ** معظمہ
مین ایک شیخ کے پاس ایک گہوڑی تہی اوس کا نام طیارہ تہا شریف عبد المطلب نے
اوسکو دیکہا تو اوس کے مالک سے درخواست کی کہ یہہ گہوڑی ہمکو دیدو اوسکی مناسب
قیمت لے لو بیس ہزار روپیہ تک اوسکی قیمت اوٹہی مگر اوس عرب نے اوسکو نہ بیچا
جب وہ عرب مکہ سے جانے لگا تو شریف عبد المطلب سے کہا کہ مین اپنی گہر جاتا
ہون آپ کے گہوڑے اگر میری گہوڑی کو دوڑ مین چہولین تو مین یہہ گہوڑی
آپ کو مفت دیدون شریف عبد المطلب نے عمدہ عمدہ عربی گہوڑے منگوائے
جنکی دوڑ مین مشہور تہین اور وہ سب اوس گہوڑی کے پیچہے چہوڑے گئے
مگر ایک گہوڑا بہی اوس کی گرد تک نہ پہنچا اگرچہ گہوڑا عربستان مین نہایت بکار آمد
جانور ہے لیکن عام نہین اس کا باعث یہہ ہے کہ اونٹ ہر حصہ مین نشو و نما
پاسکتا ہے بخلاف اسکے گہوڑا اونہین حصون مین ہوتا ہے جہان چارا پیدا
ہوتا ہے جیسے عراق شام نجد وغیرہ نجد وہ خطہ ملک کا ہے جہان کا گہوڑا

سب سے زیادہ قیمتی اور عمدہ ہوتا ہے کسی زمانہ مین یہہ خیال کیا جاتا تہا کہ عربستان مین سونا
چاندی - جواہرات بکثرت ہین مگر فی زمانہ انکا کوئی نشان نہین معلوم ہوتا جا بجا لوہے
اور تانبے کے معدن تو دیکھے گئے ہین لیکن اصل یہہ ہے کہ ابہی اس ملک کی حالت
سے تفصیلی حالت پر واقفیت نہین ہے کہ ہم اسکے معدنیات کی نسبت تیقین کے
ساتہہ رائے قائم کرسکین - عربستان کے ایک خطہ یعنی یمن مین یاقوت کی کانین ضرور
ہونگی عقیق یمن اور لعل یمن کا صدہا برس سے معتبر کتابون مین ذکر ہو رہا ہے علم طبقات
الارض کے جاننے والون نے بہی اوسطرف کی سیاحت نہین کی یا یون کہو کہ اجازت
سیاحت کی نہین ملی اگر سلطان روم خلد اللہ ملکہ کو اسطرف توجہ ہوجائے اور علم
طبقات الارض کے جاننے والون کو ادہر روانہ کرین تو اوسکا نشان ملے جیسا کہ
یورپ کے لوگون کو دنیاوی ترقیون کا شوق ہے ہمارے ترکون کو نہین ہے -
دگرنہ یہہ عربستان وہ خطہ ہے کہ ملک فرانس سے شش گونہ بڑا ہے خطہ یمن کی
حرفت اور تجارت اس وقت بہی بجنسہ ویسی ہے جیسی زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے
یعنی زیورات - خرما - گہوڑے - سنا - لوبان - مُرّ - وغیرہ ملک سے برآمد ہوتے
ہین جو کچہہ مال یورپ کو جاتا ہے اور افریقہ اور ہندوستان و ایران سے آتا ہے وہ
اسوقت بہی زمانہ قدیم کیطرح قافلون ہی کے ذریعہ سے آتا جاتا ہے مثل
اور ممالک مشرقی کے عربستان مین بہی فاصلے کا حساب گہنٹون مین ہوتا ہے -
علی العموم ایک اونٹ جسپر مناسب بوجہہ ہو گہنٹے مین ڈہائی میل چلتا ہے اور اسی
وجہ سے وہ فاصلے جو ہمین نقشہ پر بہت تہوڑے معلوم ہوتے ہین ایک مدت دراز
مین طے ہوتے ہین عربستان مین سڑکین مطلق نہین ہین کاروان کے راستے اکثر
وادیون مین سے ہوکر نکلے ہین جنکا ذکر اوپر ہوچکا علاوہ ان راستون کے ضرور ہے
کہ سفر مین کنوون کا خیال نہایت تشدد کے ساتہہ رکہا جاتے کیونکہ بغیر انکے زندگی

محال ہے اسوقت تک ہندا ولہ راہین وہی ہین جو قدیم الایام سے چلی آتی ہین اور اونمین سے زیادہ معروف وہ ہین جو دمشق سے بغداد اور ریاض سے مکہ معظمہ کو اور مسقط سے بغداد اور دمشق کو جاتی ہین ۔

اللہ اکبر

باب دوم ولایات عرب کے بیانمین

ولایات عرب

مورخین قدیم عربستان کے اندرونی حصہ سے بہت کم واقف تھے ہیرودوطس نے جو مشہور نامی مورخ ہے اسے چند لفظون مین ختم کردیا ہے استرابو اور ڈیوڈری کچھہ تہوڑا سا لکہتے ہین لیکن وہ اکثر ایسی چیزونکو جو ہندوستان سے عربستان مین آتی اور وہان سے باہر بہیجی جاتی ہین خود عربستان کی پیداوار بتاتے ہین بطلیموس جسے اوس ملک سے کسیقدر واقفیت تہی لکہتا ہے کہ یمن مین ایکسو ستر دیہات اور پانچ بڑے بڑے شہر ہین رومیون کو ہمیشہ عربستان سے کم واقفیت رہی چونکہ انکا یہہ خیال تہا کہ اقسام مصالح ۔ عطریات ۔ ملبوسات و جواہرات جو فی الواقع ہندوستان مین چین سے آتی ہین عربستان کی پیداوار ہین اونہون نے اس ملک کے فتح کرنے کی بارہا کوشش کی لیکن کبھی کامیاب نہین ہوئے یہہ فاتحین ربع مسکون جنہون نے کل اقوام عالم کو زیرو زبر کیا تہا ہرگز عربستان کے خانہ بدوش بدویون کی جنگی حفاظت کے قلعے ریگستان اور انکی ملک کی خشک و گرم آب و ہوا انہی اپنی حکم مین نہ لاسکے یورپ کے سیاحین بہت تہے قریب زمانے مین ملک عرب مین جانے پاتے مین نیبور نے ۱۷۶۲ء مین اس ملک کو دیکہا اور اس سے پہلے جوکچھہ احوال ہمکو عرب مورخین یا بطلیموس کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے وہ نہایت

مذبذب حالت مین ہے بطلیموس ہی نے پہلا نقشہ عربستان کا بنایا جو علمی تحقیقات پر مبنی تہا لیکن اسنے بہی صرف یمن کا ایک تہوڑا سا حصہ دیکہا تہا نیبور کے پچاس برس بعد تک کسی سیاح نے اسطرف توجہہ کی اور ۱۸۱۴ء مین برک ہارٹ نے اس ملک مین سفر کیا اور بہت کچہہ حالات عربون اور علی الخصوص مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے جمع کئے ہوئے اسکے چند روز بعد سلطنت مصر نے وہابیون پر حملہ کیا اور اوس زمانہ مین جغرافیہ عربستان کی بہت کچہہ تحقیقات ہوئی - اسکے بعد بہی متعدد سیاحون نے عربستان کا سفر کیا جن مین سے مشہور والن ۱۸۴۵ء حاجی برٹن ۱۸۵۲ء پالگریو ۱۸۶۲ء مین پالگریو نے بالخصوص نجد اور خطۂ وسطی کا سفر کیا جہان کسی یورپی سیاح کا گذر نہوا تہا قدماء فرنگ نے عربستان کے تین حصہ کئے ہین حصہ شمالی و شرقی کا نام حجاز کوہستانی اور شرقی جنوبی کا نام یمن اور حصہ وسطی اور مشرقی کا نام صحرائے عرب ہی **ولایت حجاز** مین کل وہ حصہ عربستان کا شریک ہی جو فلسطین سے بحر احمر تک واقع ہوا ہے صحرائے عرب اس ریگستان سے عبارت ہی جو حدود شام اور عراق عرب سی دریائے فرات اور خلیج فارس تک پہنچتا ہے **ولایت یمن** مین جزیرۃ العرب کا کل جنوبی حصہ شامل ہے یعنی نجد و حجاز جنوبی و یمن و عمان وغیرہم **جغرافیہ دانان عرب** اس تقسیم سے واقف نہ تہے انکے نزدیک حجاز شمالی جسے قدماء حجاز کوہستانی کہتے ہین کوئی حصہ عربستان کا نہین ہے انہون نے جن تقسیمون کو اپنی کتابون مین لکہا ہے وہ حسب ذیل ہین -

اوّل حجاز جو ایک پہاڑی اور ریگستانی خطہ ہے اور سواحل بحر احمر کے حصہ وسطی مین واقع ہوا ہے - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی خطہ مین ہے -

دوم یمن حجاز کے جنوب مین جزیرۃ العرب کے حصہ جنوبی و شرقی کا سیر حاصل ترین ملک

سوم حضرموت -

چہارم مہرہ -

پنجم عمان -

ششم احسا جو خلیج عدن سی خلیج فارس تک واقع ہوئے ہین -
ہفتم نجد یعنی عربستان کا حصہ وسطی جو بہت ہی زرخیز خطہ ہے اور جسمین بڑے بڑے قصبات واقع ہوئے ہین لیکن چارنطرف ریگستانون سے گہرا ہوا ہے یہہ تقسیم جو قدیم الایام سے چلی آتی ہی عربستان کی ملکی تقسیمون سے مطابقت نہین رکہتی ایام جاہلیت مین سارا ملک چہوٹے چہوٹے قبائل عرب کے تحت حکومت تہا - اور بعد اسلام کے یہہ کل قبایل ایک بن گئے تہے جسوقت سلطنت اسلام مین انحطاط ہوا تو عرب نے پہر اپنی حالت پر غور کیا اور باستثنای نجد و یمن عمان کی تین ولایتون کے سارا ملک پہر وہی چہوٹے قبایل مین تقسیم ہو گیا جو بجز اپنے اپنے شیوخ کی اور کسی کی حکومت کے پابند نہین ہین اب ہم ان قسمتون کی جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے کچہہ مختصر تشریح کرتے ہین **قسمت اول حجاز شمالی** ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جغرافیہ دانان عرب نے حجاز شمالی کو عربستان سے خارج کر دیا تہا لیکن کیا بلحاظ باشندگان اس حصہ کو عربستان مین شامل کرنا لازم ہے اس حصہ مین کوہ سینا کا سارا حصہ جزیرہ نما اور کل وہ ملک جو فلسطین سی بحر احمر تک واقع ہوا ہے شامل ہے - حجاز شمالی بالکل پہاڑی ملک ہی اور جزیرہ نمائے سینا کے وسط مین سینا کا مشہور پہاڑ واقع ہوا ہے اس کے آس پاس کی زمین پتہریلی ہے اور سمندر کے قریب آکر ریتیلی ہو گئی ہے یہان نباتات بہت کم ہے جہان کہین ہین بہی پژمردگی کی حالت مین ہین اگرچہ یہہ خطہ بالکل اوجاڑ ہے لیکن تاریخ عالم مین بے انتہا مشہور رہے یہی وہ خطہ ہے جسکا نام **توراۃ** شریف مین ادومیہ ہے اور یہی سرزمین اقوام عمالقہ و مدیانیہ و نبطیہ کی جنکا ذکر کتب عبرانیہ کے ہر صفحے پر موجود ہے اسی ملک کے صحراؤن مین بنی اسرائیل نے مصر کی سرزمین پر پہنچنے سے پہلے برسون چکر کہایا ہے - یہان آجتک مسافر کو اوس خاص جبل مقدس **طور** کی نشاندہی کی جاتی ہے جہان سے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام بنی اسرائیل کے لیئے قانون لائی اور اوس پتہر کی جسمین عصائے موسوی کی ضرب سے چشمہ آب جاری ہوا تہا یہین ہے **جبل حوریب** کا وہ غار جسمین ایلیا پیمبر نے ایذائیل کے غضب سے اپنی جان بچائی اسی ارض

مقدس مین شہر سیرانہ کے ویرانے نظر آتے ہین یہہ وہ شہر ہے جو قدیم الایام مین عربستان
جنوبی کی بڑی تجارت گاہ تہا اور یمن کے قبایل لوبان اور عطریات یہان لاتے تہے اور
انکی عوض مین فینیقیہ پیداوار لی جاتی تہی۔ نجد ایک نہایت وسیع اور زرخیز خطہ ہے جو وسط
عربستان مین واقع ہے اور چارونطرف ریگستان اور پہاڑون سے گہرا ہوا ہے یہہ ملک
وہابیون کا ہے مشکوۃ مین ایک حدیث ہی کہ ایک روز چند یمانی حضور مین حاضر تہے
آپ نے کسی موقع پر یمن کے واسطے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِي يَمَنِنَا یعنے اے اللہ ہمارے
یمن مین برکت دے اوس جماعت مین ایک نجدی بیٹہا ہوا تہا اوس نے حضور سے عرض کیا
یا حضرت وفی نجدنا آپ نے پہر بہی فرمایا اللھم بارک فی یمننا پہر اوس نجدی نے کہا
یا حضرت فی نجدنا آپ نے پہر بہی ارشاد فرمایا اللھم بارک فی یمننا جب تیسری بار بہی اوس
نجدی نے کہا کہ فی نجدنا تو حضور پرنور صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے فرمایا قریب ہے
کہ اوس سے شیطان کا قرن یعنے سینگ ظاہر ہوگا وہ واقعہ پیشین گوئی محمد ابن عبدالوہاب
نجدی کے وقت مین واقع ہوا اوس نے خانہ کعبہ پر گولی ماری حجر اسود شکستہ ہوگیا حرم شریف کو
گہوڑے کی لید سے پلید کیا پہر مدینہ منورہ پر چڑہائی کی اور اوس کمبخت ناشدنی نے یہہ ارادہ
کیا تہا کہ قبر روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کو بہی صدمہ پہنچائے مگر والی مصر نے
بحکم سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے اوس کا قلع وقمع کردیا اس ملک مین سیاح بہت آخر وقت مین
پہنچے ہین اسوجہہ سے اسکے حالات اب معلوم ہوئے ہین یہین کے باشندون کی بارے مین
پالگریو مورخ عیسائی لکہتا ہے کہ یہہ وہ لوگ ہین کہ جن مین مثل باشندگان شفیلڈ اور
برمنگہم اعنی انگلستان کے دو شہر ہین جنمین لوہے کے کارخانے ہین اور بڑے بڑے
صناع اور طباع موجود ہین جو ریل کی کلین اور انواع اور اقسام کلین بنانے کی قابلیت
رکہتے ہین نجد کے بارے مین اسی سیاح کا قول ہے کہ عربستان کو ایک غیر مہذب
ملک سمجہنے کا بڑا باعث یہہ ہے کہ اکثر سیاحین غیر ملک کے سواحل سے آگے نہین بڑہتے اور

اندرونی خطوں تک ہرگز نہین پہنچتے مصریون نے سنہ ۱۸۱۸ء اور سنہ ۱۸۳۸ء مین انکو متعدد شکستین دین مگر ملک تمول کی وجہ سے یہہ بہ حالت اصلی پر آگئے وہابیون کا بادشاہ اکثر اوقات بلد ریاض مین رہتا ہے اس ملک کے باشندے زیادہ تر زراعت مین مصروف ہین بالگیریو لکہتا ہے کہ جوار اور دوسرے غلو نکا ہونا اور خرما درختون کی پیداوار اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ نجدی عمدہ کاشتکار ہین **حجاز** سواحل بحر احمر پر واقع ہے اسکی شہرت اسوجہہ سے زیادہ ہے کہ یہہ گہوارہ اسلام اور اون مقدس و بابرکت شہرون کی سرزمین ہے جنکا نام مکہ اور مدینہ ہے ۔

اللہ اکبر

باب سیوم مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفاً و تعظیماً کے بیان مین

مکہ یہان ہر سال تمام عالم کے مسلمان حج و زیارت کیلیے جمع ہوتے ہین حجاز کی بعض حصے شاداب ہین لیکن زیادہ حصہ شور اور خشک ہین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کیطرف سے یہان کی حکومت کرنے کے لیئے اولاد **حضرت امام حسن علیہ السلام** مین سے ایک شخص منتخب ہوتا ہے اوس کا لقب شریف ہی عرب مین یہہ مثل مشہور ہے اَلحَسَنِیُّ لِلسَّیفِ وَالحُسَینِی لِلسَّجَّادَہ یعنی اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام کی حکومت کے واسطے ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد عبادت و زہد کیلیئے اب عرب مین شریف نے اوہی معنی پیدا کیئے ہین یعنی اولاد حضرت حسن علیہ السلام کو شریف کہتے ہین اور اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام کو سید کہتے ہین اگر کسی سید کو کوئی کہے کہ انت شریف تو وہ فوراً کہدیگا کہ لا یعنی مین شریف نہین ہون اور اگر کسی شریف کو کوئی سید کہدے تو وہ فوراً کہدیگا

که لا یعنی مین سید نہین ہون مین اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہون آجکل
جو شریف مکہ معظمہ مین ہین اون کا نام **شریف عون** ہے شریف حسین کے
قتل ہونیکے بعد بہی شریف ہوئے ہین مین ۱۳۰۱ھ مین مکہ معظمہ گیا تہا اوسے تخمیناً تین
برس پہلے یہہ شریف ہوئے تہے ہمارے **مطوف** مرحوم **ہاشم شیخ جمل اللیل**
نے انکی شرافت مین بڑی کوشش کی تہی اور اونسے ربط تہا مین ایک دعوت کلدر
مین شریک تہا ہاشم شیخ مرحوم نے مجہے اونسے ملایا تہا اوسوقت اونکی عمر چالیس
کے قریب تہی جب مولوی نذیر حسن صاحب کی گرفتاری مکہ معظمہ مین واقع ہوئی ہے تو یہہ
شریف جدہ مکرمہ مین تہے اور گرفتاری انکی عثمان نوری پاشا کی مجلس سے واقع ہوئی
تہی ہاشم شیخ مرحوم جدے شریف گئے اور اونسے سعی کرا کے مولوی نذیر حسن صاحب کو
مجلس سے رہا کرایا **شریف** کا عہدہ عرب مین ایسا ہے جیسے ہندوستان مین
گورنر جنرل ویسرائے ہند کا ہے یہہ بہت مرفہ حال ہین سوائے تنخواہ شاہی کے تمام
دنیا کے سلمان امرا انکے واسطے تحفہ جات روانہ کرتے ہین استنبول اور مصر وشام وغیرہ
سے ہزار ہا روپہ انکے واسطے نذرانے کے آتے ہین **دوسرا شخص شیبی** ہے
گو اوسکو حکومت ملکی وغیرہ مین کچہہ دخل نہین ہے مگر کلید خانہ کعبہ کی اوسکے پاس ہے
وہ بہی بہت بڑا مالدار ہے ایام مقررہ داخلی کے اوسکو اختیار ہے کہ وہ جس کے
واسطے چاہے خانہ کعبہ کو کہولے اور جس کے واسطے چاہے نکہولے **سلطان روم**
خلد اللہ ملکہ کو بہی اسپر حکومت نہین پہنچتی ہے بس مکہ معظمہ مین یہی دو خاندان مین قدیم
عرب ہین اور انکے سوا جسقدر آبادی ہے سب مہاجرین لوگون کی ہے ہندی سندہی
طابلی - جاوی - مدراسی - وغیرہم بہی لوگ ہین **عرب خالص** تو
دیہاتون مین رہتے ہین یہی وجہہ ہے کہ مکہ معظمہ کی زبان غیر اقوام کے
اختلاط سے خراب ہوگئی ہے زبان عربی ہے اور عرب کے لوگونکی

ہین سنے مکہ معظمہ کے بعض لوگون سے سُنا کہ مکہ مین کل ڈہائی گھر عرب کے
ہین ایک گہر شریف کا اور دوسرا گہر شیبی کا اور آدہا گھر ہاشم شیخ
جمل اللیل کا یہہ حضرمی عرب تہے اور یورب کے حجاج انکے حاجی ہوتی
ہین اب ہمارے مطوف صاحب مرحوم کے دو بہائی ہین محمدؐ اور
علیؓ اور اونکی اولاد ہمارے مطوف صاحب کے ایک نایب بہی
ہین جس کو محاورہ مین صَبی کہتے ہین اون کا نام محمد غنیم
صاحب ہے یہہ بڑے برگزیدہ اور خدارسیدہ بزرگ ہین یہہ بہی عرب
نہین ہین داغستانی ہین انکے والد یہان آئے تھے ان کی بہت عمر ہے
ان کا تقدس انکی زیارت ہی سے معلوم ہوسکتا ہی سلمہ اللہ تعالے۔ ان بزرگ کو میرے والد ماجد

حضرت سید شاہ محمد سجاد
ابوالعلائی قدس اللہ سرہ
العزیز سے اس قدر اتحاد تہا کہ جب حضرت والد ماجد بیمار
ہوئے اور اون کو خبر ہوئی تو **مکہ معظمہ** سے صرف
عیادت کے لئے یہان آئے تہے **عباد اللہ** کے اخلاق
ایسے ہوتے ہین یہہ باخدا کی محبت ہے جو خاص اللہ کے واسطے
ہے اور **عرب** کے اخلاق اون کا بیان تو میری قلم سے
ممکن ہی نہین جن لوگون کو **بدوی عرب** سے کام نہین پڑا ہے
اور اُن سے اختلاط نہین ہے وہ ان کی محمود الصفاتی سے نہین
واقف عام لوگ تو یہی جانتے ہین کہ بدوی عرب قافلون کو لوٹتے
ہین اور لوٹ کھسوٹ انکا پیشہ ہے یہہ بات بالکل غلط ہے ملک شام مین ایک
قوم ہے جسکو **بنی عوف** کہتے ہین اوسکا پیشہ البتہ ڈاکہ زنی ہے اور وہی قوم ملک شام سے

لوٹنے کو حجاز مین آتے ہین وہ لوگ اسقدر تیز دوڑتے ہین کہ حجاز کے عرب دوڑنے مین انکی
برابری ہرگز نہین کرسکتے حجاز کے قافلون کے محافظ بدوی انکے نام سے ڈرتے ہین میرا
جمال جو ایک شریف اور بہادر بدوی تہا اوس کا نام عبدالرحمن تھا مین نے اوس سے
پوچہا کہ تم بنی عوف سے اتنا کیون ڈرتے ہو کیا وہ تمسے زیادہ بہادر اور قوی و توانا ہین وہ کہنے لگا
کہ وہ ہمسے بہت کمزور ہین وہ تو ابن السکین ہین ہمارا مقابلہ کیا کرسکتے ہین صرف بات
اتنی ہے کہ اون لوگون نے دوڑنے مین اتنی مشق بہم پہنچائی ہے کہ ہم اونکو دوڑنے مین
نہین پاسکتے وہ زمانہ حج مین چہہ ماہ قبل سے شہد اور گہی بیتے ہین اور جنگلو نمین دوڑتے ہین
اور حج کے زمانہ مین یہان چوری کرنے آتے ہین جو ہمارے ہاتہہ لگجاتے ہین وہ قتل
کردئے جاتے ہین جو بچ گئے وہ وطن کو بہاگ جاتے ہین اسوقت حجاز مین ابن السکین
نامرد کو کہتے ہین لہذا بنی عوف کو عرب حجاز ابن السکین کہتے ہین جو بدوی مکہ سے مدینہ تک
کے راہ مین آباد ہین یہہ ہرگز قافلہ نہین لوٹتے حال یہہ ہے کہ قافلے مین جسقدر اونٹ
ہوتے ہین یہہ ایک ہی شخص کے نہین ہوتے عرب کی بہت سی سردارونکے ہوتے ہین -
مکہ معظمہ مین جب شیوخ جنکے اونٹ قافلے مین ہین شریف کی مجلس مین حاضر کئے جاتے ہین
او نمین بحکم شریف نصف شیوخ تو مکہ معظمہ مین زیر نظر شریف رہتے ہین اور نصف شیوخ کو
قافلہ سپرد کیا جاتا ہے اور انکو حکم ہوتا ہے کہ اگر قافلہ مین کوئی حادثہ واقع ہوا تو اوسکی جوابدہی
تمہارے متعلق ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ حجاج اپنے اپنے مطوفونکو بہی اون کا
زاد و راحلہ اپنے ذمہ کرکے مدینہ منورہ تک ساتہہ لے جاتے ہین وہ اپنے اپنے حجاج
کی نگرانی کرتے جاتے ہین اور مغرز مطوف روز و شب خود قافلہ کے گردگشت کیا کرتے ہین
چنانچہ مین نے اپنی معزز دوست گرامی سید ہاشم شیخ کے ہمراہ مخدوش مقامون مین
تمام تمام شب پہرہ دیا ہے ایک حبشی غلام نے ہمارے دوست حاجی بارخان سوداگر کو
رابق کی منزل مین کسی دوسرے آدمی کے دہوکہ مین ایک طمانچہ مارا دیا جب ہم مکہ معظمہ سے

واپس آئے تو یہہ خبر ہمارے مطوف صاحب کو معلوم ہوئی انہون نے اوس غلام کو تلاش کر کے پکڑوا منگوایا اور اوسکے مالک کو بھی بلوایا اور بہت سے شیخ جمع ہوئے اونمین یہہ بات پیش کی گئی آخر اوس مجلس سے یہہ حکم صادر ہوا کہ اسکی مشکین باندھ کر سَو لکڑیان ماری جائین اوس غلام کے مالک نے خود یہہ حکم سنایا مین بھی اوس مجلس مین موجود تھا اوس غلام کی مشکین باندہی گئین اور لکڑیان پڑنے لگین آخر مرحوم حاجی باز خان نے جاکر لکڑی مارنے والے کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مینے معاف کیا اوس غریب کی جان بچی بدو یہان حجاز ہر گز قافلہ نہین لوٹتے ہان یہہ بات ضرور ہے کہ اگر اونکے ساتھ نامہربانی کا برتاو کیا جائے تو وہ کسی قسم کی معاونت نہین کرتے اور اگر اونکو اپنے ساتھ کھلائے پلائے تو وہ پوری جان نثاری کرنیکو ہر وقت حاضر ہین بدوی عبدالرحمن جو میرا جمال تھا اوسکو ہر روز مین ایک چپاتی دیدیا کرتا تھا اور کہا اپنے ساتھ کھلاتا تھا اوس نے میری ایسی شایستہ خدمت کی کہ اچھے سعادتمند فرزند بھی اپنے باپ کی ایسی خدمت نہین کرتے ہین نے اوس سے کبھی اپنے کام کیلئے نہین کہا وہ خود کردیا کرتا تھا مدینہ کے راستہ مین چھوٹے چھوٹے بچے قافلہ کے اونٹون کے سامنے دامن پھیلائے ہوئے سوال کرتے ہین اور انکی زبان سے یا بلّی یا بلّی یہی لفظ نکلتا ہے مین نے ایک روز عبدالرحمان سے پوچھا کہ یہہ بچے یا بلّی یا بلّی کیا کہتے ہین اوس نے کہا تمہارے مطوف صاحب بڑے صحیح النسب عرب ہین اونسے پوچھنا کہ یہہ کیا کہتے ہین مین نے ہاشم شیخ سے پوچھا انہون نے تشفی بخش جواب نہ دیا مین نے عبدالرحمان سے کہا وہ بہت ہنسا اور کہا کہ یہہ مکے مین رہکے اپنے محاورات بہول گیا یہہ بچے یا ابی اللیل کہتے ہین یعنی اے رات کے چلنے والے مسافر کچھہ ہمکو بھی دے مکہ معظمہ مین چونکہ ہر ملک کے آدمی ہین لہذا ان لوگون کے اختلاط سے زبان عربی خراب ہوگئی ہے اطراف مکہ کے جو بدوی ہین اونکی زبان بہت فصیح ہے اور وہی بدوی صحیح النسب بھی ہین وہ اپنی بال بچون کا بیوہ ندا اپنی قوم ہی مین کرتے ہین اور خود لڑکیان اونکی اس امر مین بہت شدت کرتی ہین اگر شادی اونکی کفو مین ہو تو خاموش رہتی ہین اور اگر

کوئی ولی اونکا کسی عجمی کفو مین کرے تو وہ خود جواب دیدیتی ہین کہ ہمکو اپنے نسب کو خراب کرنا
منظور نہین ہے چنانچہ ہمارے پٹنہ عظیم آباد کے ایک بڑے امیر صحیح النسب سیّد نے مکّہ
معظمہ مین ہاشم شیخ کی بہن شمسیہ سے شادی کرنیکا قصد کیا اور پیام دیا گیا اور یہہ بات اوس
لڑکی سے کہی گئی کہ ایک لاکھ روپیہ سال سے زیادہ کی ہماری آمدنی ہے ہم سب تمکو لکھدینگے اور سبکا
مالکہ کردینگے اوس لڑکی نے کیا خوب شایستہ جواب دیا کہ عرب و ہند کا پیوند ایمان مین
تو ضرور ہے نسب مین نہین ہے اور اوس لڑکی نے شادی نکی گو اوس کے باپ رضامند تھے
مگر وہ کچھہ نکرسکے وہ نیک بخت باعصمت بی بی ہنوز زندہ ہے اور اپنی قوم کے غریب شوہر کے
ساتھہ زندگی بسر کررہی ہے **بدوی** ایسے کریم ہوتے ہین کہ آپ اپنی کھانے مین سے اون کو
دو لقمے بھی دیدیجئے تو وہ بغیر چار آدمیون کے شریک ہوئے ہرگز تنہا نہ کھاینگے **جمّالون** کو
دیکھا ہے کہ جو عورتین اونکی اونٹون پر بیٹھتین ہین وہ اونسے بالکل حقیقی بہن کا سا برتا ؤ
کرتے ہین اور آجتک یہہ بات نہین سنی گئی کہ ہندوستان کی کوئی عورت کسی بدوی کے
پاس رہگئی ہو حالانکہ وہ قوی بھی ہوتے ہین اور خوبصورت بھی ہوتے ہین جو لوگ بدوی عربونکی
شکایت کرتے ہین وہ صرف سنی سنائی داستانین قصہ گو لوگون کی طرح پر وہان سے آکر
ہندوستان مین بیان کیا کرتے ہین **حکایت** عرب کی مہمان نوازی اور کرم دنیا بھر
مشہور ہے مجرد ایک مہمان کے واسطے ایک بکری ذبح کردینا تو اونکا معمولی فعل ہے
چنانچہ ایک عرب نے ایک میت کو جب دفن کیا تو اوسکے واسطے کیا اچھی دعا کی اَللّٰھُمَّ
ھٰذَا ضَیْفُکَ اِنْ کَانَ ھٰذَا ضَیْفِیْ لَاَذْبَحَنَّ لَہٗ شَاۃً وَاَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ
ترجمہ اے اللہ یہہ مردہ تیرا مہمان ہو کر قبر مین آیا ہے اگر یہہ میرا مہمان ہوتا تو کم سے کم
اسکے واسطے مین ایک بکری تو ضرور ذبح کرتا اور تو تو سب بخشنے والون کا بخشنے والا اور تمام
دنیا کا مالک ہی سبحان اللہ وبحمدہ کیا اچھی دعا ہے بعض حضرات حاجی **بمبئی** ہی ہوتی ہین
وہ یہان سے بمبئی تک گئے اور چند روز رہکر چلے آئے اور عجیب وغریب داستانین

بیان کرنے لگے چنانچہ ایک حاجی بمبئی صاحب کی ایک حکایت مشہور ہے اوسکا درج کرنا اسجگہہ پر خالی از لطف نہوگا **حکایت** جس زمانہ مین کہ ریل اور دوخانی جہازون کا سلسلہ ہی قایم نہوا تھا ایسے حاجی صاحب اکثر کالے کالے کُرتے پہنے ہوئے تشریف لایا کرتے تھے اور سیدھے سادھے مسلمانان ہند کو یہہ حکایتین سنایا کرتے تھے ایک حاجی صاحب سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے **صفا- مروہ** کی بھی زیارت کی ہے حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہان ہان وہ دونون بھائی بڑے مقدس لوگ ہین اونسے مجھسے بہت ملاقات تھی روزانہ مین اونکے پاس جاتا تہا وہ میرے پاس آتے تھے سایل چونکہ کچہہ پڑھا لکہا آدمی تھا وہ گھبرایا کہ صفا اور مروہ اور آمد ورفت اسکی کیا معنی اوس نے کہا کہ حضرت صفا اور مروہ تو دو پہاڑونکا نام سنا ہی آپ اونکو دو آدمی فرماتے ہین حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بہائیصاحب میرے حج کے زمانہ تک تو وہ آدمی ہی تھے اب پہاڑ ہوگئے ہون تو معلوم نہین یہہ حکایت تو مینے اوس تاریک زمانہ کی بیان کی کہ جب علم کی روشنی اچھی طرح پہیلی نہ تہی اور اب جو علم کی روشنی ہر طرف پہیلی ہوئی ہے تو ایک اور قوم پیدا ہوئی ہے جو اپنے آپ کو اول درجہ کا محدث اور مجتہد سمجھے رہی، اوسکا شعار دوسرا ہی ہے اور کی حکایت. بیان کرنے والے تو جاہل لوگ تھے وہ معذور سمجھے جاتے تھے اور یہہ حضرات تو عامل بالحدیث ہوکروہ باتین ارشاد فرماتی ہین کہ بس خدا یاد آجاتا ہے ان حضرات کا یہہ شعار ہے کہ حج کی نیت سی مکان کے دروازہ سے باہر قدم رکہا اور احرام کے باندہتے ہی یہہ نیت کرلی کہ جہانتک موقع ملیگا وہان تک دونون حرمین شریفین کی نکتہ چینیان کرینگے اور اوس بقعہ متبرکہ کے رہنے والون کے عیوب چُننگے اور بجائے تحفہ ہی مردمان ہند کی خدمت مین پیش کرینگے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ایک **مولوی صاحب** جو عامل بالحدیث تھے اونسے اور ایک مقلد سے مناظرہ ہوا مقلد نے اثنائے تقریر مین بیان کیا کہ علمای حرمین شریفین کا قول یہہ ہے تو وہ بزرگ جو عامل

بالحدیث سے کیا ارشاد فرماتے ہین کہ حرمین کی علما کی سند ہمارے واسطے کافی نہین ہے غریب
مقلد نے زیر لب یون عرض کی کہ جب حرمین شریفین جیسی جگہہ کہ جو گہوارۂ اسلام ہے اوسی
سرزمین مین اسلام نے پرورش پائی اور آجتک اسلام وہان اوسی شان وشوکت کی ساتہہ
قایم ہے اور کبھی کسی کافر کو وہان دخل ہوا اور نہ ہوگا اور نہ اسوقت تک وہان کوئی کافر
نظر آتا ہے اور اسوقت تک اوسی سمت تمام دنیا کے مسلمان نماز پڑھ رہے ہین اور اوسی
سرزمین کے ایک مکان متبرک کا طواف تمام دنیا کے مسلمان کرتے رہے ہین وہ جگہ تو
ایسی بے وقعت سمجھی جاتی ہے کہ وہان کے علما کا قول قابل تمسک نہو اور ہندستان
جو ابتدا سے دار الکفر ہے اور اسوقت بھی دار الاسلام نہین وہان کے علما اتنی باوقعت کہ
اونکی زبان سے جو بات نکلے اوس کا ماننا ہمین فرض ہو آخر اس کا سبب آپ مکہ معظمہ کا
احترام نکرین جسکی مقدس زمین کی قسم پروردگار نے کہائی اور ہندوستان جو ایک پلید
زمین ہے کہ جسمین قوم ہنود کے لاکہون تیکدے موجود ہین وہ آپ کی نظرون مین ایسی
متبرک اور مقدس۔ ہماری سمجھہ مین تو یہہ بات نہین آتی کہ آخر آپ نے ہندوستانکو
ان مقدس مقامون پر کیونکر ترجیح دی وہان کے آدمی آپکی نظر مین ہندوستان کے
آدمیون سے کبھی کم درجہ قرار پائے کوئی حدیث آپ کے پاس ایسی ہو جو صراحتًا ہندوستانکے
آدمیون کی تعریف بیان کرتی ہے دیکھئے اور سنئے ہمارے پاس ایک حدیث ایسی ہے کہ جسی
عرب کی محبت رکہنے کا حکم دلیل قطعی سے پایا جاتا ہے آپ عامل بالحدیث ہین اس حدیثکو پرکہہ
لیجئے پھر آپکو اختیار ہے چاہیے مانئے چاہیے نہ مانئے **حدیث** عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ
لِاَنِّیْ عَرَبِیٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِیٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِیٌّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ
الْاِيْمَانِ **ترجمہ** یعنے دوست رکہو عرب کو تین وجہوں سے مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے
اور اہل جنت کا کلام عربی ہے مکہ معظمہ کی فضیلت مین یہہ حدیث وارد ہے جس کا ایک

نکرا یہہ ہے غُبَارُشفاءٌ ہندوستان کے کسی شہر کے سونے چاندی یا جواہرات کو بھی یہہ رتبہ نہین ہے مکہ معظمہ کی فضیلت یہہ ہے کہ اللہ تعالی شانہ اپنی کلام پاک مین اوسکی قسم کہاتا ہے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ دنیا کے پردہ پر کوئی شہر ایسا ہے پہر سورہ والتین مین پروردگار فرماتا ہے وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ یعنی مین قسم کہاتا ہون اس شہر کی جو امین ہے اہل ایمان کے واسطے یعنی مکہ معظمہ ہمکو آپ نشان دین کہ کوئی شہر ہندوستان یا اور کسی ولایت مین ایسا ہے کہ جسے اللہ تعالے شانہ نے امین کہا ہو جناب مولوی عامل بالحدیث فرمانے لگے کہ بس بس زیادہ وقت نہ ضائع کرو جو مطلب کا سخن ہو وہ کہو بیچارہ مقلد یہہ کہکر چپ ہو رہا کہ ہماری مطلب کی تو یہی بات تہی جو ہمنے عرض کی اب آپ اپنے مطلب کا سخن ارشاد فرمائیے افسوس ہزار افسوس مکہ معظمہ جسکی یہہ بزرگی ہو کہ وہان ایک رکعت نماز پڑہنے سے تو ہزار رکعت کا ثواب ملتا ہے کچہہ بہی نہ سمجہا جائے اور ہندوستان کفر کا استہان وہ اس قابل قرار پائے کہ یہان کے مولوی صاحب جو کہدین وہ بغیر چون و چرا کے مان لو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ نفس و باد خصال نے ہمسے کیسی کیسی مکاریان کین ہین اَلْعِيَاذُ بِاللّٰه اور اوس تیرہ و تار غار مین گرایا ہو کہ جہان سے نکلنا معلوم ہمارے مقدس پیشوا اور تازہ مجتہد سے جب کچہہ نہو سکا تو فرمانے لگے کہ مکہ معظمہ کی کیا فضیلت آپ حضرات بیان کرتے ہین دیکہو وہین کے رہنے والے بدوی ہین پہر کس بیرحمی سے ہم لوگونکو لوٹتے ہین اور چوریان کرتے ہین افسوس ہے ان بزرگوارون کی عقل و فراست پر جو صاحب یہہ اعتراض کر رہے تہے وہ یہہ سب واقعات سنے سنائے بیان کر رہے تہے ابہی تک حج کرنیکا اتفاق نہین ہوا قبل حج تو یہہ بیان ہے حج کے بعد نہین معلوم کیا کیا باندہنو بندہینگے گو مین اصل مطلب کتاب سے بہت دور ہون لیکن عرب کی چوحدی سے قدم باہر نہین رکہا مین نے حج کے زمانہ مین اکثر امور کی تحقیقات کی ہے اور جو واقعات

ہین نے اپنی آنکھون سے دیکھین ہین اوسکے لکہنے کی اجازت چاہتا ہون کسی مقلد کا یہہ دعوی
نہین ہے کہ سب مکہ معظمہ کے رہنے والے مثل انبیا کے معصوم ہین یا اولیا کیطرح محفوظ ہین
ہان ہمارے نئے مجتہد اور محدث کی ذات پاک جملہ مکارم اخلاق کا سرچشمہ ہے یہی وجہہ تو ہے کہ
اہل تقلید بات بات ہین کافر بنائے جاتے ہین ملاحظہ ہو کہ ایک داغستانی حاجی جو روسی
رعیت تھا حج کو آیا اور اوس کے ہمنی بیگ مین دو سو سے زیادہ اشرفیان تہین اور کچھہ نوٹ
تہے وہ بمقام شہدا جو مکہ معظمہ سے مدینہ جانیکی پہلی منزل ہے کہو گیا وہ غریب داغستانی
رو یا پیٹا اور صبر کر کے بیٹھہ رہا جب وہ مکہ معظمہ مین واپس آیا تو ایک روز ہاشم شیخ کے
پاس ایک غریب عرب آیا جو نہایت ژولیدہ حال تھا اوس نے اونسے کہا کہ ہم نے
یہہ بیگ پایا ہے تم منادی کرو جسکا ہو وہ ہمسے آکر لیجائے چنانچہ مکہ معظمہ مین منادی
کی گئی تو عصر کے وقت وہ داغستانی آیا اور اوس نے اپنے بیگ کو پہچانا اور کہا کہ ہان
یہی بیگ ہے اوس نے پوچھا کہ اسمین کیا کیا چیزین ہین اوس نے سب کا نشان دیا اور
نے بیگ کو اوس سے کہلوایا اور سب چیزین جیسی تہین ویسی ہی دیکھین یہہ عرب اوس
بیگ کو دیکر روانہ ہو گیا ہم نے تو مکہ معظمہ مین ایک محتاج مسکین عرب کو اس دیانت کی صفت
سے متصف پایا ہان اون لوگون کی نسبت مین کچھہ نہین کہہ سکتا جو ہندوستان سے جاکر
مکہ معظمہ مین دو دو تین تین پشت سے آباد ہین اور اونکی اولاد اب عرب خالص بنی پہرتی ہے
مین کیا کہون غیبت ہوتی ہے ورنہ ہندوستان کے مہاجرون نے مکہ معظمہ مین رہکر
سب کام کئے اور کرتے ہین اور نام بدنام عربون کا ہوتا ہے عرب کے اخلاق
ایسے پاک ہین کہ اگر ہمکو اوسکی ہوا لگ جائے تو ہم سمجہین کہ ہماری کایا پلٹ گئی
جس زمانہ مین عرب مرض جاہلیت مین مبتلا تھے بے شک وہ ایسے ہی تہے جیسا
کہ ہمارے نئے محدث صاحب بیان فرماتے ہین ہم بھی اسکے شاہد ہین مگر نور اسلام
نے انکے دلونکو ایسا روشن اور منور کر دیا ہے کہ وہ جلوہ انہون کے دلون مین اتبک

موجود ہے مین پھر باآواز بلند کہتا ہون کہ ہمارے نامہربان دوست عربونکی طرف سے اپنے دلونکو پاک اور صاف کرڈالین اور مہربانی کرکے حج کو جائین اور چندے وہان کے قریون اور شہرون کی سیر کرین پہر وہ عربون کے اخلاق کا کلمہ نہ پڑھنے لگین تو ہمارا ذمہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات پاک کا ہر تو عرب پر پڑا ہے پہر جو صفات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہین اسوقت بہی اون صفات کا نشان عرب ہی کی ذات مین پایا جاتا ہے صرف بات اتنی ہے کہ ہمسے عربؒ عرباسے ملاقات نہین ہوئی لہذا ہم اونکے اخلاق اور شرافت نفس سے واقف نہین ہین اور جن لوگون کو ہم مکہ معظمہ مین دیکھہ رہے ہین وہ مہاجرین ہین یا اونکی اولاد ہین جو اور شہرون سے وہان جاکر بسے ہین چونکہ بہت زمانہ گذر گیا ہے لہذا اونکی زبان اور لباس عربونکا سا ہوگیا ہے انشااللہ تعالی یہہ حضرات بہی حشر مین عربون ہی کیساتہہ اوٹھائے جاوینگے مَن تَشَبَّہَ بِقَومٍ فَھُوَ مِنْھُم بعض نیا چراون مسلمانون پر بہت کچہہ خندہ کرتے ہین کہ رہیں تو ہندوستان مین اور لباس پہنے عرب کا مین اون حضرات سے یہہ پوچھتا ہون کہ وہ کیسے ہین جو رہین تو ہندوستانمین اور لباس پہنین انگلستان کا عرب تو اللہ تعالی شانہ کے پڑوسی ہین اونکی مشابہت کی تو کیا برائی ہے یورپین لوگ جو اہل دوزخ کے پڑوسی ہین اب تو اون کی مشابہت پر فخر و مباہات کی جاتی ہے لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ العَلِیِّ العَظِیمِ بس بات یہہ ہے کہ جو ہم کرین وہ سب اچھا ہے اگرچہ برا ہی کیون نہو جو تم کرو وہ سب برا ہے اگرچہ اچھا ہی کیون نہ ہو الغرض شریف مکہ کے بیان مین قلم کی عنان جملہ ہائے معترضہ کیطرف پہر گئی تہی اب مین اصل مطالب کیطرف رجوع کرتا ہون شریف مکہ گرمیون کے موسم مین طایف چلے جاتے ہین طایف شریف مکہ معظمہ سے تین منزل ہے وہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے متوسط درجہ کا بلند ہے اور بہت سرد ہے میوہ جات وہان بہت ہوتے ہین امراے مکہ کے باغات وہان بہت ہین شریف کا بہی ایک بہت عمدہ

عرب یعنی خاص عرب

باغ ہے وہین سے مکہ معظمہ اور جدہ شریف مین میوہ جات آتے ہین مکہ معظمہ مین جسکو عرب
اُمُّ القُریٰ کہتے ہین ایک مدت تک کسی یوروپی کا گذر نہین ہوا تہا اور آج بہی کوئی یوروپی
بخوف جان وہان جا نہین سکتا اور جو چند سیاح وہان گئے بہی ہین تو تبدیل لباس اور
محض اسوجہ سے کہ وہ زبان عربی پر کامل عبور رکہتے تہے ایسی حالت مین ہمین اسوقت تک
جو کچہہ حالات اس شہر کے ملے وہ ایسے نہ تہے جن سے کوئی درست اندازہ اسکا ہو سکے
لیکن فوج ٹرکی کے کرنیل صادق بے کا شکر کرنا چاہئے کہ انہون نے مکہ معظمہ کی عکسی
تصویرین اوتارین اور یہہ عکسی تصویرین ۱۸۸۱ء مین یورپ پہنچین چنانچہ ہماری کتاب کی
تصاویر او نہین تصاویر عکسی سے بنی ہوئی ہین یہہ تحریر اصل کتاب کی مصنف فرنچ
کی ہے **فقیر محمد اکبر ابو العلائی دانا پوری** - اپنا واقعہ چشم دید عرض کرتا ہے فقیر
بمبئی سے ۱۴ - ذیقعدہ کو سوار ہوا اوس جہاز کا نام شاہ جہان تہا آتش خان دلال جہاز کا
نام تہا اوسکی معرفت معہ للعہ روپیہ کو جہاز کی چہتری کا ٹکٹ لیا اس خیال سے کہ سمندر کی سیر
کرتے جائینگے کمرے مین ایسی کشادگی نہین ہوتی جہاز آٹہوین روز عدن پہنچا جہاز کو عدن مین
بہت مال اوتارنا تہا خلاصیون کا بیان تہا کہ دو روز جہاز عدن مین ٹہریگا دو روز کی حساب
سے زمانہ حج کا گذرا جاتا تہا حجاج کو بڑا انتشار رہتا تہا اتفاق وقت سے عدن مین بندرگاہ پر ایک
مرد ورنہ تہا سب فضلی کے جزیرہ مین مال اوتارنے گئے تہے مجبور کپتان نے دو گھنٹے لنگر
کرکے وہان سے لنگر اوٹہایا دوسرے روز قمران کے جزیرہ مین پہنچے اور ۹ نو روز کا قرنطینہ کرکو
جہاز نے جدہ شریف کو لنگر اوٹہایا اس جزیرہ مین جو واقعات گذرے ہین وہ بہت طول و
طویل ہین لہذا قلم انداز ہوئے الغرض ہم دوسرے دن دوپہر کے وقت جدہ شریفہ مین داخل ہوئے
وہان ہمکو اونٹون کی قطار طیار ملی مطوفون کے نائب موجود تہے اون لوگون نے اپنی حجاج کو
اونٹون پر سوار کروایا دوسرے روز کہ آٹہوین ذالحجہ تہی بوقت دس بجے شب کے ہم مکہ معظمہ
مین پہنچے ہماری مطوف سید ہاشم شیخ عرفات جا چکے تہے اون کے نایب محمد غنیم صاحب

موجود تھے اونھون نے ہمکو طواف کرایا اور سعی کرائی اور شباشب عرفات کو روانہ کردیا دوپہر کو ہم
عرفات مین داخل ہوئے ابہی اچہی طرح مطمئن نہوئے تھے کہ دفعتاً ایک بڑے زور کا کڑکا ہوا لوگون
نے کہا توپ چلی ہے خطبہ شروع ہوگا ایک دس منٹ کے بعد معلوم ہوا کہ میرے شغدف سے
بیس قدم کے فاصلہ پر بجلی گری ہے اور آسمان ایسا صاف تھا کہ ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا نظر
نہین آتا تھا دھوپ بہت شدت کی تھی جاکر دیکھا تو ایک ترکی اور ایک جمال اور ایک اونٹ
بجلی کے صدمہ سے مردہ ہوئے جب ملازمان سلطانی اون دونون آدمیونکی نعش اوٹھاکر لیگئے اور
غسل دینے لگے تو معلوم ہوا کہ اوس ترکی کا ختنہ نہین ہوا ہے تفتیش سے معلوم ہوا کہ ترکی نہین
انگریز ہے وہ اوس کے پاس فوٹو کے آلات اور سامان تھے سامان تو اوسکا ضبط کرلیا اور
اوسکی نعش سوختہ ہو سیاہ ہوگئی تھی اونٹ پر لدوا کے انگریزی سفیر کے پاس جدہ روانہ کردی گئی
اوس نے یہہ جواب دیا کہ یہہ کوئی سرکاری آدمی نہین ہے ہنوز یورپ کا کوئی سیاح حرمین شریفین
مین داخل نہین ہوسکتا جب کسی قنسل کو شریف سے کچھہ عرض کرنا ہوتا ہے تو شریف جدہ مین
آتے ہین اور قنسل کی حاضری اور سلام کا یہہ طریقہ ہے کہ شریف کرسی پر بیٹھتے ہین اور وہ سامنے
کھڑا ہوتا ہے اور اونکی عبا کے گوشہ کے دامن کو اولٹ کر بوسہ دینے کی اجازت چاہتا ہے جب
اجازت ہوتی ہے تو بکمال ادب قریب آکر شریف کی عبا کے دامن کو اولٹ کر بوسہ دیتا ہے
اور پیچہے پاؤن ہٹ جاتا ہے اور پھر جو کچھہ عرض کرنا ہوتا ہے وہ عرض کرتا ہے فی الحقیقت
شریف کی بہت بڑی عزت ہے **شریف سنی المذہب** اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی
اولاد مین سے ہوتے ہین جب سے شرافت کا عہدہ قایم ہوا ہے سب شریف سنی المذہب ہوتے
آئے ہین مکہ کو تعمیر کی حیثیت سے عربستان کے اور شہرون پر فوقیت ہے کیونکہ اسکی عمارات
نہایت باقاعدہ ہین پانی مکہ مین بہت کم ہے مینہ کا پانی جبل عرفات سے جو مکہ معظمہ سے کئی گھنٹے
کی راہ ہے ایک نہر کے ذریعہ سے آتا ہے اس نہر کو نہر زبیدہ کہتے ہین ہارون الرشید خلیفہ بغداد
کی زوجہ نے یہہ نہر بنوائی ہے مگر اب مکہ معظمہ مین پانی کی کثرت ہے یہہ نہر صاف کیگئی ہے

اور کوچہ بکوچہ پانی کی ٹونٹیان لگادی گئی ہین اب زمانہ حج مین حاجیون کو کسی طرح کی تکلیف نہین ہوتی شہر بھی بہت صاف رہتا ہی صفائی کا انتظام بہت اچھا ہی منا جہان لاکھون جنور ذبح ہوتی ہین اور خون برسات کی ندیون کیطرح روان ہوتا ہی ایسا اچھا انتظام اب حضرت سلطان عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کے عہد حکومت مین ہے کہ کسی جگہ ایک چھوٹی سی ہڈی کی کرچ بھی پڑی نہین نظر آتی۔ ایک حاجی صاحب میرے ہمسفر تھے اور انھون نے عبد المجید خان اور عبد العزیز خان رحمتہ اللہ علیہما کے عہد حکومت مین بھی حج کیا تھا وہ کہتے تھے کہ ایسا صاف انتظام پہلے نتھا پہلے یہ بات تھی کہ جو حاجی جہان بیٹھا ہی اُسنے اپنی قربانی وہین کرلی خون کی بدبو اکثر تمام منا مین پھیل جاتی تھی اب کوئی حاجی اپنی فرودگاہ پر قربانی نہین کرسکتا شاہی مسلخ جو مقرر ہے وہین ہوتی ہے ہر شخص اپنی قربانی مین سے کچھ تھوڑا سا گوشت لے آتا ہے اور باقی وہین چھوڑ دیتا ہی اجازت عام ہے دور دور کے بدوی آئے ہین اور وہ گوشت پہاڑون کے پتھرون پر دھوپ مین خشک کر کے لیجاتے ہین اور قربانی کی کھالین ملازمان شاہی اُٹھا لیتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ منا مین سب حجاج رمی جمار کے لئے تین روز تک حاضر رہتے ہین اور قربانیان کرتے ہین۔ دُنبے اس بہتایت سے جمع ہوتے ہین کہ لاکھون تو ذبح ہوجاتے ہین اور لاکھون بچرہتے ہین یہی حال میوہ جات کا ہی ہر حاجی کچھ نہ کچھ میوہ لے کر کھاتا ہے میوہ فروشونکی دوکا پر خریدارون کے ہجوم سے جگہہ نہین ملتی مگر ہزارون من میوہ ایام منا کے ختم ہونے کے بعد بچ رہتا ہے جو پھر مکہ معظمہ مین آکر فروخت ہوتا ہے اکثر آدمی کہتے ہین کہ یہ میوہ جات طایف سے آتے ہین۔ مین کہتا ہون کہ طایف شریف ایک چھوٹی سی جگہہ ہے اُسمین جو باغات ہین وہ بھی دیکھے ہوئے ہین میرا قیاس تو گھبرا جاتا ہے سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ منا مصطفٰے کا بازار ہے اور خریدار اس کی اشیا کا خدا ہے بازار کا مالک جہان سے چاہتا ہے مال منگوا لیتا ہے اور خریدار خرید لیتا ہے یہان جس

مقام پر شیطان کو کنکریان ماری جاتی ہین وہ مقام بھی حیرت خیز ہے جن لوگون نے
متعدد حج کیئے ہین وہ کہتے ہین کہ ہم نے کنکریون کا ڈھیر جیسا پہلے حج مین دیکھا تھا ویسا ہی
اب بھی ہے حالانکہ ہرسال لاکھون کنکریان زیادہ ہوتی ہین ہر حاجی تینون مقامون پر پینسٹھ
کنکریان مارتا ہے اور حاجیون کا شمار نہین لاکھون ہی ہوتے ہین پھر وہ کنکریان کہان
جاتی ہین یہ بات تحقیق کرنیسے معلوم ہوئی کہ کنکریون کے صاف کرنے کا بھی کچھ انتظام
نہین ہی اور یہ کنکریان جو شیطان کو ماریجاتی ہین وہ منا سے تین کوس پر ایک مقام ہے جسکا نام
مزدلفہ ہے وہ منا اور **عرفات** کے وسط مین واقع ہی جب عصر کے وقت حجاج عرفات سے
باھر آتے ہین تو مزدلفہ مین شب باش ہوتی ہین اور وہین سے کنکریان رمی جمار کیواسطے چن لیتے
پھر مزدلفہ سے چلکر منا مین ٹھہرتے ہین یہان قربانی کرتے ہین سر حلق کراتے ہین یعنی سر کے بال ترشواتے
ہین اور شیطان کو کنکریان مارتے ہین یہ ارکان تین روز مین تمام ہوتے ہین تیرہوین تاریخ
عصر کو مکہ معظمہ مین تمام حجاج داخل ہوتے ہین **فرنچ مورخ** لکھتا ہے کہ اسی **مکہ** مین وہ مسجد
ہی جسکی وجہ سے ام القریٰ شہرہ آفاق بنگئی اس مسجد کے بیچ مین کعبہ ہے جس کی بنیاد بقول مورخین
عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد **حضرات**
خلفاء راشدین و سلاطین و ملک گیران اسلام نے یکے بعد دیگرے اپنی حسن عقیدت
سے اس مسجد کو انواع اقسام کے تکلفات سے مزین و آراستہ کیا اور اس وقت شاید کوئی پرانا
حصہ باقی نہین رہا ہے مکہ کی مسجد شکل مین مستوی مربع ہے اندر جانیکے بعد ایک عظیم الشان
صحن دکھائی دیتا ہے جسکے چارو طرف ستونون کا جنگل نظر آتا ہی اور انمین سے بے انتہا چھوٹے
چھوٹے لداؤ کے گنبد نمودار ہوتے ہین اس مربع کی چارون طرف مینارین بنی ہوئی ہین مسجد مکہ کے
نمونے پر بہت مساجد تعمیر ہوئی ہین علی الخصوص شام مین مین نے خود دیکھی ہین **دمشق** مین اس نمونہ
کی متعدد مسجدین دیکھین برخلاف اسکے **قاہرہ** کی مسجدین دوسری ہی وضع کی ہین اور انکے منارون
اور اندرونی آرائش مین بڑا فرق ہے۔ خانہ کعبہ مسجد مکہ کے صحن مین واقع ہے یہ ایک مکعب عمارت ہی

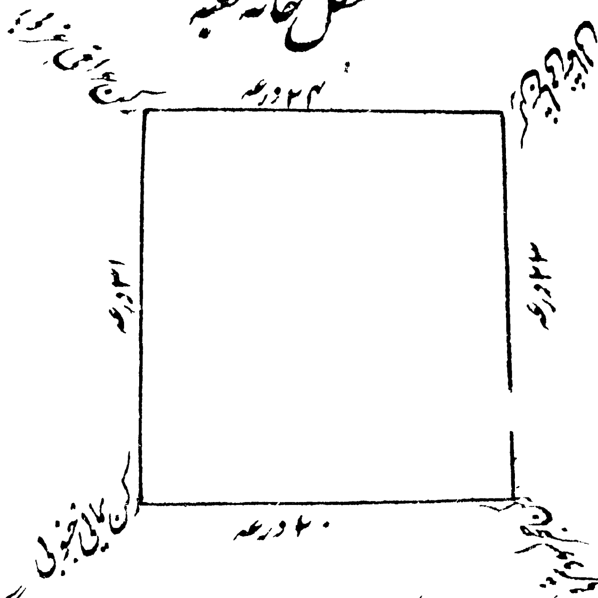
چکنے پتھر کی بنی ہوئی ہے اور تقریباً سوا تیرہ گز اونچی ہے چھ گز لمبی ہے اور سوا چار گز چوڑی
ہے (برک ہارٹ عیسائی مورخ) کہتا ہے کہ کعبہ کے اندر جانیکا ایک ہی چھوٹا دروازہ ہے جو زمین
سے تقریباً سوا دو گز بلند ہے اور وہان تک پہنچنے کیلئے سیڑھی کی ضرورت پڑتی ہے یہ سیڑھی
صرف ایام حج مین لگائی جاتی ہے کعبہ کا اندرونی حصہ ایک حجرہ ہے جس کا فرش سنگ مرمر کا ہے اوسمین
بڑے بڑے چراغ سونیکے روشن کئے جاتے ہین اور اوسکی دیوارین کتبون سے بھری ہوئی ہین -
کعبہ کی اندرونی آرایش ہمیشہ سے بہت ہی پرتکلف رہی ہے اس کا سب سے عمدہ بیان جو میری نظر
سے گذرا ہے وہ ناصر خسرو کے سفرنامہ شام و فلسطین و عرب مین ہے ناصر خسرو نے سنہ ۱۰۳۵ء سے
سنہ ۴۲ء تک سفر کیا تھا اوسکے دلچسپ سفرنامہ کو میوسیو شیفر مدرسۃ السنہ مشرقیہ کے مدیر نے حالمین
چھپوایا ہے ناصر خسرو لکھتا ہے کعبہ کی دیوارونمین سرتاپا مختلف رنگ کے سنگ مرمر کا استر لگا
ہوا ہے مغرب کیطرف چھ قد آدم محرابین کیلون سے جڑی ہوئی ہین ان محرابون مین سونے اور
چاندی کے پھول بنے ہوئے ہین اور اونکے بیچ مین سیاہ رنگ کی میناکاری ہے دیوارین زمین
سے سوا گز سے کچھ زیادہ تک اپنی اصلی حالت پر ہین اور اوسکے اوپر سنگ مرمر لگا ہوا اور اونمین انواع
واقسام کی گل کاریان کندہ ہین جنمین سے اکثر طلائی ہین ایک دیوار کے باہر کی جانب وہ مشہور
سیاہ پتھر جڑا ہوا ہے جسے **حجر اسود** کہتے ہین جب خانہ کعبہ کے دروازے کیطرف رخ
کرکے کھڑے ہوتے ہین تو یہہ حجر مبارک اولٹے ہاتھ کیطرف پڑتا ہے دیوار کے کونے کو
گول تراشا ہے اور اوسمین چارونطرف چاندی کے بہت موٹے موٹے پترے جڑے ہوئے
ہین اور بیچ مین سیسا ہے اوسی مین اوس حجر مبارک کے ٹکڑے چسپان ہین یہہ مسلم تھا جب
محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے مکہ پر چڑہائی کی اور گولے ماری تو گولے کی صدمہ سے اسکے تین ٹکڑے
ہوگئے اون ٹکڑون کو یہان پر جڑ دیا ہے اس پتھر کو تعمیر کعبہ کے وقت فرشتے حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کیلئے بہشت سے لائے تھے اس پتھر کا قطر تقریباً ایک بالشت ہو اور کمال
چمکیلا ہے کوئی شے دنیا مین اتنی زمانہ دراز سے ایسی متبرک بسند صحیح نہین چلی آئی ہے جیسا کہ یہہ

حجر مبارک ہی طواف کعبہ کے وقت اہل سنت والجماعت اسی کو بوسہ دیتے ہین اوسکو استلام کہتے ہین فرقہ اثنا عشری اسے بوسہ نہین دیتے اسکا سبب یہہ ہی کہ اسے اپنے زمانہ خلافت مین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دست مبارک سے اسی مقام پر نصب کیا تہا اثنا عشری اسکے بدلے رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہین اوس مقام پر کوئی شئے نہین ہے میرے خیال مین یہہ صریح تعصب ہی کہ جسے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بوسہ دیا ایمہ علیہم السلام نے بوسہ دیا صرف اس بات پر اوسکا استلام ترک کیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے چہوا تہا یہی حال مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زاد اللہ شرفاً وتعظیماً کا ہے کہ جب ہمارے برادران اثنا عشری وہان حاضر ہوتے ہین اور وہ کچہہ مدینہ منورہ کی تاریخ جانتے ہین تو وہ زواید عمری اور زواید عثمانی سے بچکر گذرنا چاہتے ہین اور اصل مسجد مین بیٹھنے کا ارادہ کرتے ہین پہر اگر اغوات مدینہ اس بات کو سمجہہ لیتے ہین تو وہ تنبیہ کرتے ہین مدینہ منورہ کی مسجد مبارک مین پہلے باب السلام سے لیکر روضہ شریفہ کی طرف جو پانچ ستون اضافہ کئے گئے ہین اوسکا نام زواید عمری رضہ ہے اور باب السلام سے لیکر تا باب جبرئیل چند گز چوڑی جگہہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت مین بڑہائی گئی ہے اور اسی جگہہ ایک محراب ہے جسکا نام محراب عثمان رضہ ہے اور حنفی مصلے کا امام یہین کہڑا ہوتا ہے الغرض وہی ورنجر مورخ لکہتا ہے کہ خانہ کعبہ پر ہمیشہ ایک سیاہ غلاف پڑا رہتا ہے مگر وہ مقام جہان حجر اسود ہے کہلا رہتا ہے یہہ پردہ کئی ہاتہہ زمین سے اونچا ہے ایام حج مین کعبہ شریف کی بلندی کی دو ثلث پر ایک کمربند باندہا جاتا ہے جس پر سونیکے حرفون سے قرآن کی آیات لکہی ہوئی ہین خانہ کعبہ کا بیرونی غلاف ہر سال ایام حج مین بدلا جاتا ہے اور اندرونی غلاف سرخ ہوتا ہے وہ ہر سال بدلا نہین جاتا یا تو جب کوئی نیا بادشاہ تخت روم پر بیٹھتا ہی جب بدلا جاتا ہے یا کوئی بڑی خوشی بادشاہ کو ہو تو وہ غلاف بدلا جاتا ہے صحن مسجد کے اندر ایک اور مربع عمارت ہی جو اوس چشمے پر بنی ہوئی ہے جہان از روے اخبار عرب فرشتے نے دستوفت پانی کی دہار جاری کی ہے جب کہ حضرت حاجرہ رضہ نے

حضرت اسمعیل علیہ السلام کو پیاس سے مرتے ہوئے دیکھکر اپنا منہ چھپا لیا تھا یعنی چاہ زمزم ۔ موزخین عرب مکہ کی مردم شماری ایک لاکھ نفوس بتاتے ہین لیکن برک ہارٹ کے تخمینے مین اس وقت بیس ہزار سے زیادہ نہین ہی مگر اب مکہ معظمہ کی مردم شماری کا تخمینہ چار لاکھ پچاس ہزار کا ہے صرف انگریز ایک لاکھ بتاتے ہین ہندی پچاس ہزار نفر ہین یہ مردم شماری اتابک روم و روس کے وقت کی ہی فی الحال اس سے زیادہ ہے **ذکر تعمیر خانہ کعبہ مکرمہ** زاد اللہ تعظیماً و تشریفاً روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ کعبہ معظمہ کی بنیاد ابراہیمی بنا ثانی ہے اس سے پہلے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام نے اسی مقام پر کعبہ تعمیر کیا تھا اور وہ ٹھیک **بیت المعمور** کے سامنے تھا کہ جو ساتوین آسمان پر ہے اور ملائکہ علیہم السلام کی مسجد ہے سفر اچلکے بیا نمین اس کی کیفیت مفصل تحریر ہوگی وہ عمارت حضرت **نوح** علی نبینا و علیہ السلام کے زمانہ تک قایم تھی مگر طوفان نوح کے زمانہ مین وہ عمارت قایم نرہی لیکن حجر اسود حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جبل ابو قبیس مین جو خانہ کعبہ کے سامنے ہی امانتاً رکھدیا تھا جب طوفان فرو ہوگیا تو بجائے کعبہ شریف کی عمارت کی ایک بلند ٹیلہ سرخ رنگ نمودار تھا جب **بار ثانی** حضرت سیدنا **ابراہیم** علی نبینا و علیہ السلام کو اس کی بنانیکا حکم پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور سے پہونچا تو وہی بنیاد سابق پر بنیاد قایم کیگئی اور آپنے حضرت سیدنا اسمٰعیل علی نبینا و علیہ السلام فرزند اکبر کی مدد سے یہ عمارت بناکر تیار کی حضرت اسمٰعیل پتھر لاتے تھے اور آپ تعمیر کا کام کرتے تھے ایک بہشتی پتھر آپکے زیر قدم تھا وہ بحکم اللہ تعالیٰ شانہ ضرورت کے موافق اونچا نیچا ہوتا رہتا تھا اُسی پتھر کو **مقام ابراہیم** کہتے ہین **حدیث** مین وارد ہے کہ جسوقت بعد تعمیر خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے پکارنے کے لئے پروردگار کا حکم پہنچا تو آپنے اُسی پتھر پر کھڑے ہوکر ندا کی تو یہ پتھر اتنا اونچا ہوا کہ سب پہاڑون سے اونچا ہوگیا تھا اور اللہ تعالیٰ شانہ نے آپکی آواز عالم ارواح تک پہنچادی پس جسنے اس آواز کو سنکر لبیک کہا ہے وہ ضرور حج سے مشرف ہوگا **بیہقی** نے اپنی سنن مین روایت کیا ہی کہ مقام ابراہیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی زمانہ مبارک اور حضرت خلیفہ اول **ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ کی عہد مین متصل خانہ کعبہ کا تھا مگر حضرت **عمر فاروق** رضی اللہ عنہ

رضی اللہ تعالے عنہ نے بسبب تنگی مطاف اُس کو وہان سے اُٹھاکر پہلی حد مطاف کی جگہہ پر کہدیا کہ ابتک وہین موجود ہی غرۂ ذیقعد کو خانہ کعبہ کی بنیاد شروع ہوئی تہی اور چبیسوین کو تمام ہوئی۔

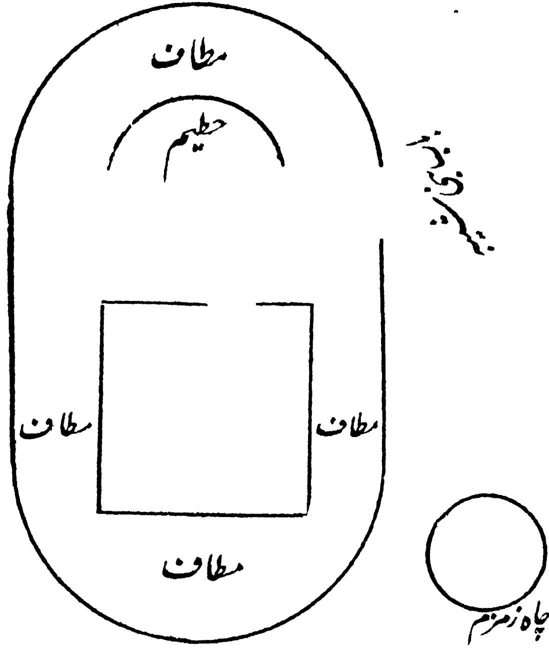
شکل خانہ کعبہ



یعنی طول مین رکن شرقی سے کہ جسمین حجر اسود نصب ہے تا رکن شمالی تیئیس ۲۳ گز ہے اور رکن یمانی جنوبی سے تا رکن عراقی اکتیس گز ہے اور عرض مین رکن شرقی سے تا رکن جنوبی بیس ۲۰ گز ہے اور رکن غربی سے تا رکن شمالی بائیس ۲۲ گز ہے سب ہیئت مجموعی مستطیل نہ عرض کے دونون سرے برابر ہین نہ طول ہی کے اور بلندی اُسکی نو گز تہی اور دروازے کی کچہہ کرسی نہتی اور حجر اسود ڈیڑہ گز کی بلندی پر شرقی گوشہ مین باہر کیطرف ایک طاق مین لگایا کہ یہ عمارت بنائی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تہی مدت تک رہی جب ایک پہاڑی نالہ برسات مین بہت زور سے آیا تو وہ عمارت گر گئی مرتبہ سویم بنی جرہم نے کہ عرب کا ایک قبیلہ ہی اُسکو اُسیطور سے تعمیر کیا جب وہ بہی گر گئی مرتبہ چہارم قوم عمالیق نے کہ ایک قبیلہ بنی حمیر کا تہا اُسیطور سے بنایا اُس کے بعد جب وہ عمارت بہی گر گئی تو مرتبہ چہارم قصی بنی کلاب نے اُسکو بنایا اور اُسپر سیاہ غلاف ڈالا یہ عمارت یہانتک

رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عمر شریف دس بارہ برس کی ہوگی اوسوقت ایک عورت پردہ کعبہ کے پاس بخور روشن کرتی تہی کہ پردہ مین آگ لگ گئی اور تمام عمارت جل گئی **مرتبہ ششم** اہل قریش نے کعبہ کو بنایا اور اوسمین کئی تصرف کردئے **اول** یہہ کہ چہہ گز زمین چہوڑکر دیوار غربی یعنی رکن عراقی وشامی کے اوٹہائی کہ بدرشدہ زمین اب **حطیم** کے نام سے مشہور ہے اور اوسمین اسیقدر زمین بطور نصف دائرے کے مطاف مین سے لیکر شامل کردی گئی ہے کہ اسکے شامل ہوجانے سے وہ کل زمین بشکل قوس ہوگئی ہے مگر جہان تک کہ وہ سیدہی مقابل دیوارہای شرقی وجنوبی نقشہ سے معلوم ہو اوسقدر زمین اصلی خانہ کعبہ کی سمجہی جائے اور جہان سے کہ خم اوسکو ہوتا گیا ہے اوتنی زمین مطاف کی تصور کی جائے چنانچہ احادیث مین وارد ہوا ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ بنایا اور مال حلال اتنی جگہہ مین داخل کرنے کو کافی نہوا تو اتنی زمین کو باہر رکہا اور مطاف کی زمین کو اوسمین شامل کرلینے کا یہہ لکہا ہے کہ بیت المال کے رکہنے کو کوئی پاکیزہ جگہہ نتہی لہذا اتنی ہی زمین اسمین بطور نصف دائرے کے شامل کرکے اوسکے گرد چہوٹی چہوٹی دیوارین بنادین اور دو دروازے آمنے سامنے قریب دیوار خانہ کعبہ کے آمد ورفت کی واسطے بنادئے **دوم** یہہ ہے کہ پہلے دروازہ خانہ کعبہ کا زمین کے برابر تہا اور اب چوکہٹ دروازے کی تخمیناً دو گز اونچی لگادی اور اسیقدر بہرت زمین کا کردیا **سوم** خانہ کعبہ کے اندر ستون لکڑی کے قایم کردئے یعنی پہلے وہ بطور ایک وسیع کمرے کے تہا اور اب دالان در دالان ہوگیا **چہارم** دیوارون کو دوچند بلند کردیا **پنجم** اندر خانہ کعبہ کے رکن شامی کے قریب چہت پر چڑہنے کے لئے زینہ بنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک بار حضرت **ام المومنین عایشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا تہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مین کعبہ کو پہر بنا ابراہیم علیہ السلام پر بناؤن اور دروازہ زمین سے ملادون اور دو دروازے رکہون تاکہ ایک سے لوگ داخل ہوا کرین اور دوسرے سے خارج مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دنیا سے تشریف لیگئے اور وہ ارادہ پورا نہونے پایا اوس وقت صورت خانہ کعبہ کی یہہ تہی۔

نقشہ خانہ کعبہ شریف



اور یہی صورت تا عہد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قایم رہی یعنی دائرہ مطاف حد حرم تہا اور آمد و رفت باب بنی شیبہ سے تہی اور اب اسیکا نام **باب السّلام** ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپنے ۱۷ہجری مین جو مکانات لوگونکے مطاف کے گرد تہے مول لیکر وقف کر دئے اور انکو مسمار کراکر حرم مبارک کا صحن بڑہا دیا کہ اُسکی وسعت ہر چہار طرف مطاف کے بقدر مطاف کے ہے اور گرد اُسکے دیوار کچھ قد آدم سے نیچی بنائی اور اُسپر چراغ رکہے پس اول دیوار مسجد الحرام کی حضرت عمر فاروق رضی نے بنائی جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ خلیفہ ہوئے تو آپنے بہی ۲۶ ہجری مین بہت مکان حرم شریف کے آس پاس کے خرید لئے اور وقف کرکے حرم شریف کا صحن اور بڑہا دیا اور وہ دیوار توڑکر ازاد شدہ صحن کے گرد دیوار بنائی **مرتبہ ہفتم** جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مین وہ حدیث کہ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اپنی

خانہ صاحبہ یعنی حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ارادے کو پورا کردیا یعنی بدستور قدیم خانہ کعبہ کو بنایا اور زمین حطیم کے اندر خانہ کعبہ کے بیئے لے لی اور دو دروازے حسب منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے برابر زمین کے رکھے اور بہرت کو نکالدیا اس تعمیر سے ۲۷ رجب سنہ ۶۴ ہجری مین فراغت پائی اور نیز مکان گردپیش حرم کے خرید کرکے مسجد الحرام مین داخل کردئے یہانتک کہ ایک گہر ازرق کا دس ہزار دینار سے زیادہ مین لیا تہا مرتبہ ششم اسکے تہوڑے دن بعد بنی امیہ کا دور دورا ہوگیا تو حجاج بن یوسف نائب عبدالملک بن مروان کو عبداللہ بن زبیر کی تعمیر ناپسند ہوئی اونے خانہ کعبہ کو گراکے پہر بنا قریش پر بنایا اور صرف ایک دروازہ شرقی جانب مین رکہا اور اندر سے قد آدم بہرت کرکے اونچا دروازہ لگایا اور چہت چوب ساج کی بنائی اور کیواڑ بہی ساج ہی کے تختون کے لگائے اور وہ ٹکڑا زمین کا طولانی جانب سے جسکو حطیم کہتے ہین اوسیطرح باہر رکہا یہہ تعمیر سنہ ۷۴ ہجری مین ہوئی مگر حد حرم کو نہین ڈہایا بعض مورخ کہتے ہین کہ حجاج نے کل تعمیر کو نہین گرایا صرف عبداللہ ابن زبیر کے تصرفات مین اصلاح کی پہر ابن عباس کے عہد مین ہارون رشید نے قصد کیا کہ بنا عبداللہ بن زبیر پر کعبہ کو بنائے مگر علما نے منع کیا کہ بار بار گرانا اور بنانا بادشاہون کا کہیل ہوجائیگا بعد اسکے ولید بن عبدالملک نے صحن کو بڑہایا۔ پہر ابو جعفر منصور نے دو بار صحن کو بڑہایا ایک مرتبہ سنہ ۱۶۰ ہجری مین اور دوسری بار سنہ ۱۶۷ ہجری مین شروع کیا اور سنہ ۱۶۹ ہجری مین تمام کیا اور اوسی برس مین اونے انتقال بہی کیا اور اس کام مین اونے بہت مال خرچ کیا حتی کہ ایک ایک گز زمین کی خرید مین پچیس ۲۵ دینار صرف کیئے اسکے بعد معتضد عباسی نے اوسکے صحن کو زیادہ کیا اور دار الندوہ کو ایک محلہ کا نام تہا داخل حدود حرم کیا اور حد ابرادہی پر ایک دروازہ قایم کیا جسکا نام باب الزیادہ رکہا غرضکہ وہ بنا حجاج بن یوسف تا عہد سلطان مراد خان بن سلطان احمد خان سلطان روم قایم رہی اور شاہان اسلام اوسی عمارت کی مرمت کرتے رہے۔ اور جو جو مکانات شروع سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت لا ملاتے آتے رہے وہ بعد

خرید و وقف ہو کر صحن حرم شریف مین داخل ہوتے گئے کہ جس سے حرم کی حدود بڑہتی رہین اور مکانات ستون و سقف ہائے چوبی سے حاشئے صحن پر بنتے رہے ۔ مرتبہ نہم عہد سلطان مراد خان اول مین باب ابراہیم کے قریب ایک مکان رباط مین آگ لگی اور اُسی رباط کی آگ سے حرم شریف کی چہت مین آگ لگ گئی اور اُس نے تمام حرم کے حلقہ کو جلا دیا تو سلطان مراد خان نے از سر نو تعمیر حرم شریف کی کی اور چونکہ عمارت خانہ کعبہ بہی بہت پرانی ہو گئی تہی لہٰذا اُس کو بہی بصراحت ذیل بنوایا۔

ذکر تعمیر جدید خاص خانہ کعبہ

سوائے اُس گوشہ کے جس مین حجر اسود لگا ہوا ہے سب کو گرا کر پہر از سر نو موافق بنائے حجاج کے اُسی طور سے خانہ کعبہ کو بنایا اور اندر فرش سنگ مرمر کا بچہایا اور اندر کی دیوارون مین بہی لگایا مگر معلوم نہین کہ سراسر اُن مین سنگ مرمر لگا ہے یا نہین ڈیڑہ ڈیڑہ گز جہانتک کہ نظر آتا ہے کیونکہ چہت گیری نہایت پارچہ بیش بہا کی سرخ رنگ جو چہت مین لگی ہے وہ اُس قدر چارون طرف دیوارون پر نیچے کو لٹکی ہوئی ہے کہ سب دیوارین ڈہکی ہوئی ہین صرف ڈیڑہ ڈیڑہ گز دیوارین نیچے کو کہلی ہوئی ہین اور اخیر مین اُس کے جہالر ایک ایک بالشت لمبا لٹک رہا ہے جہانتک جہالر ہے اُس کے نیچے جو دیوارین کہلی ہین اُنہین سنگ مرمر نصب ہے اور اُنہین آیات قرآنی نہایت خوش خط کندہ ہین ۔ ایک مقام پر مجہے سلطان مراد خان کا نام بہی لکہا ہوا نظر آیا مگر مین نے آنکہین نیچی کر لین اور عبارت پڑہنے کی نوبت نہ آئی ۔

ذکر داخلی و ستون اندرونی خانہ کعبہ

عام داخلی خانہ کعبہ کی سال بہر مین پانچ مرتبہ ہوتی ہے ہو داخلی مین دو روز مقرر ہین ایک دن مردون کے لئے اور ایک دن عورتون کے لئے ۔ محرم شریف کی نہم اور یازدہم پہلی تاریخ

مردون کے واسطے اور دوسری تاریخ عورتون کے لئے دوسری داخلی ربیع الاول مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت کی عید کی خوشی مین دوازدہم ۱۲ اور سیزدہم ۱۳ وہی پہلی تاریخ مردون کے لئے اور دوسری تاریخ عورتون کے لئے تیسری داخلی رجب شریف مین حضرت کی معراج کی خوشی کی عید ہے بست وہفتم اور بست وہشتم چوتھی شعبان المعظم مین یہ شب برات کی خوشی کی عید ہے پنجم وششم شعبان پانچوین آخری جمعہ وشنبہ رمضان المبارک یہ الوداع رمضان کے لئے مکہ معظمہ کی عیدین یہی ہین ان روزون مین جملہ ساکنان مکہ معظمہ کہانے اور پینے اور فرش فروشمین بڑا تکلف کرتے ہین عمدہ عمدہ کپڑے پہنکر حرم شریف مین آتے ہین اور اُسوقت ایسا ہجوم ہوتا ہے کہ حرم شریف مین دو قدم چلنا دشوار ہوتا ہے اگر کوئی گر پڑے تو اُس ہجوم مین اُسکا اُٹھنا مشکل ہوتا ہے اگر کمزور آدمی ہو تو مرجائے تمام خواجہ سرا بڑی چھڑیان ہاتھ مین لئے انتظام کرتے پھرتے ہین کہ کوئی آدمی دبکر مرنجائے مغرب کی قریب حنفی مصلے کی پشت پر عمدہ عمدہ فرش بچھائے جاتے ہین اور شیشہ آلات کی روشنی نہایت تکلف سے کیجاتی ہے اور جناب شریف اور پاشا اور تمام اراکین شہر اور افسران فوج دولت عثمانیہ وہان آکر بیٹھتے ہین اور تمام شہر مکہ کے لوگ انکو دیکھنے آتے ہین اور نماز مغرب وہین پڑہتے ہین اس روز بازار مکہ معظمہ مین جلیبیان جسے مشبک کہتے ہین نہایت افراط کے ساتھ بکتی ہین اور ہر آدمی اپنی حیثیت کے موافق جلیبیان بازار سے خرید کر گھر مین لاتا ہے اور سب بال بچے ملکر کھاتے ہین اور اپنے عزیز واقارب کو تقسیم کرتے ہین داخلی خانہ کعبہ کی ہمیشہ صبح کو بتعین میعاد گھنٹون کے ہوتی ہے جو وقت دیاجاتا ہے اُس سے ایک دقیقہ بھی کم وبیش نہین ہوتا وہان دو سیڑہیان مین ایک چاندی کی ہے جسمین چاندی کے پتر جڑے ہین اور نقش ونگار بنے ہوئے ہین یہ عورات کے استعمال کے لئے ہین اور ایک سیاہ آبنوس کی ہے یہ مردون کیواسطے یہ سیاہ زینہ پہلے کسی ہندوستان کے نواب نے نذر کیا تھا اور یہ نقرئی کلب علیخان مرحوم نواب رامپور کی نذر کی ہوئی ہے داخلی خانہ کعبہ کے واسطے کسی خاص لباس کی ضرورت نہین ہے جو لباس پہنے ہو اسی سے ہوسکتی ہے مگر داخلی روضہ محبوب خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے وہی لباس مخصوص ہے جو غلامون کا ہوتا ہے اگر سلطان
روم بھی روضہ محبوب خدا مین حاضر ہونگے تو غلامون کے لباس مین حاضر ہونگے چنانچہ اِس فقیر
کاتب الحروف نے خانہ کعبہ کی داخلی کی تھی صبح کی نماز کے بعد حاضر ہوا تھا تمام دن وہین حاضر
رہا مگر ادب سے نگاہ اونچی نہ کرسکا دو ستون صندل کے وہان دیکھے اُن سے لپٹ کر وہان دعا
کرتے ہین اور دروازے سے داخل ہونے پر دہنے ہاتھ کو کعبہ معظمہ کا زینہ ہے جسے عام لوگ توبہ کی
کوٹھری کہتے ہین وہان بھی جاکر دعا کرتے ہین اور توبہ استغفار کرتے ہین شیبی جو کلید بردار خانہ کعبہ
ہین اُنکا آدمی وہان حاضر رہتا ہی میرے مطوف مرحوم ہاشم شیخ نے مجھسے یہ داخلی کرائی تھی مین یہانکا
مفصل حال بیان نہین کرسکتا اسلیئے کہ مین نے ادہر اُدہر نہین دیکھا شیبی ان کلید برداروں
کا ابوالآبا ہی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عہد مین تھا جب حضور پرنور نے مکہ معظمہ
کو فتح کیا ہے تو خانہ کعبہ کی کلید اُس سے لیلی اور تھوڑی دیر اپنے پاس رکھکر پھر اُسے واپس کیا اور
فرمایا کہ مین کسی کا حق تلف نکرونگا اب جتنے کلید بردار ہوتے آئے یہ سب اُسکی اولاد سے ہین
اور شیبی کہلاتے ہین یہ بڑے مالدار ہین دور دور سے اِنکے واسطے تحفجات آتے ہین۔ مگر
اِنتظام ملک مین ان کو کچھ دخل نہین ہے اور شریف صاحب وہ تو سندی آلرسول ہین
مین حضرت سیدنا امام حسن علیہ السّلام کی اولاد سے ہین **ذکر تنخواہ شریف صاحب**
اصلی تنخواہ شریف صاحب کی بمالت مستقلی جیب خرچ کے نام سے ایک لاکھ **قرش نقرہ**
ماہانہ ہین کہ جسکو صاغ کہتے ہین اور آٹھ قرش کا ایک روپیہ سکہ حال مروجہ ہوتا ہے جس کے ساڑھے
بارہ ہزار روپیہ ہوئے اور جبتک یہ قایم مقام رہین گے تو اسی ہزار قرش جس کے دسہزار روپیہ
ہوتے ہین ماہانہ پائین گے اور خلعت بے بہا نہایت اعلے درجہ کا حج سے قبل ہر سال **باب
عالی** سے آتا ہے اُس خلعت مین گھوڑا ناقہ وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے اور **اردب**
اِس خلعت اور تنخواہ کے علاوہ ہے اردب کا نام پورب مین سیدہا اور پچھان کی ریاستو نمین
پیٹیا یعنی کچی جنس چاول گیہون گوشت گھی نمک مسالہ گھوڑون کا دانہ چارا سب سرکاری ہے

ملازمان اردلی کی وردی وغیرہ بھی سب سلطانی ہے اِن سب کا مجموعہ چالیس ہزار روپیہ ماہواری ہوتا ہے اور اکثر فوج قوم بدو سے جس کا نام یشی ہے اور اکثر شکل اس قوم کی ہیئت اور رنگ مین مثل غلامان سودان کے ہے نوکر ہین تنخواہ ان کی سلطان الکرم کے حضور سے ملتی ہی اور یہ سب فوج سانڈنی سوار ہے اور بندوق اور جنبیہ اور چھوٹی سی لوہے کی برچھی اور بعض سپاہیون کے پاس طپنچہ کی جوڑی بھی تبور مین رہتی ہے بدؤن مین یہ اچھی قوم ہے اور ان کی قوم بہت بڑی ہے۔ حضرت سلطان المعظم خلداللہ ملکہ کو فوج کی ضرورت ہو تو جسے ارنوط کہتے ہین اُن کی شجاعت اور قواعد دانی مشہور ہے یہ فوج شریف کی بھی گو قواعد دان ویسی نہین ہے مگر بہادری مین اُن سے کم نہین ہے اگر حضرت سلطان المعظم خلداللہ ملکہ کو فوج کی ضرورت ہو تو شریف صاحب باقاعدہ فوج انہین لوگون کی بیس ہزار تک بآسانی جمع کر کے نذر کر سکتے ہین اور اس فوج کو جو بطور معاونت جمع کیجاتی ہے صرف کھانا دینا کافی ہے مگر ان کے سردارون کو بہ طور خلعت کچھ لباس وغیرہ دیا جاتا ہے اور مختصر شریف کی سلامی اکتالیس[۴۱] توپ مین ہیں اور قایم مقام کی اکیس[۲۱] توپ مین۔

ذکر اولاد شریف صاحب

جو لڑکا شریف صاحب کے گھر مین پیدا ہوتا ہے روز پیدائش سے اُس کی تنخواہ مقرر ہو جاتی ہی اور وہ تنخواہ بہ حیثیت عمر بڑھتی جاتی ہے اور جب یہ بالغ اور تعلیم یافتہ ہو جاتے ہین تو اِن کو عہدہ ہائے سلطانی بھی ملتے ہین اور تنخواہین بیش قرار ہوتی ہین اور وہ تنخواہ جو زمانہ طفولیت کی ہے اب بند ہو جاتی ہے اشراف مکہ مین سے شریف عبدالمطلب بڑے بیدار مغز تھے انکا رعب عرب مین سب شریفون سے زیادہ تھا عمر بھی انکی بہت تھی مکہ معظمہ مین یہ نقل اُن کی مشہور ہے کہ اُنکے بیٹے نے کوئی امر اُن کی مرضی کے خلاف کیا اُسکا تعلق ملکی اُمور سے تھا یہ اِن کو ناگوار ہوا شاید کسی سی کچھ رشوت لی تھی اِنھون نے اپنے غلام کی معرفت کہلا بھیجا کہ مین صبح کو تمجھ سے سمجھ لون گا اُس لڑکے پر اتنا رعب غالب ہوا کہ رات ہی کو اُسکا دم نکل گیا صبح کو جب ان کو خبر ہوئی تو صرف حکم دیدیا کہ اُسکو

دفن کرو نماز تک اُس کے جنازے کی نہ پڑھی بالفعل جو شریف مکہ مین اِن کا نام نامی شریف عون ہے میری سطوف سید ہاشم شیخ سے اور ان سے بہت ربط تھا اُنکی معرفت مین اِنسے ملاہون نہایت خلیق ہین مگر بسبب اُنکا کہتا ہے کہ ملکی معاملات کا درک کم ہے لیکن سید عثمان نوری پاشا جو اُس وقت مکہ معظمہ کا فوجی بلملے افسر تھا نہایت دانشمند اور ذکی و ذہین اور ملکی معاملات کے دقایق سمجھنے والا ہے۔ یہ جملہ معترضہ تھا۔ عبد المطلب سے جابر شریف کو گرفتار کرنا اسی کا کام تھا صحن حرم شریف مین دو عمارتین تھین ایک تو گھڑی رکھنے کا قبہ تھا اور دوسرا نقہ کی کتابون کا کتب خانہ اِس نے اُن کو توڑنا چاہا اس خیال سے کہ حرم مکہ مین یہ دو عمارتین صحن کے حسن مین بدنما معلوم ہوتی ہین۔ اِس نے خود یہ حجت قایم کی کہ جو لوگ اِن عمارتون کی پشت پر نماز پڑھتے ہین وہ خانہ کعبہ کو نہین دیکھہ سکتے حالانکہ خانہ کعبہ پر نظر کرنا عبادت ہے جملہ علماء اور ارکین مکہ نے اِس حجت کو قبول کر لیا اور وہ دونون مکان توڑ دئے گئے بس صحن حرم شریف کا بہت بڑہ گیا اور حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصلے کو بہی اس قابلیت سے دوسری جگہہ منتقل کیا کہ مفتیان حنبلی کو یہ حجت ماننی ہی پڑی اُس نے سب کو دکہا دیا کہ یہ مصلے خانہ کعبہ کی چوتہی سمت کے محاذی نہین ہے جب سبہون نے آنکھون سے دیکھہ لیا ساکت ہو گئے اُس نے اُس جگہہ مصلے کو منہدم کر کے چوتہی سمت کے سامنے از سر نو تعمیر کرا دیا شریف عون صاحب سے اور سید عثمان نوری پاشا سے کچھہ سابقہ رنجش ہے جس کا بیان یہان مصلحت نہین شریف صاحب مکہ روٹھکر مدینے چلے گئے اور وہان سے سلطان کے حضور مین درخواست پیش کی کہ جبتک سید عثمان نوری پاشا مکہ مین رہین گے مین وہان نجاؤنگا سلطان نے اِن کی مصالحت کے واسطے دو وزیرون کو بہیجا مگر یہ شریف صاحب صلح پر رضامند نہ ہوئے آخر کو حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ نے جو اپنے آپ کو سیدون کا غلام سمجھے ہوئے ہین شریف صاحب کی ہٹ قایم رکہی اور سید عثمان نوری پاشا کو حلب مین بدل دیا اور وہان جمیل پاشا تھے اُن کو مکہ معظمہ مین بلایا یہ پاشا جب مکہ معظمہ مین آئے تو اپنے ساتھہ کچھہ اور فوج بہی لائے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا یہانپر اصل تحریر تو عمارت خانہ کعبہ کی ہے اُس طرف متوجہ ہوتا ہون خانہ کعبہ کے اندر دو ستون بہت سطبر اور منقش

اور بلندیت چوب صندل کے ہین زمین سے تا سقف خانہ کعبہ قایم کیئے ہین یہ میرا مشاہدہ نہین ہے داخلی کے وقت مجھے اتنا افاقہ کہان تھا کہ مین ان امور کی تحقیقات کرتا مین نے اپنے مکرم دوست منشی برکت علی صاحب سابق سرشتہ دار کمشنری بنارس کے سفرنامہ رہبر حجاج سے ان امور کی تحقیق کی ہے اور اسکے سوا اور مدد بھی مین نے لی ہی مین نے انکی تصنیف کو بوجہ اتحاد اپنی تصنیف سمجھکر یہ مبادرت کی ہے۔

ذکر چارون مصلون کا

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے اتّبعوا سواد الاعظم۔ یعنی جب تم کسی دینی بات مین اختلاف ہو تو تم باخود ہا ایک انجمن قایم کرو اور اُسمین علماء سے مشورہ طلب کرو پس جسطرف علماء کی بڑی جماعت ہو اُسکی پیروی کرو چنانچہ جب تابعین کے عہد مین جو خیر القرون مین شمار کیا جاتا تھا نئے نئے حادثات پیش آنے لگے اور بابت مسائل دینیہ کی بہت کچھ اختلافات پیدا ہوگئے اُسوقت تک بنیاد مذاہب اربعہ کی نہ پڑی تھی اب اسکی اشد ضرورت ہوئی غرضکہ تمام مسلمانون نے جمع ہوکر اپنے اپنے اساتذہ کیطرف ایک نسبت قایم کرلی اور انہین چارون مذہب پر انحصار ہوگیا اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حادثات اور آفات سے محفوظ رہا اور ان چارونین ایسا اتحاد ہوگیا کہ ایکدوسرے کے پیچھے بے تکلف نماز پڑھنے لگا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ دونون مقام مرکز اسلام ہین تمام مسلمانون کے مرجع اور ماوے یہی پاک مقام ہین ان دونون مقامونمین یہ چارون مصلے قایم ہوگئے پس انصاف یہ ہی کہ جہان بھر کے مسلمانون کو سرجھکا کر اس انتظام کو مان لینا چاہیئے اور آخر سیکڑون برس تک دیا اسلام مین ان مصلونکی نسبت رضامندی کا سکوت رہا ہندوستانمین تقریباً آٹھ سو برس تک سلطنت کا سلسلہ محمود غزنوی سے لیکر تا آخر زمانہ شاہان تیموریہ قایم رہا کچھ جھگڑا نہ تھا جدھر دیکھیئے مقلد ہی مقلد تھے ہندوستان پنجاب افغانستان روم مصر ہرجگہ حنفیونہی کا دور تھا اور اب بھی ہی ہان مستثنا چند انفار کی پس جبتک علوم ظاہری و شرع پاک انفاس حضرات

کے دلون مین تھا اُن کو اپنی شخصیت اور شیخی پر نظر نہ تھی ایکبار جو علوم اُردو فارسی زبانون مین ترجمہ ہوکر شائع ہوئے پس پھر کیا تھا ہر گھر مین علم انانیت کا بلند ہو گیا اور جھگڑے اور فساد ہونے لگے اور اب یہ حضرات ارشاد فرماتے ہین کہ تم ہم کو چھیڑتے ہو ان سے کوئی یہ تو پوچھے کہ کہ پہلے ہندوستان مین مقلد تھے یا غیر مقلد۔ بنائے فساد تو تم نے قایم کی اور تہمت ہمارے سر رکھتے ہو اور بڑا ثبوت ہمارے پاس اس کا یہ ہے کہ جو مقامات اسلامی ہین اور جو مرکز اسلام ہین وہان ہم زیادہ ہین یا آپ جہان کے علماء کی سند کی بغیر اسلام کی کوئی بات قایم نہین ہو سکتی۔ آپ کہتے ہین ہمین اُن کی سند کی ضرورت نہین تو ہم کفرستان کے رہنے والون کی سند کیون ماننے لگے اب مین مکہ معظمہ کے چارون مصلون کا ذکر کرتا ہون۔

اوّل مصلّے حنفی

حطیم کی طرف دو منزلہ ہے یہ حضرت امام **ابوحنیفہ** رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے جنکی ولادت ۸۰ھ ہجری مین بمقام کوفہ ہوئی تھی انکا نام نامی و اسم گرامی **نعمان** ہے اور ابوحنیفہ کنیت ہے اور یہ ثابت کے بیٹے تھے جو کسرےٰ شاہ ایران کی نسل سے تھے کتاب مفتاح السعادت مین ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت امام ابوحنیفہ کی والدہ صاحبہ سے نکاح کیا تھا اس لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے امام صاحب کے سایۂ شفقت مین پرورش پائی اور انہین سے دنیا اور آخرت کے علم سیکھے **ابن خلکان** نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ کے عہد مین چار صحابی موجود تھے حضرت انس بصرہ مین اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ کوفہ مین اور سہیل بن سعد ساعدی مدینہ مین اور ابوطفیل عامر بن واثلہ مکہ مین اور انس بن مالک کو آپنے دیکھا ہے جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد مین ذکر کیا ہے حضرت **امام اعظم** رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سے علما تابعین سے علم حاصل کیا تھا اور پھر آپکے شاگردون مین سیکڑون امام ہین منجملہ اُن کے **عبداللہ** بن مبارک ہین جو امام بخاری کے اُستاد ہین اور **وکیع** جو امام

شافعی کے اُستاد ہین اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ وغیرہم اور امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے پچپن
حج کیئے اور چالیس ۴۰ برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی اور تہجد مین ایک ختم قرآن
کا کرتے تہے اور شب کو اللہ کی محبت مین اس قدر روتے تہے کہ اُن کے ہمسایون کو اُنپہ
رحم آتا تہا میر امشاہدہ بعض حضرات یہ ارشاد فرماتے ہین کہ مقلدون نے اپنے امام ابو حنیفہ
کی ایسی تعریف کی ہے جو عقلاً محال ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی چالیس ۴۰ برس تک
عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑہے مین انکی خدمت مین دست بستہ عرض کرتا ہون کہ ہم لوگ
دنیا کے آدمی ہین ہمارے صرف دو کام ہین کہانا اور سونا اس کے سوا تیسرا کام آتا ہی نہین تبہی تو
ہم کو یہ بات محالات سے معلوم ہوگی جن لوگون نے کبھی تہجد نہین پڑہی اُن کو یہی بات مشکل
معلوم ہوتی ہے کہ دو بجے رات کو آدمی خواب شیرین سے بیدار ہوکر تہجد پڑہے اور جو لوگ
کہ اسی کام کے واسطے پیدا ہوئے ہین اُن کو کیا دشوار ہے۔ فرشتے تو ہزارون برس سے
عبادت مین مصروف ہین نہ کہاتے ہین نہ پیتے ہین تو کیا اُن کی عبادت کا بھی انکار کیا جائیگا۔
یہ وہی لوگ ہین جو ملکوتی صفات حاصل کر چکے ہین ان کے لئے تو یہ عبادت ان کی طبعیت
ہوگئی ہے یہ خود عبادت نہین کرتے انکی طبیعت ان سے ایسی عبادت کراتی ہے۔
مدینہ طیبہ مین میرے ایک دوست تہے حافظ محمد سعید ترک چودہ ۱۴ برس سے تو اُنکا بھی یہی
معمول تہا کہ عشاء کی نماز کے بعد وہ مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین کہڑے ہوتے
اور صبح تک ایک ختم کلام اللہ شریف کا کر لیتے تہے اور دن کو اشراق پڑہ کر وہ آرام کرتے تہے
وہ نو بجے اُٹہہ بیٹہتے تہے پھر احباب کے ساتھ کہانا کہاتے تہے یہ معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ
مین ایسے بہت لوگ ہین کہ جنکا یہ معمول ہے کہ شب بیدار رہتے ہین اور صبح تک ایک ختم
کلام اللہ کا کر لیتے ہین اب مین اس بات کو کیونکر محالات سے سمجھون جب اس پرشور زمانہ
مین ایسے لوگ موجود ہین تو وہ تو خیر القرون کے لوگ تہے علامہ ابن حجر مکی نے روایت
کی ہے کہ حضرت نبی صلے اللہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۱۵۰ ہجری مین

دنیا کی زینت اُٹھ جائے گی جس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مراد ہے کیونکہ انکا انتقال سنہ ۱۵۰ ہجری مین ہوا ہے آپنے سجدہ کی حالت مین انتقال فرمایا اور پچاس ہزار آدمیون نے جس مین بڑی جماعت علماء اور اولیاء اللہ کی تھی آپکے جنازے کی نماز پڑھی اور بیس روز تک لوگ ان کی قبر پر آتے تھے اور نماز جنازہ پڑھ جاتے تھے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اوائل عمر مین خواب دیکھا تھا کہ مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اُستخوان مبارک سمیٹ کر سینہ سے لگا رہا ہون اس کی تعبیر ابن سیرین سے پوچھنے کے لئے کسی کو بھیجا ابن سیرین نے کہا کہ یہ شخص علم دین ایسا حاصل کریگا کہ جس کا کوئی مثل نہ ہوگا ابن سیرین بڑے جلیل القدر تابعی ہین انکو تعبیر خواب مین کمال تھا۔

دوسرا مالکی مصلّے

جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے امام مالک بن انس بن مالک بن عامر اصبحی مدینہ منورہ مین سنہ ۹۵ ہجری مین پیدا ہوئے بروایتے سنہ ۹۰ ہجری مین یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہین ان کے علم و فضل کا شہرہ دنیا مین پھیل گیا تھا ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگ اونٹون پر سوار ہو کر علم کی تلاش مین انکے سینے کلیجے خون کرینگے مگر علماء مدینہ سے یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بشارت ہے یہ امام بخاری و مسلم وغیرہما کے اُستادون کے اُستاد ہین انہون نے بھی بہت سے علماء تابعین سے علم حاصل کیا تھا منجملہ اُن کے نافع ہین جو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین انکے بھی ہزارون علماء و فضلا شاگرد ہین منجملہ اُن کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہین انکی تصنیف حدیث مین سب سے اول ہے جس کو موطا کہتے ہین۔ انکی شب بیداری اور عبادت و ریاضت کی فضائل اسقدر ہین کہ اس مختصر مین انکی گنجایش ہو سکے انکی وفات مدینہ منورہ مین سنہ ۹ ہجری ماہ ربیع الاول مین ہوئی اور مزار جنت البقیع مین ہے یحییٰ اندلسی ان سے

موطا کے جامع مین یہ مدینہ سے حج کو نہین جاتے تھے کہ کہین مکہ معظمہ مین مر نجاؤن جب
عالم معاملات مین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اسکا ذمہ کر لیا کہ تم مدینہ ہی
مین مروگے تو حج کے لئے مدینہ سے نکلے ہماری نامہربان بہائی زیارت جو قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ وسلم کو ضروری نہین جانتے غالباً حضرت امام مالکؒ کی روح سے ناخوش ہون گے کہ
مدینہ کو انھون نے ایسا کیا سمجھا جو وہان مرنے کی اتنی تمنا کی رضی اللہ تعالے عنہ

تیسرا مصلّٰے امام شافعیؒ کا

یہ مصلّٰے چاہ زمزم کے پاس ہے جو امام شافعیؒ رحمتہ اللہ علیہ کے پیروون کے
واسطے بنا ہے حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی محمد بن ادریس بن العباس ہے شافعیؒ
ان کے بزرگون مین سے ایک شخص ہین یہ اُن کی طرف منسوب ہوگئے یہ ھاشمی ہین انکی
ولادت اُس روز ہوئی ہے کہ جس روز حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے وفات فرمائی
ان کا علم وفضل ہی جہان مین شہرہ آفاق ہے انکی ولادت شہر غزہ مین ہوئی ہے جو ملک
شام مین واقع ہے انکی والدہ ماجدہ سے حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ نے نکاح کر لیا تھا انھون
نے علم وفضل مین حضرت امام محمدؒ سے بہت کچھ فیض پایا ہے یہ بہی امام بخاریؒ اور مسلم کی
شیخ الحدیث ہین سیکڑون علماء اور فضلاء ان کے شاگرد ہین منجملہ اُن کے امام احمدؒ بن حنبل
ہین جو امام بخاریؒ کے اُستاد ہین ان کی عمر کا بڑا حصہ ملک مصر مین صرف ہوا ۲۰۴ھ ہجری مین
خاص مصر ہی مین وفات فرمائی اور وہین آپ کی قبر بہی ہے۔

چوتھا مصلّٰے حنبلی

یہ امام احمدؒ بن محمدؒ بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس مروزی کی طرف منسوب ہے
حنبل ان کے دادا ہین چونکہ وہ بہت مشہور تھے اس لئے اُن کی طرف منسوب ہوئے

ان کی ولادت ایک سو چونسٹھہ ۱۶۴ ہجری مین ہوئی یہ امام شافعیؒ اور ابن علیہ وغیرہ بڑے
بڑے مجتہدون کے شاگرد مین یہ چوتھے امام ہین امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ اور ابوداؤد وغیرہ
بڑے بڑے علماء ان کے شاگرد ہین ابوزرعہ رازی کا قول ہے کہ ان کو دس لاکھ حدیثین
یاد تھین انکی تصانیف مین سے مسند فن حدیث مین مشہور کتاب ہے۔ ان کے فضائل
زہد و تقوے و صبر و توکل احاطہ تحریر سے باہر ہین ایک ادنیٰ سی بات یہ ہے کہ خلیفہ عباس نے
قرآن کے مخلوق ہونے کے مسئلہ پر انکو مجبور کیا جب امام نے انکار کیا تو ہر روز ان کی پشت
مبارک پر کوڑے مارتا تہا ایک روز جو شکلین باندہ کر مارنا شروع کیا تو انکا تہہ بند گرنے لگا
انہون نے دعا کی کہ الہی حفظ ستر کا تو مالک ہے روایت کی ہے کہ غیب سے دو ہاتھ ظاہر ہوئے
اور انکا تہہ بند سنبھال دیا جب ان کے صدہا آدمی معتقد ہو گئے آپنے **بغداد شریف**
مین بماہ ربیع الاول ۲۴۱ھ ہجری مین رحلت فرمائی مورخین نے لکہا ہے کہ ان کے جنازے
پر لاکھون آدمی حاضر تھے جن لوگون نے یکے بعد دیگرے نماز پڑہی ان کے جنازے
کی یہ شوکت دیکہکر بہت سے غیر مذہب آدمی مسلمان ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ
مسلمان تھے اور زینت اسلام کی انکے دم سے تھی۔

ہر مصلے کی امام کی تعداد

ایک سو انتیس امام ان چارون مصلون کے واسطے ہین اور مکبرون کی جماعت اسکی علاوہ
ہے اور خطیب علحدہ ہین سب کی تنخواہین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے ہین اور تمام
خرچ حرمین شریفین کا جزی وکلی **سلطان روم** خلد اللہ ملکہ کے ذمہ ہے حنفی مصلے کے
امام چہتر ہین۔ امام شافعیؒ کے مصلے کے امام پینتیس ۳۵ ہین۔ امام مالکؒ کے مصلے کی امام پندرہ ۱۵
ہین۔ امام حنبلؒ کے مصلے کے چار امام ہین اور ہر امام کی تنخواہ پینتیس ۳۵ ریال ماہوار سے
اور علاوہ اس کے چار چار اردب یعنی سولہ سولہ من گندم سالانہ ملتے ہین۔

فضائل خاص خانہ کعبہ

روایت فقیہ ابو اللیث نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے کہ کعبہ شریف ستر ہزار فرشتون کے سایہ مین ہے کہ وہ فرشتے ہمیشہ بخشش چاہتے رہتے ہین اللہ تعالے شانہٗ سے طواف کرنے والون کے لئے اور رحمت بھیجتے ہین اور دعا کرتے ہین اُن کے حق مین روایت کی امام فاکہی نے حضرت امام حسن بصری رضی سے کہ نہین داخل ہوتا ہے کوئی کعبہ شریف مین مگر کہ داخل ہوتا ہے اللہ کی رحمت مین اور نہین باہر آتا حرم مبارک سے مگر مغفرت لیکر جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز فرشتے خانہ کعبہ کو دُلہن کیطرح آراستہ کرکے میدان قیامت مین لائین گے اور ایک دوسری روایت مین بھی وارد ہوا ہے کہ کعبہ شریف اُٹھایا جائیگا دُلہن کیطرح عشاق خدا کی آنکھون مین اسوقت بھی خانہ کعبہ دُلہن ہی بنکر نظر آرہا ہے لمؤلفہ

سیاہ پوش جو کعبہ کو قیس نے دیکھا ہوا نہ ضبط تو چلا اُٹھا کہ یا لیلے

فقیر کاتب الحروف جس وقت حرم محترم مین حاضر ہوا ہے تو آدھی رات کا وقت تھا اور شب ماہ تھی خانہ کعبہ کو سیاہ غلاف مین دیکھا اور ہزارون آدمی طواف مین تھے مین بلا مبالغہ یہ بات کہتا ہون کہ اُس وقت کا حسن خانہ کعبہ کا ابتک نہین بھولتا بے تکلف یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ لیلیٰ لباس سیاہ مین کھڑی ہوئی ہے اور یہ ہزار ہا مجنون ہین کہ نہین اس وقت اپنے تن بدن کا ہوش نہین ہے صدقے ہو رہے ہین مین بھی اُسی بیقراری کی حالت مین صدقے ہونے والون کے گروہ مین شامل ہوگیا پہلے طواف .... رخصت کرکے واجب الطواف کا دوگانہ مقام ابراہیم مین پڑہ رہا تھا کہ استغراغ

کی حالت پیدا ہوئی مجھے میرے مطوف باب عمرہ کے پاس لائے مین نے وہان استفراغ سے فرصت کی مجھے ایک بزرگ نے مبارکباد دی اور کہا کہ خوب جی بھر کے زمزم شریف پی لو تمہین پھر استفراغ ہوگا چنانچہ مین نے ویسا ہی کیا اور دوسرے طواف کے بعد واقعی پھر استفراغ ہوا انہین بزرگ نے باب العمرہ کے پاس لاکر استفراغ کرایا اور پھر مبارکباد کے جملے ادا کئے اور فرمایا کہ اللہ تعالے عزشانہ نے تمہارے دل کی شست و شو آب زمزم سے کی الحمد للہ علی احسانہ - یون ہی ایک روایت مین وارد ہے کہ قیامت مین خانہ کعبہ دلہن بناکر لایا جائے گا اور تمام زائرین جو اُس کے حقیقی مشتاق ہین اس کے پردون سے لگے ہوئے ہونگے یہانتک کہ وہ پاک دلہن اپنے عشاق کو اپنے ساتھ لئے ہوئے جنت مین داخل ہو جائے گی -

اُنکے فضائل جو کعبہ شریف پر نظر کرتے ہین

ابن ابی شیبہ اور ازرقی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ نظر کرنا کعبہ شریف کی طرف عبادت ہے بیہقی نے شعب الایمان مین اسے روایت کیا ہے - فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کہ ہر رات اور دن مین بیس ۲۰ رحمتین کعبہ شریف پر نظر کرنے والون کے لئے نازل ہوتی ہین - فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کہ پانچ چیزون کی طرف نظر کرنا عبادت ہے ایک تو قرآن مجید کو دیکھنا دوسرے کعبہ شریف کو دیکھنا تیسرے اپنے مان باپ کو دیکھنا - چوتھے عالم کے چہرے کو دیکھنا اور پانچوین زمزم کو دیکھنا - اور ایک روایت مین فاکہانی نے بیان کیا ہے - النظر الی وجہ علی عبادۃ

حجر اسود کے فضائل

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سُنا مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ و

اصحابہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ تحقیق حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یواقیت سے
دو یاقوت ہین محو کیا اللہ تعالے لشانہ نے نور ان دونون کا اور اگر نہ دور کرتا اللہ تعالے انکا
نور تو مغرب سے مشرق تک انہین کا نور ہوتا مین عرض کرتا ہون کہ شاہان روئے زمین
بھلا اس کو اس متبرک مقام پر کیون چھوڑتے دریائے نور اور کوہ طور دو ہیرے تھے ایک بادشاہ
سے دوسرے بادشاہ تک کس کس طریقہ سے پہنچے ہین چنانچہ انگریزون نے رنجیت سنگھ کی اولاد
سے لیا تھا وہ راجہ نابالغ تھا پھر نہ انکی سلطنت واپس ہوئی نہ وہ ہیرے ملے حضرت
ابن عباس رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
نے کہ اللہ تعالے لشانہ اٹھائیگا اسے اس حال مین کہ اس کے دو آنکھین ہونگی
اور زبان ہوگی کہ باتین کرے گا اور گواہی دے گا یہ اس کے لئے کہ جس نے اسے
بوسہ دیا ہوگا حق کے ساتھ محدث ہروی لکھتے ہین کہ جس نے حجر اسود کو صدق
دلسے بوسہ دیا تو وہ اس کی گواہی دیگا خیر کے ساتھ اور جس نے ہنسی یا مذاق کے ساتھ
اسے چوما تو نعوذ باللہ یہ گواہی دیگا اس کی اسی حالت کی روایت کی احمد اور حاکم نے
ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ حجر اسود اللہ
عزوجل کا داہنا ہاتھ ہے زمین پر کہ مصافحہ کرتا ہے اپنے بندون سے جس طرح کہ مصافحہ
کرتا ہے ایک تم مین سے اپنے بھائی سے اکابر اہل حدیث لکھتے ہین کہ حجر اسود کے
بوسہ دینے کے وقت آدمی ہیبت الہی کا تصور کرے اور نہایت ادب اور حضوری اور
زاری سے بوسہ دے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت مین ہے کہ
جس نے مسح کیا حجر اسود کا سوائے اس کے نہین کہ اس نے مسح کیا رحمن کے ہاتھ
کا جل جلالہ ف اہل حدیث لکھتے ہین کہ حاجی کو چاہیئے کہ دونون ہاتھ ادہر ادہر
حجر اسود کے رکھ کے بیچ مین منہ سے بوسہ دے اگر بغیر ایذا دینے کسی کے ممکن ہو۔
فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جس نے چھوا حجر اسود کو

تو نکلا وہ گناہون سے اس طرح پر جیسے وہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا مستحب ہے مُنہ اور پیشانی کا اُس پر رکھنا اور تین بار چومنا اور اگر بوسہ دینا بسبب کثرت طواف طواف کرنے والون کے ممکن نہ ہو تو ہاتھ کو اُسپر لگا کے چومے اور جو یہ بھی ممکن نہ ہو تو عصا کے اُس حصہ کو جسے ہاتھ سے پکڑتے ہین اُسمین لگا کے لسے چومے اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو دونون ہاتھ اُس کی طرف اُٹھا کر کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْمُصْطَفٰی اور یہ سمجھ کر گویا ان دونون ہاتھون سے مین نے اِس کو چھو لیا ہاتھون کو چومے۔

فصل رکن یمانی

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ چومنا رکن یمانی کا گناہون کو محو کرتا ہے روایت کیا احمد اور ابن حبّان نے **ف** اہل حدیث مسح رکن یمانی کا اس طور پر لکھتے ہین کہ حاجی دونون ہاتھ یا ایک ہاتھ سے اُسکو مس کرے اور اگر اژدحام ہو تو اُس کا بدلہ نہین ہے اشارہ وغیرہ سے جیسے بدلہ ہے حجر اسود کا چنانچہ اسی پر عمل ہے حضرت عطا ابن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ رکن یمانی کا بہت مسح کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ نہین آیا مین کبھی اس کے پاس مگر کہ جبریلؑ کو مین نے اُس کے پاس کھڑا دیکھا کہ استغفار چاہتا ہے وہ چھونے والون کے لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مین اسطور سے وارد ہوا ہے کہ فرمایا رسول مقبولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ رکن یمانی پر ستّر فرشتے مقرر ہین پس جو شخص کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو وہ فرشتے کہتے ہین آمین **واضح** ہو کہ کعبہ شریف کے چار رکن

ہین رکن اسود رکن یمانی رکن عراقی رکن شامی انمین سے رکن اسود کی نسبت حجر اسود کے بڑی فضیلت ہے اور رکن یمانی کے فضائل اوپر بیان ہو چکے اور رکن عراقی و شامی کے بابت کلام ہے اسی کی تحقیق شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سفر السعادت مین کماحقہٗ کی ہے۔

فضائل حطیم

اسمین نماز پڑہنے کا اور کعبہ شریف کے اندر نماز پڑہنے کا ایک حکم ہے روایت ہے کہ جسنے نماز پڑہی حطیم مین دو رکعتین رکن شامی کی طرف پس گویا زندہ رکہا اُس نے ستر ہزار راتون کو یعنی ستر ہزار راتون مین شب بیداری کی اور گویا کہ اُس نے چالیس حج مقبول اور مبرور کیے۔

فضائل میزاب رحمت

یہ خانہ کعبہ کی چہت کا پرنالہ ہے حطیم مین پڑتا ہے اسی کو میزاب رحمت کہتے ہین حضرت عطاء بن رباح سے روایت ہے کہ جو شخص کہڑا ہوا نیچے میزاب رحمت کے اور دعا مانگی قبول کیجاتی ہے دعا اُس کی اور جس نے کہ پڑہین اُسکے نیچے دو رکعتین وہ نکلا گناہون سے ایسا جیسا کہ اُسی دن مان کے پیٹ سے پیدا ہوا روایت کی قریشی نے عبداللہ بن عباس سے کہ پوچہا ایک شخص نے آنحضرتؐ سے کہ کہان ہے مصلیٰ اخیار کا آپ نے فرمایا کہ نیچے میزاب رحمت کے اسی مقام پر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی قبر بتاتے ہین اور قریب ہی اُن کے حضرت ہاجرہ یعنی اُن کی والدہ ماجدہ کی بہی قبر ہے۔

فضائل طواف

ایک طواف کے سات شوط ہوتے ہین شوط پھیرے کو کہتے ہین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جس نے طواف کیا کعبہ شریف کا سات بار اور کوئی عمل یا فعل اُس مین لغو نہ کیا تو وہ شخص ایسا آزاد ہو جاتا ہے آگ سے جیسے کسی بردہ کو آزاد کر دیتے ہین فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جس نے طواف کیا خانہ کعبہ کا پچاس ۵۰ بار تو وہ گناہون سے ایسا پاک ہو گیا جیسے ماں کے پیٹ سے آج پیدا ہوا۔

فضائل مُلتَزَم

جتنی جگہہ کہ زیر دیوار خانہ کعبہ رکن حجر سے تا دروازہ خانہ کعبہ ہے اُسکو مُلتَزَم کہتے ہین بعد اختتام ہر طواف کے اُسی جگہہ پر کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہین اور اگر ممکن ہوتا ہے تو دونون ہاتھون کو سر سے اونچا کر کے مع سینہ اور رُکے دیوار سے ملا دیتے ہین کہ یہ مقام قبولیت دعا کے واسطے بہت پر تاثیر ہے عبداللہ بن عبّاس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے کہ درمیان حجَرا سود اور مقام ابراہیم کے مُلتَزَم ہے نہین مانگتا دعا کوئی مصیبت زدہ وہان مگر کہ اُس سے نجات پاتا ہو واضح ہو کہ مقام ابراہیم بعہد مبارک رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسی دیوار کے نیچے تہا بعد مین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسکو بہ سبب تنگی مطاف کے وہان سے اُٹھا کر اُسی جگہ کے سامنے حد بیرونی مطاف پر رکھدیا۔

فضائل سعی صفامروہ

ابن منذر کتاب الترغیب مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ سعی کرنا صفامروہ مین ایسا ہے کہ گویا ستر بردے اللہ کی راہ مین آزاد کئے۔ طبرانی نے کبیر مین روایت کی اور بزار اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب

سعی کی صفا مروہ مین اللہ تعالےٰ شانہٗ پل صراط پر اُس کے قدمون کو ثابت رکھے گا اُس دن کہ پھسلینگے پاؤن اور صفا سے مروہ تک سات سو ستر گز کی مسافت ہے کہ جسکے درمیان مین سات بار سعی کیجاتی ہے۔

فضائل چاہ زمزم

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تپ جہنم کی سانس ہے اُس کو زمزم سے بجھاؤ یہ بھی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور منافقون کے درمیان یہی فرق ہے کہ وہ آب زمزم کو خوب سیر ہوکر نہین پیتے۔

فوائد زمزم شریف

علماے دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین تحریر فرماتے ہین کہ آب زمزم کے فوائد اور خواص بہت ہین تھوڑے سے اِس جگہہ لکھے جاتے ہین جس شخص کو بسیار خواری کا عارضہ ہو تو وہ آب زمزم کو خوب آسودہ ہوکر پئیے اور کہے کہ اے زمزم سیر سے شکم مین ٹھہر پس بتحقیق وہ عارضہ جاتا رہے گا انشاء اللہ تعالےٰ: اور یہ پانی نکالڈالتا ہے کھونٹ کو اور زیب کو دل سے حکیم مولوی عبدالسلام صاحب میرے ایک بھائی ہین وہ بہت زمانہ تک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ مین رہے مجھ سے کہنے لگے کہ اگر چند روز اور مین یہان رہا تو اپنا فن بالکل بھول جاؤنگا کوئی مریض یہان اطبا کے پاس نہین آتا۔ مکہ مین صرف زمزم شریف جملہ امراض کی دوا ہے اور مدینہ طیبہ مین عجوہ۔ کھجو عارضون کے لئے تریاق کا حکم رکھتی ہے اہل حدیث فرماتے ہین کہ جس شخص کی بیماری مین سب حکیم اور طبیب عاجز ہو گئے ہون تو وہ چاہ زمزم پر آئے اور بہ نیت شفا اُس

پانی سے غسل کرے بس حوض مین آب زمزم جمع ہوتا ہے انشاءاللہ وہ تندرست ہوجائے گا علما لکھتے ہین کہ وضو اور غسل کرنا آب زمزم سے بلاکراہت درست ہے اور استنجا کرنا مکروہ ہے علما لکھتے ہین کہ یہ بزرگیان جو آب زمزم کو حاصل ہوئین ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ اسمین لعاب دہن مبارک خاتم المرسلین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم داخل ہے پس جسمین لعاب دہن مبارک خاتم المرسلین شامل ہو اس کے فوائد و فضائل اور خیرات و برکات کا کیا ٹھکانا ہے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ علی قدر حسنہ و جمالہ

قبولیت دعا کے مقامات

مکہ معظمہ مین مقامات قبولیت دعا کے یہ ہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بروایات صحیحہ نقل فرماتے ہین کہ مکہ معظمہ مین چند خاص مقام ہین جہان دعائین قبول ہوتی ہین تفصیل مقامات اندرونی حرم شریف اول جب کعبہ شریف پر نظر پڑے منقول ہے کہ کسی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جب کعبہ شریف کو دیکھون تو کیا دعا مانگون آپنے فرمایا کہ اپنے مستجاب الدعوات ہونے کی اسلئے کہ اگر یہ دعا قبول ہوئی تو گویا ساری دعائین قبول ہوئین دوسرے حجر اسود کے پاس خصوصاً دوپہر کے وقت تیسرے مطاف مین باب الکعبہ کے سامنے چوتھے ملتزم کے پاس آدہی رات کے وقت پانچوین حطیم مین چھٹے میزاب رحمت کے نیچے خصوصاً صبح کے وقت ساتوین رکن یمانی کے پاس خصوصاً صبح کے وقت آٹھوین درمیان رکن یمانی اور بند دروازہ کے جو پشت کی جانب خانہ کعبہ کے بمقابل اسی دروازہ کے تھا کہ اُس مقام کو مستجار کہتے مین نوین درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے دسوین مقام ابراہیم کے پاس خصوصاً صبح کو گیارہوین زمزم پر خصوصاً غروب کے وقت بارہوین خانہ کعبہ کے اندر چارون کونون مین اور دو ستون کے درمیان خصوصاً زوال کے وقت

تفصیل مقامات اندرونی شہر مکہ معظمہ تیرہوین[۱۳] و چودہوین[۱۴] مقام وہ پر خصوصاً بعد عصر کے پندرہوین[۱۵] بین المیلین اخضرین کہ جو ہنگام سعی مقام وہ متصل دیوار حرم شریف کے واقع ہین۔ محمد حسین نقاش لکھتے ہین کہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر مین بھی دعا قبول ہوتی ہے جمعہ کی رات کو اور مقام میلاد شریف رسول اکرم مین پیر کے دن زوال کے وقت وار خیزران مین کہ قریب صفا کے ہے او جبل ابو قبیس پر ظہر کے وقت اور باب بنی شیبہ اور باب ابراہیم اور باب النبی کے پاس بھی دعا قبول ہوتی ہے اور علاوہ اِنکے بہت سے مقامات بیرون شہر مین مثل دروازہ جنت المعلا و قبر شریف حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا و عرفات و منا وغیرہ متعلق قبولیت دعا کے لکھے جاتے ہین مگر مین نے یہان وہ مقامات لکھے ہین جو بہت مشہور ہین اور اندر مکہ معظمہ کے واقع ہین حرم محترم سراسر مظہر کرامات و مخزن فیض و برکات ہے یہان کی زمین پاک یہان کے غبار مین شفا کا اثر یہان کی ہوا روح کو قوت پہنچانے والی یہان کا پانی حیات کا چشمہ یہان کے آدمی فرشتہ خصلت یہان کے حیوانون مین آدمیت کوئی کس کس شے کی تعریف کرے یہ چند باتین لکھدی گئین ہین کہ پڑھنے والے کا ایمان تازہ ہوجائے۔

فقیر پر تقصیر محمد اکبر ابو العلائی اپنا ایک واقعہ لکھتا ہے اور واقعی وہ تعجب انگیز ہے مجھے برہمن کا ایک شعر یاد تھا اتفاق وقت وہ شعر حرم شریف مین یاد آگیا اُس نے میرے دل کو مردہ کردیا جب ہو وہی شعر یاد آجائے مین اپنے خیال کو ہزار اُس طرف سے پھیرون مگر وہ کم بخت بھولتا ہی نہ تھا اور وہ شعر یہ تھا نقل کفر کفر نباشد ؎

مرا دلیست بہ کفر آشنا کہ چندین بار ۔ بہ کعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

چار روز مین اسی مین پریشان رہا ایک روز مین نے میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہوکر اور پردہ شریف کو تھام کر دعا کی کہ لے کعبہ شریف کے مالک یہ شعر مجھے بھولجائے اُسی وقت

مجھے اِس کا بدل دوسرا شعر جو کبھی میرے خیال مین بھی نتھا یاد آگیا اور اُس کا لطف ایسا آیا کہ پھر وہ شعر مجھے تا قیام حرمین شریفین کبھی نہ یاد آیا وہ شعر یہ ہے ؎

کعبہ را دیدم دلم از درد تنہائی گداخت　　　خانہ آرا ئے کہ ما را خواند خود مہمان کیست

اہل مذاق اور سخن فہم حضرات ہی اسکا کچھ لطف اوٹھائین گے میری یہ حالت ہوگئی تھی کہ مین حرم شریف مین دوڑتا پھرتا تھا اور یہ شعر پڑہتا پھرتا تھا اور سخن فہم حضرات روتے جاتے تھے اور مجھکو پکڑتے پھرتے تھے چار پانچ روز کے بعد جو پھر مجھے شرف داخلی حاصل ہوا تو مجھہ سے دعا کے وقت خانۂ کعبہ کے اندر بیخواست ایک شعر موزون ہوگیا اُس نے میری اور میرے ساتھ والون کی حالت اُس پاک مکان مین بالکل متغیر کردی شیبی صاحب کے نائب جو ہم کو لیگئے تھے وہ کچھ سمجھتے تو نہ تھے مگر سہمے کھڑے تھے وہ شعر یہ ہے ؎

او بڑے گھر کے مکین کعبہ کی مالک داتا　　　ہم فقیرونسے بھی کچھ واحد و شاہد ہوتا۔

مین اپنی قسمت پر فخر کرتا ہون اور اپنے مہربان پالنے والے کا شکر کرتا ہون کہ اُس نے ایسے عالی مقام مین مجھہ کو اپنی محبت کا جوش عطا فرمایا الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ علیٰ احسانہ

شکر کردن کے توانم در خور نعمائے تو　　　شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

دوسرا واقعہ ایک روز عشاء کی نماز پڑہ کر ہم چند برادران طریقت مالکی مصلے کے سامنے حاضر تھے ایک صاحب پیلی بھیت کے رہنے والے نہایت خوش آواز اور ہمارے ہم مذاق شریک صحبت تھے اُنہون نے جناب منشی خواجہ غلام غوث صاحب بیخبر کی یہ غزل آہستہ آہستہ پڑہنی شروع کی مین کیا کہون کہ اُس وقت کیا حالت لوگون کی ہوئی ہے اللہ اللہ وہ غزل یہ ہے

غزل (مطلع)

آفت رند و پارسا شدۂ　　　چشم بد دور خوش ادا شدۂ

بت بہ بتخانہ و خدا بہ حرم　　　جلوہ فرما بہ ہر سرا شدۂ

اِس کے دو ہی شعر مجھے یاد رہ گئے بعض عرب جو اہل طریقہ مین سے تھے وہ بھی اُس

صحبت مین شریک تھے اور کیفیت تھے ہم سُنا کرتے تھے کہ وہان ایسی کیفیت پر اعتراض ہوتا ہے مگر ہماری صحبت کا تو کوئی مخل نہوا تھا

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز   ساقئے مازفت حنا نہ ہنوز

ذکر منبر شریف

یہ منبر قریب دروازہ قدیم حرم شریف کے ہے کہ جو ابتدائے حد مطاف پر تھا کہ جسکا نام باب بنی شیبہ ہے اور بعد حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُسکا نام باب السلام ہوا تمام وکمال سنگ مرمر سے بنایا ہے مگر کیواڑ اُسمین نہین ہین نہ ادہر اُدہر دیوار صرف دو پائے پر ایک محراب بہت بلند اور وسیع نہایت خوشنمائی کے ساتھ ہے یہ منبر شریف نہایت شاندار ہے بالکل سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جسکی ہئیت یہ ہے کہ تخمیناً اکیس سیڑہیان ہین ہر سیڑہی تین یا چار فیٹ لمبی اور ایک فٹ یا کچھ زیادہ اس سے چوڑی اور دو طرفہ دیوار ہر ایک سیڑہی سے بقدر ایک ایک ہاتھ کے اونچی ہے اور سب سے اوپر کی سیڑہی بقدر طول کے عریض یعنی مربع ہے اور اُس کے اوپر قبہ بنا ہوا ہے اور نیچے کی سیڑہی کے پاس دروازہ ہے کہ جسپر کیواڑ چڑہے ہوئے ہین اور وہ جب کہلتے ہین کہ خطیب خطبہ پڑہنے کو چڑہتا ہے کہتے ہین کہ یہ منبر اکتیس ۳۱ برس مین اس صنعت سے تیار ہوا ہے کہ خطیب پر ہنگام خطبہ خوانی کہ وہ وقت بارہ بجے پر تیس منٹ کا ہوتا ہے دھوپ نہوئی خواہ کوئی موسم ہو یعنی ہر موسم کو قریب ایک ایک قرن کے دیکھکر بنایا ہے اور بیسیون مرتبہ بنا بنا کر اُس کو توڑا ہے تا وقتیکہ مقصود بالا حاصل نہین ہوا کیونکہ وہان اذان نماز ظہر کے بارہ بجے دن کو ہر روز دی جاتی ہے اور بعد از ان مہلت دس منٹ کی وضو اور ادائے سُنت کی ہوتی ہے پھر جماعت کہڑی ہو جاتی ہے اور ہر اذان پنجگانہ پندرہ منٹ مین

ختم ہوتی ہے مگر جمعہ کے روز بعد ختم ہونے اذان کے صرف پانچ منٹ کی مہلت
ادائے سنت کیواسطے ہوتی ہے اور پھر خطبہ شروع ہوجاتا ہے اور بعد نماز جمعہ کے
جیسے کہ یہان چار رکعت پڑہی جاتی ہین وہان نہین پڑہی جاتین اور نصف گھنٹہ قبل اذان
سے ہمیشہ پانچون وقت ایک آدمی منجملہ موذنین سے کہ اُس کو منادی کہتے ہین پکارتا
پھرتا ہے یَا اَدِرُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہ وہ منادی باب السّلام سے روانہ
ہوتا ہے اور چارون طرف حرم شریف کے جو کوچہ و بازار متصل ہین وہانکے سب آدمیون
کو ہوشیار کرتا ہے بروز جمعہ اس منبر شریف کی آرائش ہوتی ہے سبز مخمل کا فرش
جس کے حاشیون پر نہایت چمکیلے کلابتون کی بیل ہوتی ہے سیڑہیون پر بچھایا جاتا
ہے اور دو علم سبز جنکی چوبون پر چاندی کے خول چڑہے ہوتے ہین اور اُن کے
پھریرے پر کلابتون سے آیات قرآنی لکھی ہوئی ہوتی ہین قبہ کے داہنے بائین نصب
کئے جاتے ہین اور پھریرے کھول دئیے جاتے ہین اور ایک سبز پردہ زردوزی آگے
دروازے کے باندہا جاتا ہے اور خطیب اس شان سے آتا ہے کہ ہاتھ مین اُس کے
حربہ (یعنی عصا) ہوتی ہے اور دو علم اُسی قسم کے دو آدمی ہاتھ مین لیئے ہوئے آگے ہوتے
ہین اور پیچھے اُس کے ایک اور شخص ہوتا ہے اور اُس کے آگے دو سپاہی ترک کی
بندوقون پر سنگین چڑہائے ہوتے ہین جس وقت وہ دروازہ منبر پر پہنچتا ہے تو
ایک دربان فوراً پردہ اُٹھاتا ہے اور دروازہ کھول دیتا ہے خطیب چڑہ کر قبہ کے
آگے والی سیڑہی پر بیٹھ جاتا ہے اور وہ دوسرا آدمی وسط زینہ کے کیواڑ بند کر کے
پردہ ڈالدیتا ہے اور وہ دونون علم دونون طرف منبر کے دروازہ پر لگا دئے
جاتے ہین ۔ اور وہ دونون سپاہی بندوقین لئے
چپ و راست دروازے کے کھڑے رہتے ہین اور اسی طرح دونون نشان بردار

بھی جب خطیب خطبہ پڑہتا ہے تو جہان نام نامی اسم گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا آیا تو وہ شخص بیچ کی سیڑہی پر بیٹھتا ہے بآواز بلند کہتا ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور جہان حضرات صحابہ کا نام نامی آتا ہے تو پکارتا ہے رضی اللہ عنہ یا کرم اللہ وجہہ جیسا خطاب ہر ایک نام کیواسطے موضوع ہے اور جب حضرت **خلیفۃ اللہ سلطان روم** کا نام آتا ہی تو کہتا ہے خَلَّدَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ وَسَلْطَنَتَہٗ اور اس نام پر ترک جو وہان موجود ہوتے ہین یہی کلمات ایسے زور سے ادا کرتے ہین کہ تمام حرم شریف گونج اُٹھتا ہے جب خطبہ ختم ہوتا ہی اور امام واسطے نماز کے کھڑا ہوتا ہے تو خطیب فوراً منبر سے اُتر کر شامل جماعت ہوتا ہے بعد اُس کے وہ سب سامان منبر سے اُتار کر دروازہ مقفل کر دیا جاتا ہے پھر جمعہ آیندہ کو ویساہی سامان ہوتا ہے یا جب کبھی اس درمیان مین ضرورت خطبہ خوانی کی ہو چند خطیب ہین کہ جو نوبت بنوبت خطبہ پڑہتے ہین اور ایسے خوش الحان اور بلند آواز ہین کہ تمام صحن حرم مین آواز انکی پہنچتی ہے اور اس لہجہ اور انداز سے خطبہ پڑہتے ہین اور ادائے تلفظ کرتے ہین کہ کم عربی دان بھی کچھ نہ کچھ سمجھہ ہی لیتا ہے جو لوگ خطبہ کے مضامین پر غور کرنا چاہتے ہین وہ بہت پہلے سے منبر کے قریب آکر بیٹھتے ہین ساری دہوپ کی تکلیف کو خطبہ کے عمدہ مضامین بُھلا دیتے ہین خداوند تعالےٰ پھر وہ پیاری صدائین ان کانون کو سنائے اور بقیع مبارک مین زیر سایہ قبہ اہلبیت اطہار علیہم السّلام جگہہ عنایت فرمائے آمین ثم آمین **مکہ معظمہ** مین سات **خطیب** ہین وہی تنخواہ انکی ہے جو آئمہ کی ہے مگر **شیخ الخطبا** کی تنخواہ زیادہ ہے اور ہر سال اُنکو باب عالی سے ایک پر تکلف خلعت حج سے پہلی آتا ہی

ذکر مقام ابراہیم

اس منبر کے قریب **مقام ابراہیم** ہے مقام اسم ظرف ہے یعنی کھڑے ہونے کی جگہہ یہ اُس پتھر کا نام ہے جس کو حضرت **جبریل** علیہ السّلام بہشت برین سے لائے تھے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اسپر کہڑے ہوکر خانہ کعبہ تعمیر کرتے تہے جیسے جیسے عمارت بلند ہوتی جاتی تہی ویسے ویسے یہ بہشتی پتہر بلند ہوتا جاتا تہا اور بہر ضرورت کے وقت نیچا ہو جاتا تہا آپ تعمیر کا کام کرتے تہے اور آپکے فرزند اکبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتہر کے ٹکڑے دیتے جاتے تہے اب اُسکی یہ صورت ہے کہ اُس مبارک پتہر کو ایک صندوق مین کیا ہے اور اُسپر زربفت کی سیاہ اطلس کا غلاف چڑہا دیا ہے اور زمین مین ایک حوض سنگ مرمر کا بناکر اُس کو اُسمین رکہدیا ہے اور اُسپر ایک گنبد چوبی چہوٹا سا چار ستونو نپر کہڑا کیا ہے اور اندر اُس کے سونے اور لاجورد وغیرہ سے تمام منقش کیا ہے اور گنبد کے سیسے کی تختون کو باہم ملاکر میخ زدکر دیا ہے اور اُسکے چارون طرف چار ٹٹیان جالی دار ہشت دہات کی اُن چار ستونون سے وصل کی ہین اسکی زیارت ایام معینہ مین ہوتی ہے مجالس مکیہ مین وارد ہے کہ جس نے مقام ابراہیم مین دو رکعتین پڑہین اُسکے اگلے پچہلے گناہ بخشے گئے اور قیامت کے دن امن مین رہے گا بڑی گہبراہٹ سے اور روارد ہوا ہے کہ بہترین مقامون مین سے خدا کے نزدیک وہ مقام ہے جو درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے ہے اور جو فرشتہ کہ خدا کے حکم سے زمین پر نازل ہوتا ہے وہ بعد طواف کے مقام ابراہیم مین دو رکعتین پڑہتا ہے چنانچہ سب حاجیون کا معمول ہے کہ طواف کے بعد دو رکعتین واجب الطواف مقام ابراہیم مین پڑہتے ہین۔

ذکر چاہ زمزم شریف

مقام ابراہیمی کے قریب چاہ زمزم ہے اس مبارک چاہ کی تاریخین بہت سی کتابون مین بہ صراحت تمام درج ہین مین نے اپنی کتاب میلاد رسول علیہ السلام مین جس کا نام مولد غریب ہے مفصل لکہی ہے اس مقام پر بہی مختصراً ہدیہ ناظرین ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بی بی حضرت سارا انہین جب انکی عمر کا وسطے سے زیادہ حصہ

گذر گیا اور یہ صاحب اولاد نہوئین تو آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اجازت دی آپنے حضرت بی بی ہاجرہ کیجو ملک مصر کی ایک شاہزادی تھین اور اُس ظالم بادشاہ کے پنجہ ظلم مین گرفتار تھین جس نے حضرت سارا کو بھی گرفتار کیا تھا اور اللہ تعالے شانہ نے ان کی عصمت کو اُس سے محفوظ رکھا اسی طرح انکی عصمت بھی اُس بدبخت ظالم بادشاہ سے محفوظ رہی تھی جب اُسنے حضرت سارا کو رہا کیا تو ان کو بھی حضرت سارا کے ہمراہ کردیا اور کہا کہ جیسے تم ہمارے کام کی نہین ہو ویسے ہی یہ بھی نہین یہ بھی تمہارے ہی ساتھ رہین چنانچہ جبھ حضرت ہاجرہ کے گھر مین رہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کے کہنے کے موافق اُنسے نکاح کیا اللہ تعالے نے آپ کو ایک بیٹا عطا فرمایا یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یہی آپ کی ولد اکبر ہین اللہ تعالے شانہ کا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہین ہوتا مگر جو ہماری منفعت کا فعل ہوتا ہے اُس سے ہم خوش ہوتے ہین اور جسمین ہمارا نقصان ہوتا ہے اُس سے ہمین وحشت ہوتی ہے ورنہ کوئی کام اُسکا ایسا نہین ہے کہ جسپر کوئی انگشت اعتراض اُٹھا سکے الغرض حضرت سارا نے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ کی گود مین دیکھا بمقتضائے بشریت و نیز حسب مصلحت حکم قضا اُنکے دل کو صدمہ ہوا اور وہ اپنے اختیار مین نرہین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ انکو ہمارے گھر سے نکالو اور کسی جنگل مین جاکر چھوڑ آؤ اور جبریل علیہ السلام بھی تشریف لائے اور کہ گئے کہ جو کچھ سارا کہین وہ مانو دیکھئے اسوقت تو یہ واقعہ نہایت ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ ایک نوزائیدہ بچہ اور اُسکی مان گھر سے نکال کر صحرائے بے آب و گیاہ مین پہونچائی جاتی ہے مگر اسمین جو مصالح مخفی مین اُن کو پروردگار ہی خوب جانتا ہے المختصر آپنے حضرت سارا کے حکم کی تعمیل کی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنی گود مین اور حضرت ہاجرہ کو اپنی پشت کی طرف بٹھایا اور مرکب پر سوار ہوکر چلے اُس میدان مین پہنچے جہان اب خانہ کعبہ ہے حضرت ہاجرہ کو زمین پر بٹھادیا اور اُنکی گود مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیا اور ایک مشک پانی کی اور ایک تھیلا خرمون کا اُنکے سامنے

رکھدیا اور اُن کو اللہ کے سپرد کرکے اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کی دعا حضرت
ابراہیم رَبَّنَا اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا
لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَيْهِمْ
وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ
ترجمہ اے میرے رب تحقیق مین نے بسائی ہے اپنی اولاد اس میدان مین جس مین کھیتی نہین
ہوتی تیرے مبارک برکت والے گھر کے نزدیک اے پروردگار میرے اسواسطے کہ
قایم رکھین نماز کو پس کردل لوگون کے کہ جھکتے ہون طرف اُنکے اور رزق دے اُنکو میوون
سے تاکہ وہ شکر کرین انتہیٰ اس دعا کے مضمون سے بھی یہ بات ثابت ہی کہ خانہ کعبہ قبل
بنا ابراہیم علیہ السّلام کے جو آدم علیہ السّلام کی بنیاد تھی اسی مقام پر تھا اور بیت محرم کہلاتا تھا اسلئے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی تعمیر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بلوغ کے زمانہ کی ہے اور یہ
شیرخوارگی کے وقت کی ہے جن حضرات نے حج کیا ہے وہی اس مقبول دعا کے
اثر کو جانتے ہونگے کہ باوجودیکہ ہمارا ہندوستان نہایت شاداب ملک ہے اس کے جتنے ٹکڑے
ہین سب مین عمدہ زراعتین ہوتی ہین سیکڑون شہر دریا پر آباد ہزارون گانون ایسے ہین
کہ اُنمین بڑی بڑی ندیان ہوکر نکلی ہین جو زراعت کو سیراب کرتی ہین مگر کابل اور شہر کو
چھوڑکر کوئی شہر ایسا نہین ہے کہ جسمین میوہ جات کی ایسی کثرت ہو کہ لوگ صرف میوہ جات
سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہون یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہی کی دعا کی برکت ہے کہ مکہ
مکرمہ مین اسقدر افراط میوہ جات کی ہے کہ کھانے والے گھبرا جاتے ہین اور میوہ جات
کی دوکانین جیسی کی تیسی بھری پوری نظر آتی ہین زمانہ حج مین لاکھون آدمی مکہ معظمہ مین ہوتے
ہین اور سب میوہ جات ہی کی طرف رغبت کرتے ہین مگر دوکانون کو خبر بھی نہین ہوتی منا
مین جس مکان کے بالاخانہ پر مین مقیم تھا اُس کے نیچے ایک میوہ فروش کی دوکان تھی اور یہ صدا
اُسکی تھی عَلَيْكَ يَا جَبَّار عَلَيْكَ يَا جَبَّار اور ہر وقت اُسکی دوکان پر ایک ہجوم رہتا تھا اور خریدار پر خریدار گرے پڑتے

ستے مگر جب مین نے اُسکی دوکان کو دیکھا تو میوہ جات سے بھراہی پایا۔ مین نے اُس سے پوچھا کہ تمھاری دوکان تو ایسی چھوٹی سی ہے اور میوہ جات بھی چند ٹوکرون مین بہت زیادہ نہین خریدارون کی یہ کثرت اور میوہ جات کم نہین ہوتے وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ مین اپنے اللہ پر بھروسہ رکھتا ہون **الغرض** جب وہ پانی تمام ہوگیا اور کچھ زمانہ گذرا تو دھوپ کی شدت سے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو پیاس معلوم ہوئی اور بیقرار ہوئے تو حضرت ہاجرہ یہ حالت دیکھکر مضطرب ہوئین اور پانی کی تلاش مین ادہر اُدہر دوڑنے لگین **کوہ صفا** اور **مروہ** پر سات بار دوڑین اور خدا سے فریاد کی **حضرت ابن عباس** رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ **سعی** درمیان صفا اور مروہ کے اسواسطے مقرر ہوئی تاکہ لوگ حالت بیچارگی اور بیکسی مین اُن خاصان حق کا خیال کرکے جناب آلہی مین زاری پیش کرین چنانچہ حضرت ہاجرہ بعد فریاد وزاری وہان سے اترکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آئین تو دیکھا کہ جہان حضرت اسمعیل علیہ السلام پاؤن مار رہے تھے وہان پانی سرد و شیرین جاری ہے حضرت ہاجرہ نے دونون ہاتھون سے وہین پر ریت کی دیوار بنا کر اُسکو گھیرا اور خوشی کی حالت مین بزبان سریانی پانی کی طرف مخاطب ہوکر فرماتی جاتی تھین کہ زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر زم کے معنی سریانی زبان مین ٹھہرنے کے ہین زم امر کا صیغہ ہے **جناب رسول مقبول** صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا رحمت کرے ہاجرہ پر اگر وہ اسکو نہ گھیرتین تو سارا عالم اُسکا پانی پیتا پھر حضرت ہاجرہ رضؓ مع حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آب وخورش سے مطمئن رہنے لگین کیونکہ **خواص** آب زمزم کا یہ ہے کہ جس نیت سے وہ پیا جائے وہی مراد حاصل ہوتی ہے اگر بنظر غذا پیا جائے تو بھوک نہ لگیگی۔ اور اگر تندرستی کی نیت سے پیا جائے تو اللہ تعالے شانہ صحت عطا فرماتا ہے اور اگر شیطان کی شر سے محفوظ رہنے کی نیت سے پیا جائے تو اللہ اُس کے شر سے محفوظ رکھتا ہے **فرمایا حضرت رسول مقبول** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ زمزم شریف سراپا برکت ہے

اور غذا نہایت خوش ذائقہ اور فرمایا کہ پانی زمزم کا فقط اُس مراد کے واسطے ہے کہ جس مراد سے پیئے **ابوہریرہ** رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ سیر لکھا ایک مہینے تک صرف زمزم کا پانی پیا یہانتک کہ فربہ ہوگیا مین اور سخت ہوگئین پھر سے پیٹ کی شکنین **فرمایا رسول خدا** صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوب سیر ہوکر پینا زمزم کا پانی اس لئے کہ یہ برات ہے نفاق سے یعنی جو شخص کہ خوب سیر ہوکر زمزم کا پانی پیئے گا اُس کے دل سے نفاق جاتا رہے گا **فرمایا** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ زمزم کا پانی اور آگ دوزخ کی کسی بندہ مسلمان کے پیٹ مین ہرگز جمع نہوگی **حضرت عبداللہ ابن عمر** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمزم مین ایک چشمہ ہے جنت مین سے **حجر اسود** دیکھا ب **فائدہ آداب زمزم نوشی** زمزم شریف کو کھڑا ہوکر تین بار سانس لے کر پیئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اور جب سانس لے برتن کو علحدہ کر کے سانس لے کہ وہ سانس برتن مین نہ پڑے اور ختم کرے تو الحمد للہ کے ساتھ چنانچہ ہر طواف کے بعد ہر حاجی بعد ادا ے دو رکعت واجب الطواف زمزم شریف کا پانی اسی طریقہ سے پیتا ہے پھر طواف ثانی کے واسطے جاتا ہے بہت سے زمزمی صراحیاں اور کٹورے لیئے ہوئے مقام ابراہیم مین کھڑے رہتے ہین جس کسی نے دوگانہ واجب الطواف سے فرصت پائی اور دعا مانگ کر اُٹھا زمزمی نے وہین کٹورہ بھر کر پیش کیا زمزم پینے والا ایک خمسہ جو ایک پیسہ کا پانچوان حصہ ہے نذر کردیتا ہے اس کام کیواسطے سو زمزمیون سے کچھ زیادہ سرکار سلطانی سے مقرر ہین اَب رجوع کرتا ہون حضرت ہاجرہ کے حالات کی طرف ارباب تاریخ نے لکھا ہے کہ بعد چندے بنی جرہم نواح یمن سے اُسجگہ آئے اور جہان اب خانہ کعبہ ہے اُسکے سامنے دیکھا کہ پانی غیب سے جوش مار رہا ہے اور ایک عورت لڑکا لئے ہوئے اُسی پانی کے پاس بیٹھی ہے یہ حال دیکھکر اُن لوگون کو بڑا تعجب ہوا اُن لوگون نے حضرت ہاجرہ سے وہان رہنے کی اجازت چاہی تو آپنے اُنکو اس شرط سے اجازت دی کہ کچھ حق تم کو اس پانی پر نہوگا اُن لوگون نے یہ شرط قبول کی اور وہان آباد ہوئے پھر بنی عملوق

وہان آکر آباد ہوئے جو جرہمیون کے بنی اعمام سے تھے پس ایک چھوٹی سی آبادی ہو گئی جب
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سات برس کے ہوئے تو آپنے جرہمیون سے زبان عربی سیکھی
اور جب بارہ برس کے ہوئے تو اُس جماعت کے سردار نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ کے ساتھ
کر دیا جب عمر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تیرہ ۱۳ برس کی ہوئی تو حضرت سارا کی بطن سے حضرت
اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے کہ وہ اُنکی پرورش مین مشغول ہوئین اور رشک بھی کم ہو گیا
تو حضرت سارا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کی
اجازت مانگی آپنے اس شرط پر اجازت دی کہ وہان پہنچکر سواری سے نہ اُترین اور نہ رات
کو وہان شب باش ہون چنانچہ آپ ملک شام سے روانہ ہو کر یہان پہنچے تو آبادی دیکھکر
بہت خوش ہوئے پوچھا کہ اس شہر کے مالک کا گھر کہان ہے لوگون نے بتایا آپ وہان
گئے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو گھر پر نہ پایا اُنکی بی بی کو دروازہ پر بلایا اور دریافت کیا کہ تمہارے
خاوند کہان گئے ہین اور کب تک آوینگے اُنہون نے عرض کی کہ شکار کو گئے ہین اور شام
کو آوینگے آپنے سوچا کہ اگر اُنکے آنے تک ٹھہرونگا تو رات کو رہنا پڑے گا اور خلاف وعدگی
لازم آئیگی آپنے حال بسر اوقات کا پوچھا تو اُنہون نے اپنی تنگی معاش اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی کچھ شکایت کی آپنے یہ سب سنکر فرمایا کہ جب تمہارے خاوند آوین تو یہ کہدینا کہ ایک پیر
مرد تمہارے دیکھنے کو آیا تھا اور بعد سلام یہ کہہ گیا ہے کہ یہ چوکھٹ تمہارے دروازہ کے
لائق نہین ہے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شام کو آئے تو تمام گھر کو انوار نبوت سے مالامال
پاکر پوچھا کہ کوئی یہان آیا تھا تو بی بی صاحبہ نے کہا کہ ہان ایک پیر مرد اس صورت و شکل کے
آئے تھے اور یہ کہہ گئے ہین تو آپنے فرمایا وہ میرے والد بزرگوار تھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے
میرا شکوہ اُنسے کیا اب تو میرے پاس رہنے کے قابل نہین ہے چنانچہ اُنکو علیحدہ کر کے اور
دوسرا نکاح پڑھا لیا بعد ایک برس کے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اُسی شرط سے تشریف لائے
اور پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پایا لیکن حضرت اسمٰعیل کی ان بی بی نے نہایت حرمت

اور تعظیم اور بہت تواضع کے ساتھہ پیش آئین اور بکمال اصرار آب گرم سے آپکے ہاتھہ پاؤن
اور چہرے کو دہو دیا اور گرد و غبار سے صاف کر دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
سواری سے نہ اُترے اور بعض روایت مین ہے کہ آپنے ہاتھہ پاؤن کے غسالہ کیلئے
اُن سے کہا کہ گہر کے اندر چہڑک دو اس درمیان مین آپ حالات پوچھتے
رہے اور وہ بی بی شکر خدا کا کرتی تھین کہ بڑی فراغت و آرام سے گذرتی ہے وہ شکار کر
لاتے ہین اُس گوشت کو ہم کہاتے ہین اور آب زمزم کو پیتے ہین طبیعت آسودہ ہو جاتی
ہے آپنے اُنکے حق مین دعائے خیر کی اور کہا کہ اللہ تعالے تمہارے اُس گوشت اور
پانی مین برکت عطا فرمائے حدیث شریف مین وارد ہے کہ اس دعا حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی یہ خاصیت ہی کہ جو شخص وہان کے گوشت اور پانی پر قناعت کرے تو اُس
کو کسی اور غذا کی حاجت نہین رہتی ۔ غرضکہ چلتے وقت آپ یہہ
فرما گئے کہ جب تمہارے خاوند آوین تو یہ کہدینا کہ ایک شخص تمہاری ملاقات کیواسطے آیا تہا
اور بعد سلام کے کہہ گیا ہے کہ یہ چوکہٹ تمہارے دروازہ کی اچہی ہے اسکو غنیمت جانو
اور عزت سے رکہو جب حضرت اسمعیل علیہ السلام گہر آئے تو انوار نبوت اور رسالت سے مکان
کو روشن دیکھکر بی بی سے حال پوچہا تو اُنہون نے سب مفصل بیان کیا حضرت اسمعیل علیہ
السلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تہے اور تیرے حق مین سفارش فرما گئے ہین جب سے
آپ اُس بی بی کی تعظیم و تکریم کرنے لگے اس دوبارہ تشریف آوری پر جب عرصہ زیادہ گذرا تو
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہر حضرت سارا سے کہا کہ دوبار جانیکا اتفاق ہوا مگر اسمعیلؑ سے
ملاقات نہوئی اب کے بار اجازت دو تو مین چند روز وہان رہون حضرت سارا نے اجازت دی
اور آپ روانہ ہوکر وہان پہنچے دیکہا کہ حضرت اسمعیلؑ قریب زمزم کے بیٹھے ہوئے تیر ہائے کمان
درست کر رہے ہین دیکھتے ہی حضرت اسمعیلؑ بے اختیار دوڑے اور معانقہ کیا حضرت
سعید بن راشد یمنی رحمتہ اللہ علیہ اس قصہ کے ذکر مین ناقل ہین کہ باپ بیٹے دونون

بلکہ اتنے روئے کہ آوازین بند ہوگئین اور پرند جانور بھی رونے لگے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم الہی بنا کعبہ کے واسطے پہنچا تو آپنے حضرت اسمٰعیل ع سے کہا کہ مجھکو خدا کا حکم ایسا ہوا ہے کہ اس جگہ خانہ خدا بناؤن اور اس کام کو اپنے ہاتھ سے کرونگا تو بھی اسمین مدد دے آپنے عرض کیا کہ خدا کا حکم اور آپ کا حکم سر آنکھون پر ہے چنانچہ دونون باپ اور بیٹے نے خانہ کعبہ بنایا یہ کنوان کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے ہی اور دیوار کعبہ شریف سے تا چاہ زمزم تینتیس ۳۳ گز کا فاصلہ ہے اور مقام ابراہیم اور چاہ زمزم کے درمیان مین اکیس ۲۱ گز کی دوری ہے اور عمق اس چاہ کا ساٹھہ گز ہے اور عرض اُسکے منہ کا چار گز سے چار گز ہے اب جدید سلطانی تعمیر کا حال سنئے کہ تہ آب سے تعمیر اُسکی سنگ مرمر کی ہے اور دہن اُسکا زمین سے ایک گز اونچا ہے اور دو ہاتھ کے اندازے سے چوڑا ہے اور زمین پر فرش سنگ مرمر کا بطور مدور دو دو گز گرد اُسکے بچھایا ہے اور ہر طرف سے دیوارین اُٹھا کر چھت اُسپر لگائی ہے اور چھت پر ایک حجرہ بطور مربع کمرہ کے بنایا ہے کہ جسکے ہر طرف سبز رنگ کی جالیان لگی ہوئی ہین شافعی ح کا مصلے کا مکبر اُسی پر کھڑا ہو کر تکبیر پکارتا ہے کیونکہ شافعی مصلے اُسکے نیچے اور بہت قریب ہی اور متصل اُسکے ایک حجرہ ہے کہ جسکا قبہ چاہ زمزم کی پہلی منزل کی چھت کے برابر ہے وہ آب زمزم کی صراحیان اور اسباب رکھنے کیواسطے تعمیر ہوا ہے۔

ستون ہائے حد مطاف

وہ محراب اور مقام ابراہیم جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے حد مطاف سے باہر ہین مگر مطاف کے کنارون سے ملحق ہین پس تمام مطاف کے دور مین اڑتیس ۳۸ ستون ہشت دہاتی ڈھلے ہوئے ہین اور اتنے اتنے فاصلے سے نصب کئے ہین کہ دو دو ستونون کے بیچ کے فاصلے مین سات سات ہانڈیان بلوری روشن ہوتی ہین یعنے ایک ایک آہنی چھڑ ایک ستون سے دوسرے ستون پر لگی ہوئی ہے اور اُنمین سات سات کانٹے لگے ہین جنمین ہانڈیان آویزان ہین گویا

یہ ستون محدود حد مطاف کے ہو گئے ہیں اور یہ بات بھی اُن سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلی حدود حرم شریف وہین تک تھی۔

چبوترہ جو مطاف کے گرد ہے

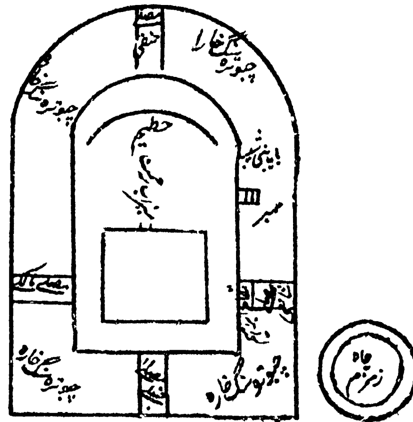
اِن ستونون سے ملا ہوا ایک چبوترہ باہر کی طرف مطاف کے عرض کی موافق بنوایا ہے اور جو تھی طرف جدہر دروازہ خانہ کعبہ کا ہے برابر صحن مطاف کے رکھا اور اُسپر سنگ مرمر بچھایا یعنے اُس محراب سی کہ جو موسوم بہ **باب بنی شیبہ** ہے تا پشت قبہ متعلقہ چاہ زمزم۔ کہ اسی پر وہ ممبر ہے اور اسی پر مقام ابراہیم ہے اور یہی جگہہ ہے مقام ابراہیم مین دوگانہ واجب الطواف پڑہنے کی حجاج بعد ہر طواف کے وہین ادا ئے دوگانہ کو آتے ہین اور پہر اُسی راہ سے مطاف مین آکر دوسرا اور تیسرا طواف یا اس سے بہی زیادہ جسکو جیسا شوق ہو شروع کرتے ہین اُس سمت کو بلندی چبوترے کی اسی واسطے نہین رکہی کہ اُس انبوہ کثیر مین بحالت آمد و رفت کسی کو ٹھوکر نہ لگے خصوصًا عورات کو کہ وہ برقع پوش ہوتی ہین۔

ذکر چارون مصلون کا

اور اسی چبوترہ پر چارون اماموں کے چار مصلے ہین چارون طرف خانہ کعبہ کی اُن ستونون کے قریب یعنی ایک ایک گز چبوترہ کا کنارہ چھوڑ کر بنایا ہے حنفی مصلی حطیم اور میزاب رحمت کی دیوار کے مقابل اور شافعی مصلے خانہ کعبہ کے دروازہ کیجانب مقام ابراہیم کی پشت پر زمزم سے ملا ہوا اور مالکی مصلے خانہ کعبہ کی پشت پر اور حنبلی مصلے چاہ زمزم کی دیوار کی طرف سامنے ہئیت حنفی مصلے کی یہ ہے کہ دو دالان آگے پیچھے تین تین محراب کے ہین اور دو سنانہ کعبہ کیطرف کہلے ہوئے ہین اور دائین بائین ہر ایک دالان کے ایک ایک محراب ہے کہ یہ چارون محرابین بہی صحن کے دونون طرف کشادہ ہین۔

عرض و طول ان دونون دالانون کا اسقدر ہے کہ علاوہ امام کے دو دو جماعتین بیس بیس آدمیون کی ہر دالانین ہو سکتی ہین اور ان دالانون کے اوپر ایک منزل اور ہے بطور کمرہ وسیع کے یعنی یہ مصلے دو منزلہ ہے اور جہان امام پیچھے کے دالانین کھڑا ہوتا ہے وہان اوپر کی طرف چھت کٹی ہوئی ہے اور آہنی گز ڈھلے ہوئے بطور جال کے لگے ہوئے ہین او قریب اُس جال کے تین مکبر چھت پر کھڑے ہوتے ہین کہ وہ آواز امام کی سنکر ایسی خوش الحانی سے تکبیر پکارتے ہین کہ دل بیقرار ہوجاتا ہے اور وہ آواز تکبیر تا دروازہ ہائے حرم جاتی ہے -

نقشہ مصلون کا معہ خانہ کعبہ و چاہ زمزم وغیرہ متعلقہ صفحہ ۱۸۵



ذکر باقی حرم شریف

اس چبوترہ کے اُسطرف جو جو زمینین کہ بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور اشخاص نے خرید کر شامل حرم کی تھین اُنکی کوئی علامت علحدہ علحدہ نہین دکھلائی کیونکہ کسی نے کوئی زمین اسی طرح بطور مدور گرداگرد نہین لی تھی جب کسی کے ہاتھ جتنی جگہ

کو آئی وہ اُسنے خرید کر شامل کردی اور حرم کو جو ہر موقع پایا بڑہا دیا اسواسطے اُن سب زمینون کا اسی قدر نشان یادگار ہے کہ وہ ایک بالشت نیچے گرداگرد اس چبوترہ سنگ خارا اور اُس حصہ سنگ مرمر مذکرہ بالا کے ہین یعنے وہ مثل مطاف نیچے ہین اور چبوترہ سنگ خارا مابین مطاف اور ان زمینون کے ایک بالشت اونچا ہی۔

ذکر دالان ہائے حرم شریف

جہانتک یہ سب زمین خانہ کعبہ کے چارونطرف برابر اور مربع پائی وہ صحن حرم محترم قرار دیا گیا اور اُسکے حاشیہ پر چارون طرف دوہرے دالان ایک بالشت کی کرسی دیکر بنوائے اور کسی کسی سمت مین جتنا کچھ موقع طوالت اور عرض مین مطابق دالان پیشین کے پایا ایک ایک دو دو دالان زمین پسماندہ مین بطور ناگر مربع سے باہر نکل گئی تھی اور بنوائے اسی وجہہ سے کسی طرف تین دالان ہین اور کسی طرف چار۔ اور ستون ہر ایک دالان کی بلندی اور موٹائی اور ڈہال مین یکسان ہین اور بکمال خوش نما گویا سانچے مین ڈہالے گئے ہین بلندی ہر ایک ستون کی پندرہ پندرہ فیٹ اور موٹائی چھ چھ فٹ سے کم نہین ہے تعجب ہوتا ہے کہ ایسے ناہموار رستے مین کہ جہان پہاڑ ہی پہاڑ ہین یہ اس سنگین وزن کے ستون کیونکر لائے گئے اور یہ پتہر کس پہاڑ کے اور کہان بنائے گئے ہین اور محرابین بھی انکی انہین ستونون کے عرض و طول کے موافق ہین کہین سے ناموزون نہین معلوم ہوتین جب محرابون کا حساب بھی ان ستونون مین ملا دیا گیا تو زمین سے انتہائے محراب تک کی بلندی تیس فیٹ ہے اور ہر ایک دالان چار چار ستونون کی محرابون پر لداؤ بطور قبہ خورد یعنی گنبد کے دیا ہے وہ چھوٹے چھوٹے گنبد وسط صحن سے جب دیکھے جاتے ہین تو نہایت خوشنما نظر آتے ہین اور ہر محراب کی وسعت مین گیارہ آدمی کھڑے ہوتے ہین۔

ذکر خلوہ یعنی خلوتین

اور دالانون کی پشت پر اکثر جگہ جہان جس موقع کی زمین ملی سے چہوٹی چہوٹی کوٹہریان بنادی ہین وہ دو منزلہ ہین اکثر مومنین علما و فقرا کی نشست ہی اور مطوف اور زمزمی وغیرہ بہی انمین رہتے ہین اور انکی دوسری منزل کی چہت حرم شریف کے دالانون کی چہت کی برابر ہی اور دروازے انکے حرم شریف کے دروازون کی طرف رکہے گئے ہین انمین کیواڑ ہین نماز کے وقت کہولدئے جاتے ہین جب جماعت کہڑی ہوتی ہے تو ان خلوتون کے بیٹہنے والے اپنی اپنی خلوتونمین کہڑے ہو کر امام کی اقتدا کی نیت کر لیتے ہین یہ مسئلہ حرم شریف ہی کیلئے ہی اسلئے کہ وہ سب زمین حرم کی ہے بعض ہندوستانی جو وہان سے دیکہکر آئے ہین اور ان کے مکان کسی مسجد سے ملے ہوئے ہین انہون نے دیوار مسجد مین کہڑکی توڑ لی ہے اور اپنے گہر مین بیٹہکر امام کی اقتدا کی نیت کر کے نماز ادا کر لیتے ہین وہان کے قیاس پر درست اُن خلوتین گہر کے سب کاروبار نہین ہوتے سوائے عبادت و ریاضت کے دنیا کا کوئی کام نہین ہوتا یہ قیاس درست نہین اور پہر ایسے آدمی کا قیاس کہ جو نہ عالم نہ مجتہد محض تنہا قیاس کافی ہے جسحالت مین اُسپر کوئی آیت یا حدیث نہ ملے اور عالم کا قیاس تاوقتیکہ اُسپر علماء کا اجماع نہو کافی نہین اور کم پڑہے آدمی کا قیاس تو قیاس نہین کہا جاتا وہ تو ہوائے نفسانی کا ایک شعبہ ہی۔

مدرسہ ہائے حرم شریف

یہ تیاری حرم شریف کی اس ہئیت سے اُسی قدر زمین مین ہوئی کہ جو پہلے سے داخل حرم محترم تہی اب جو سلطان نے اپنی طرف سے اُسمین وسعت بڑہائی کہ گرداگرد حرم شریف کے مدارس عالی دو منزلہ بنوائے اور دروازے انکے حرم کی طرف بہی رکہے اور حرم سے باہر بہی اس صورت سے وہ بہی داخل حرم ہو گئے منجملہ انکے بعض تو سلطان نے خود زمین خرید کے تعمیر کئے اور بعض امرا کے نامزد کئے اور جن لوگون نے کہ زمین بیع نہین کی اُس زمین پر بیت المال سے بنوادئے اور ملکیت مین وہ مدرسے مالکان زمین کے

رکھے چنانچہ اب کوئی مکان مدرسہ سلطانی سوائے محکمہ قاضی کے قبضہ سلطانی مین نہین سے ہے جو لوگ قدیم سے جس مکان مدرسہ مین رہتے ہین اُنکو ہی اختیار بیچنے اور ہبہ کرنے اور کرایہ پر چلانے اور وقف کر دینے کا ہے البتہ دو مدرسے کہ ایک تو اُسکے بانی نے حدیث کے درس کیواسطے نامزد کیا ہے اور دوسرا فقہ کے درس کیواسطے اِن دونون مدرسون کو بعہد حکومت محمد علی پاشاے مصر کہ جب انتظام مکہ معظمہ کا اُنکے سپرد تہا کہ جسکو سو برس کا زمانہ ہوا ایک پاشا حاکم مکہ معظمہ نے اُن دونون مکانون پر قبضہ کر کے صورت بدل دی تہی اور اُن مدرسون کی چہت پر چو منزلہ مکان بنالیا تہا ۱۲۹۸ھ مین اُس پاشا کے ورثا نے یہ دونون مدرسے مع عمارت بناکردہ مورث ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالے مگر سید عثمان نوری پاشا نے جو اُسوقت حاکم مکہ تہے سوداگر کو دخل نہین دیا اور قبضہ سلطانی اُسپر قایم رکہا اور جو کچھ اُسمین کمی بیشی ہوئی تہی اُسکو توڑ ڈالا۔ اور عمارت قدیمی کو جو نہایت مضبوط اور عمدہ ہے قایم رہنے دیا اور سلطانی کتب خانہ بنا دیا یہ دونون مدرسے حنفی مصلے کی پشت پر جناب مولوی رحمت اللہ صاحب کے خلوہ کے قریب ہین جو لوگ مطالعہ کتب کیواسطے جاتے ہین تو بہت آسایش سے اُنہین مدرسونمین بیٹھکر سلطانی وقفی کتابونکا مطالعہ کرتے ہین۔

دروازہ ہائے حرم شریف

ایک دیوار بطور حصار کے چارطرف حرم شریف کی کھنچی ہوئی ہے اور اُسمین چالیس دروازے حرم شریف کی آمدرفت کیواسطے رکھے گئے ہین اور تعمیر اس دیوار اور دروازون کی اور جو مکان کہ اندر حرم شریف کے واقع ہین قلعجات کی تعمیر کے مثل مضبوط اور مستحکم ہین علیٰ ہذا القیاس دروازون کے کیواڑ بھی ایسے ہی مستحکم ہین اُنمین کھڑکیان قد آدم اونچی ہین۔

منارہ ہائے حرم محترم

سات منار منجملہ دیوار حرم مبارک کے باہر کیطرف اذان دینے کے لئے اسطرح بنے ہین کہ چار منار چارون کونونپر اور ایک منار باب النبی پر اور ایک منار باب القاضی پر اور ایک منار باب الزیادہ اور گرد ہر سہ منار نے ایک ایک گز چوڑا احاطہ بنا کر آہنی جنگلہ لگا دیا ہے اور اسمین قندیلون کے رکہنے کی برابر جگہہ بنی ہوئی ہین کہ بایام معینہ ہر ایک منار پر روشنی ہوتی رہے یعنی ہر منار مین تین حلقے روشنی کے ہوتے ہین آمد ورفت ان مناروںپر حرم شریف کی چہت سے ہوتی ہے اور موذن ہر ایک حلقے پر ہر منار کے جاکر اذانین دیتے ہین اکیس موذن ہین کہ ہر ایک کو دو دو سو قروش ماہانہ ملتے ہین جنکے سولہ روپیہ ہوئے اور اکیس ہی مکبر ہین انکی بہی اتنی ہی تنخواہ ہے مگر شیخ الموذنین کی تنخواہ انسے زیادہ ہے اور انکو ہر سال قبل حج خلعت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے آتا ہے ۔

صحن حرم مقدس کی راستے

حرم شریف مین طواف کرنے کے واسطے جو جاتے ہین وہ چارون طرف کی دالانون سے جاتے ہین لہذا ہر چہار طرف صحن حرم مین چند راستے بطور سڑک تخمیناً چودہ چودہ بالشت چوڑے اور ڈیڑہ ڈیڑہ بالشت اونچے بنا دیئے ہین وہ راستے سنگ خارا کے ہین اور چونہ سے [illegible]ہوئے ہین اور یہ وہانتک منتہی ہوتے ہین جو زمین حضرت عمر رضی اللہ تعالے [illegible]ت کردہ ہے مطاف کے گرد ان راستون کے بیچ مین جو قطعات کہ ایک ایک [illegible]ہے وہ آنکہون کو نہایت اچہے معلوم ہوتے ہین چمن کی کیاریون کی طرح [illegible]ش کا لطف دیتے ہین اور کنکریان باریک باریک گول گول ہر رنگ کی

اُنمین بھی ہوئی ہین کہ چلنے اور بیٹھنے مین پاؤن مین بدن مین چبھتی نہین نہ ہولسے اُڑتی ہین اُنمین چٹائی کا فرش ہوکر جانماز ین بچھائی جاتی ہین اور چبوترے پر چٹائی نہین ہوتی صرف جانماز ین ہوتی ہین لہذا اُن قطعات پر آرام زیادہ ملتا ہے۔

درختان صحن حرم شریف

اُنھین قطعات زیرین مین تین تین درخت کھجور کے قد آدم سے کچھ زیادہ اونچے ہشت دہات کے ڈھلے ہوئے ہمشکل وہمرنگ اصل درخت کے نہایت سبز قرینہ کے ساتھ نصب ہین کہ بادی النظر مین توکیا غور کرنے سے بھی تمیز اسکی نہین ہوسکتی کہ یہ آہنی ہین یا اصلی کیسی عمدہ صنعت سے یہ درخت بنے ہوئے ہین اور یہ روشنی کے درخت ہین انکی شاخون مین قندیلین لٹکائی جاتی ہین اُسوقت یہ نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین۔

ذکر دروازہ ہائی حرم شریف شافعیؒ مصلے کیطرف

حرم شریف کی چھوٹے بڑے سب چالیس۴۰ دروازے ہین اُنمین سے اکثر اور مشہور تر کا ذکر کرتا ہون لمولفہ

دریار سے سرکو رگڑا کرین گے ۔۔۔ یہین ہم مقدر کو سیدہا کرین گے

باب السّلام لمولفہ

خیال آیا تھا وحشت مین ہمین کس پاکدامان کا ۔۔۔ بنا باب السّلام کعبہ چاک اپنے گریبانکا

یہ دروازہ تین درون کا ہے بہت بڑا ہے۔

باب۲ النبی یہ دروازہ دو در کا ہے اور بہت بڑا ہے لمولفہ

ہے مقدر مین دریار پہ ساجد ہونا ۔۔۔ کیا پسند آئے ہمین عابد وزاہد ہونا

باب۳ العباس اس دروازے کے تین در ہین **باب۴ العلی** یہ دروازہ بھی تین

درکا ہے اور بہت بڑا ہے **باب خامس** اس دروازے کا نام یاد نہ رہا یہ چھوٹا ہے اور ایک درکا ہے جب ابتدا ئے عہد حرم صرف تا مطاف تھی تو صرف ایک دروازہ قریب تر اُسی جگہ کے تھا جہان اب شافعی مصلے ہے اور اُس کا نام بنی شیبہ تھا کہ اجداد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُسی طرف رہتے تھے اور اُسی جانب سے اولاد شیبہ داخل کعبۃ اللہ ہوتے تھے اور عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اُسی دروازہ کا نام **باب السّلام** ہوا چنانچہ جب سلطان روم خلد اللہ ملکہ نے حرم محترم کو از سر نَو بنایا تو اُس دروازے کو بھی سنگ مرمر سے بنایا اور جو دروازہ اب بہ سبب وسیع ہو جانے صحن حرم شریف کے مقابل اُس کے بڑھکر یعنی حد حرم پر بنایا اُسکا بھی نام **بابُ السّلام** ہی قرار پایا اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خویش واقارب اسی طرف رہتے تھے اِسی جو دروازے اِس جانب مین ہین اُنکا نام ایک تو باب النبی ہے اور دوسرے کا باب العلی اور تیسرے کا باب العباس ہے اور یہ سب دروازے شافعی مصلے کے پشت پر اور باب خانہ کعبے کے محاذی مین اور یہ سب دروازے بڑے بڑے ہین مگر ایک دروازہ چھوٹا یعنی مکانات اور بازار مین نکلنے کو اُسی جانب مین اور بھی ہے درمیان باب النبی اور بابُ السّلام کے ۔

دروازہ ہائے جانب پشت مصلے حنبلی

بابُ الصفا یہ دروازہ بہت بڑا ہے اتنا بڑا دروازہ حرم مین اور کوئی نہین ہے اِسکے پانچ در بڑے بڑے ہین اور حجاج سعی صفا مروہ کرنے کو اِسی دروازہ سے جاتے ہین اِسی کے سامنے کوہ صفا واقع ہے ۔ **بابُ اجیاد** یہ دروازہ بھی بڑا ہے اِس کے تین در ہین اجیاد ایک بہت بڑا محلہ ہے بنگالی اُسمین کثرت سے آباد ہین اِسواسطے یہ باب اجیاد کے نام سے مشہور ہوا **باب الشریف** اِس کے دو در

ہین اور شریف صاحب دروازے سے آتے جاتے ہین اس واسطے اس نام سے یہ مشہور ہوا باب الحاکم اسکے بھی دو در ہین اور پاشا صاحب کی آمد و رفت اسی دروازے سے ہوتی ہے **باب ام ہانی** دو در اس دروازے کے بھی ہین حضور پرنور کی چچازاد خواہر یعنی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی حقیقی بہن اسیطرف رہتی تھین لہذا یہ دروازہ آپکے نام مبارک کے شرف نسبت سے مشرف ہوا شب معراج کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہین کے گھر مین آرام فرماتے تھے یہین سے معراج کو تشریف لیگئے تھے یہ دروازہ اس جانب مین آخر گوشۂ جنوبی پر ہے **باب النعوش** یہ دروازہ اسجانب مین آخر گوشۂ مشرقی پر ہے اسکے دو در ہین اسکے ادہر اُدہر دو مینار سبز ہین کہ انکو میلین اخضرین کہتے ہین یہ دروازہ وقت سعی صفا مروہ نظر آتا ہے اور ایک متوسط دروازہ اسیجانب مین اور بھی ہے اسکا نام ہے... ان اور ان سب دروازون کا رخ بازار کیطرف ہے۔

دروازہ جانب پشت مالکی مصلی کی

باب الوداع بہت بڑا دروازہ ہے اگرچہ اسمین دو در ہین مگر دونون بہت بڑے ہین اور حجاج جب کعبۃ اللہ سے وداع ہوکر اپنے وطن کو جاتے ہین تو اسی دروازے سے خارج از حرم ہوتے ہین اور دروازے پر کھڑے ہوکر محاذی خانہ کعبہ کے دعا مانگی جاتی ہے اُسوقت نہایت رقت ہوتی ہے گویا آخر زیارت خانہ کعبہ کی ہے **باب ابراہیم** یہ دروازہ بہت بڑا ہے تمامی دروازون سے ہی اور اسکی عمارت بہت عالی اور بلند ہے اگرچہ ایک ہی ہے یہ دو دروازے محاذی بازار مین **باب العمرہ** یہ مشہور دروازہ اسجانب مین ہے اور یہ دروازہ اگرچہ بہت بڑا نہین ہے مگر چونکہ حجاج عمرہ کو اسی طرف سے جاتے ہین لہذا بہت مشہور ہے اور رمضان شریف مین اس دروازہ پر بڑا ہجوم ہوتا ہے اور بعد حج کے بھی بہلنے گذرنا دشوار ہوتا ہے اور یہ دروازہ اسجانب مین آخری گوشہ پر ہے علاوہ اس کے تین

دروازے چھوٹے بھی اسجانب کو واقع ہین سب سے مطوف سید ہاشم شیخ کا مکان اس دروازی سے تھوڑے سے فاصلہ پر قہوۃ الحمار کے پاس تہا اور مین مطوف صاحب کے مکانین تھا اس لئے پنجگانہ نماز کی آمد رفت اسی دروازہ سے ہوتی تھی ۔

جانب پشت مصلے حنفی

اسجانب مین تین دروازے بڑے اور چار چھوٹے ہین اور ساتون دروازے شامیہ محلہ کیطرف مین یعنی اسجانب مین جہان قافلہ سوداگران اہل شام کا آیا کرتا ہے اور وہ اپنا ہزارون لاکھون روپیہ کا مال فروخت کیا کرتا ہے اور حج کے موسم مین ان قافلون کے سبب سے بڑی دہوم دہام رہتی ہے اسواسطے اس تمام محلہ کا نام شامیہ ہوگیا ہے اور یہ محلہ مکہ معظمہ کے سب محلون سے بڑا ہے اور معزز ہے عمدہ لوگ اس محلہ مین آباد ہین جناب مولوی محمد اسحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی کے مکانات بھی اسی محلہ مین ہین ۔

دروازہ ہاے کلان

باب الزیادہ سب سے بڑا دروازہ اسجانب مین بھی ہے اسمین تین در ہین اور اس دروازہ سے نمازی بہت نکلتے ہین اسلئے کہ یہ محلہ بہت بڑا ہے کشمکش بہت ہوجاتی ہے لہذا اس کے پہلو مین ایک دوسرا دروازہ جسکا نام باب القطبی ہے بنایا گیا ہے کہ یہ کشمکش رفع ہو مگر چونکہ اُدھر سے کچھ پہیر پڑتا ہے وہ دقت رفع نہوئی **باب الباسطیہ** یہ دروازہ ایک در کا ہے مگر بڑا ہے **باب العتیق** اسکا بھی ایک ہی در کا ہے مگر بڑا ہے ان دونون دروازون سے آمد و رفت کثرت سے ہوتی ہے ۔

دروازہ ہاے خورد

باب القاضی اِس دروازے سے محکمہ قاضی مین آمد ورفت ہوتی ہے اور محکمہ سے ایک مخرج دوسرا بھی ہے یعنی ایک دروازہ بازار کی طرف بھی ہے **باب الرباط** یہ دروازہ ایک رباط مین ہے کہ اہل رباط اُس دروازے سے داخل حرم شریف ہوتے ہین اور دوسرا دروازہ باہر کیجانب کو بھی موجود ہے اُس جانب سے داخل خارج ہوا کرتا ہے۔

باب السولیقہ یہ دروازہ متصل باب السّلام کے اسی حصےکے گوشہ مین واقع ہے کہ وہ سولیقہ کو نکلجاتا ہے اور سولیقہ مکہ معظمہ مین تاجرون کا بڑا بازار ہے اور اسی جانب کنیز و غلام فروخت ہوتے ہین اگر موقع وقت ہوا تو اسکا ذکر آگے کسی جگہہ پر کیاجائیگا۔ کنیز و غلام کی خرید و فروخت مین اب بھی مصلحتین ہین اور وہ کنیز و غلام اپنے گھر سے بہت زیادہ اچھی حالت مین رہتے ہین بظاہر معترضین کو اعتراض کا موقع ہے مگر اُنکے گھر کیحالت سے اور اس غلامی کیحالت کا موازنہ کیاجائے تو اُنکے واسطے امارت ہے انگریز جیساکہ چائے کے کھیت کے قلیونپر اور نوآبادیون کے مزدورونپر ظلم کرتے ہین وہ تو ان غلامون کے واسطے بالکل مفقود ہے ان نوآبادیون کے اور چائے کی کاشت کے قلیونکے حاکم تو خود وہی سوداگر ہوا کرتے ہین اور مکہ معظمہ مین تو حاکم قاضی شریف سب موجود ہین ممکن ہے کہ کوئی مالک کسی غلام پر اُسکی طاقت سے زیادہ بار رکھہ سکتا ہے اور ہر مالک اپنی لونڈی غلامون کو اپنے بال بچون سے کم نہین سمجھتا اور جو مالک کہ صاحب اولاد نہین ہوتے وہ تو اُنھین کو اپنا لخت جگر سمجھتے مین اور کسی قوم پر اعتراض کردینا تو بہت سہل ہے لیکن اُنکی حالت کو انصاف کی نظر سے دیکھنا بہت مشکل ہے صحیح روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ دن بھر مین غلام کا کئے بار قصور معاف کیاجائے آپنے فرمایا ستر بار دوسری بات یہ ہے کہ یہ حبشی غلام جب بازار مکہ مین آکر فروخت ہوتے ہین تو بالکل حیوان ہوتے ہین مین نے خود غلامون کے بازار مین جاکر اُنکے حرکات و سکنات اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین جب شایستہ اور مہذب ہوگئے تو بات بات مین وہ آزاد کئے

جلاتے ہین حضور سرور عالم نے غلامون کی آزادی کے ایسے ثواب بتائے مین کہ مسلمان عزیز سے عزیز غلام کو اُس ثواب کے شوق مین آزاد کر دیتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم میرے مان باپ آپ پر قربان میری جان اور میرے بال بچے آپ پر تصدق مین مذہب کے خیال سے الگ ہو کر اس بات کی سچی شہادت دیتا ہون کہ آپ اللہ کے رسول ہین آپکو جو شرع اللہ کے ہان سے ملی اُسکا کوئی حکم دین و دنیا کی مصلحت اور فائدون سے خالی نہین آپکو اللہ نے وہ عقل سلیم عطا فرمائی تھی کہ جو خطا کیطرف کبھی رخ بھی نکرتی تھی آپکو اللہ نے وہ خلق عطا فرمایا تھا کہ جس نے ملک کے ملک کو نور ایمان سے بھر دیا ہے آپکے اسماء مبارک مین سے بیشک ایکنام صاحب السیف بھی ہے مگر یہ وہ سیف کہ کبھی کسی دشمن پر چلی اور کیونکر چلتی جو تمام جہان کی جان ہو وہ جانستان نہین ہوا کرتا اُسے تو عشاق جان پرور روح افزا کہا کرتے ہین ؎

تو جان سے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

لمؤلفہ غزل

میری روح تو ہے مریجان تو ہے مرے مرنے جینے کا سامان تو ہے
مرا دین تو میرا ایمان تو ہے مری جان جسپر ہے قربان تو ہے
مرے دلکا دل تو ہے واللہ باللہ مریجان کی جان ایجان تو ہے
مریجان اگر ہو تو آباد ہے کہ مرے خانۂ دل کا مہمان تو ہے
یہ ہین غنچہ کی پیاری صدائین مری جان اس تان کی جان تو ہے
سنے جس نے دنیا مین بے موت مارا وہ قاتل مرا اے مریجان تو ہے
جسے ڈھونڈھتا پھر رہا ہے تو اکبر مرے یار مشکل اپنی پہچان تو ہے

ذکر ختم تعمیر حرم شریف

واضح ہو کہ یہ تعمیر خانہ کعبہ وحرم شریف کی سلطان مراد خان نور اللہ مرقدہ نے سنہ ۱۰۳۹ ہجری سے شروع کی تھی کہ یہ زمانہ اخیر سلطنت جہانگیر بادشاہ ہندوستان کا تھا کہ وہ بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا اور ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۶ ہجری مین بمقام لاہور جان بحق تسلیم ہوا چنانچہ تاریخ وفات یہ ہے **جہانگیر از جہان رفت** اور بعد سلطان سلیم خان سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین یہ تعمیر تمام ہوئی یہ زمانہ اوائل سلطنت شاہجہان بادشاہ کا ہے کہ وہ ہشتم جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین تخت نشین ہوئے اور تا ماہ شوال سنہ ۱۰۶۸ ہجری تک تخت نشین رہے اور سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین وفات پائی جسکی تاریخ یہ ہے **زعالم سفر کرد شاہ جہان** تو اس صورت مین یہ تعمیر باستثنائے منبر شریف کے سات برس مین تمام ہوئی اور آجتک اس تعمیر کو دو سو اٹھتر برس ہوئے جب سے ابتک وہی صورت تعمیر کی قایم ہے پھر کسی بادشاہ نے حرم محترم کو بڑھایا نہین حرم محترم کا کل رقبہ تخمیناً پچاس بیگہ کے قریب ہے جو وسط شہر مین واقع ہے اور اس رقبہ کے بیچمین خانہ کعبہ ہے اور حرم شریف کی دیوار پر مثل قلعہ کے دیوار کے کنگرے ہین جو شمار مین ایکہزار تین سو باون ہین

ذکر غلاف خانہ کعبہ

یہ غلاف ابریشم سیاہ کا ہوتا ہے اور اُسپر **کلمہ طیبہ** لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ بخط نسخ نہایت خوشخط بہت چوڑے حرفون سے بُنا ہوا ہے اور بام کعبہ سے زمین تک چارو نطرف سے لٹکا ہوا ہے اور تین حصہ بلندی کعبہ کی تصور کرکے ایک حصہ بالائی کے بعد اُس غلاف مین ایک پٹی زرین ایک ہاتھ چوڑی گرد غلاف کے لگی ہوئی ہے اور اُسپر وہ آیتین جنمین خانہ کعبہ یا صفا مروہ یا ارکان حج کا ذکر ہے بخط جلی تار ہائے طلائی خالص سے منقش ہین اور چوتھی سمت مین بمقدار دروازہ خانہ کعبہ کے کہ جسکا طول چھ گز اور دس انگشت ہے اور عرض چار گز ہے غلاف مین جگہ خالی رکھی گئی ہے اور اُسپر سبز مخمل جو طلائی نقش و نگار سے مغرق ہے ایک پردہ پڑا ہوا ہے اور چونکہ بلندی آستانہ اقدس کی زمین سے چار گز سے کچھ زیادہ ہے لہذا وہ پردہ

طول مین قریب گیارہ گز اور عرض مین بقدر پانچ گز کے ہے اور تین ڈوریان ریشمی کلابتون آمیز کہ جنکے آخر کے سرے پر جھبے کلابتونی منقش کے بہت بڑے بڑے اور بہاری اُس پردہ مین آویزان ہین کہ شام کو وہ پردہ اُن ڈوریون سے باندہ دیا جاتا ہے کہ دروازے کی چوکھٹ کے آگے جو جگہہ بقدر ڈیڑہ بالشت کے خالی ہے اُسپر تین شمعدان نقرئی رکھکر روشن کئے جاتے ہین جنکے شمعدان مین کافوری بتی سوا گز لمبی ہے اور ادہر اُدہر کے شمعدانون مین گز گز بہر کی بتیان ہوتی ہین اِن بتیون کی روشنی سے پردے اور ڈوریون کا زرین کام اور چاندی کے پترے کیواڑون کے اور نقرئی گل میخین کی چمک دمک عجیب عالم دکہاتی ہے ؎

نور یہ نور ہے جلوہ ہے یہ جلوہ اکبر آنکہین ٹھنڈی ہوئین دل ہوگیا روشن اپنا

ایک پردہ اور بہی خانہ کعبہ کے اندر خانہ کعبہ کے زینہ کے دروازہ پر رہتا ہے جسے عوام الناس توبہ کی کوٹھری کہتے ہین اور داخلی کیوقت حجاج اُسکے سامنے کہڑے ہوکر توبہ اور استغفار کرتے ہین اور بکمال گریہ وزاری سے اپنے گناہون کی معافی پروردگار تعالےٰ شانہ سے چاہتے ہین چنانچہ یہ **کاتب الحروف** باوجودیکہ اس بات سے آگاہ تہا کہ یہ خانہ کعبہ کا زینہ ہے مگر وہان توبہ کرنے کا جو لطف آیا وہ دل ہی جانتا ہے یہ شعر جسے مین اوپر لکھ چکا ہون وہین بیساختہ مجھ سے نظم ہوا اور زبان پر بحالت گریہ وبکا مین بہت دیر تک جاری رہا مجھے اب بہی اس کے پڑہنے مین وہی مزا آتا ہے دوسرے روز مینے اسکی غزل پوری کی وہو ہذا **غزل**

ہے مقدر مین در یار پہ ساجد ہونا کیا پسند آئے ہمین عابد و زاہد ہونا

کعبۂ دل جسے سب کہتے ہین وہ گہر ہی ہی اس مکانین ہے ضرور آپ کو وارد ہونا

جسکے واسطے یہ غزل لکہی ہے وہ شعر یہ ہے

او بڑے گہر کے مکین کعبہ کے مالک وآقا ہم فقیرونکے بہی کچھ واحد و شاہد ہونا

نوشاہ مدینہ کے حضور مین یہ شعر نذر ہے ؎

مجھے ہوتا ہے گمان شاہ رسل پر کچھ اور یاد آتا ہے سکندر کا جو قاصد ہونا

توحید کا مسئلہ یون حل ہوا واضح ہو کہ جتنے اعداد ہین دو سے لیکر کرورون تک ایک کی شرکت سب مین ہے اگر ایک کی شرکت کسی عدد مین نرکھی جائے تو وہ عدد اپنے مرتبہ سے گرتا جائیگا اور واقعی ناممکن محض ہے کہ کوئی عدد ایک کی شرکت کے بغیر عدد قرار پائے جیسے کہ ایک مین ایک کو ملائے تو دو ہونگے اور دو مین ایک ملائے تو تین ہونگے اور تین مین ایک کو لائے تو چار ہونگے الے غیر النہایۃ ایک کی شرکت ہر عدد مین فرض سے بھی زیادہ ہے ورنہ تمام اعداد کا انتظام بگڑجائیگا اور ایک مین کسی کی بھی شرکت نہین ہے وہ صرف اپنی ذات سے قایم ہے وہو ہذا

جملہ اعداد مین سوجود عدد ایک کا ہے — اسی کثرت سے ہے ثابت ترا واحد ہونا
اپنے کامون سے ہو فرصت تو ملین خضر سے ہم — کار بیکار سے مصروف زوائد ہونا
راہ کو چھوڑ کے گمراہ نہ ہونا اکبر — سخت دشوار مقلد کو ہے موحد ہونا

غلاف پہلے یہ غلاف اور دونون پردے سلطان روم کی طرف سے شام مین تیار ہو کر آیا کرتے تھے اور فوج سوار و پیادہ اور توپخانہ بلوہین محمل کی جسمین یہ غلاف اور پردے رکھے ہوتے تھے ہمراہ رہتے تھے چونکہ یہ غلاف بڑا وزنی ہوتا ہے لہذا اس کی لمبی لمبی ڈیڑہ ڈیڑہ گز کی پٹیان پیمانہ کے سوافق تیار ہوتی ہین اور کئی اونٹون کا بار ہوتا ہے اور کئی من کے سوتی رستے ہوتے ہین جنسے وہ حلقہائے آہنی مین باندہ کر لٹکایا جاتا ہے محمل کا سامان بھی بڑا زرق برق ہوتا تھا اور سوتی رسونکی جگہہ نقرئی زنجیرین ہوتی تہین کہ جنسے محمل کھینچا جاتا تھا جب ملک حجاز کا بندوبست سلطان روم نے محمد علی پاشا حاکم مصر کے متعلق کیا تو محمد علی پاشا کے ذمہ یہ بات بھی رکھی گئی کہ وہی غلاف خانہ کعبہ بھی بدلا کرے چنانچہ محمد علی پاشا حاکم مصر اسی تزک و احتشام سے جیساکہ شام سے روانہ ہوا کرتا تھا مصر سے روانہ کیا کرتا تھا چنانچہ ۱۲۹۵ھ تک محمل شریف اسی تزک و احتشام سے آتا تھا جب سے انگریزونکی ملازمت مصر مین پڑگئی وہ انتظام نرہا توفیق پاشا جسکا بیٹا عباس پاشا اور اب مصر کا خدیو ہے اُسمین مذہبی خیال باقی نرہے تھے

میں سنہ ۱۲۳۰ ہجری میں حرمین شریفین کی حاضری سے مشرف ہوا تھا اس محمل کو دیکھا تھا بہت سا
پایا لیکن **شام کا محمل** اب بھی اُسی شان و شوکت سے آتا ہے اگرچہ سو برس سے پردہ خانہ کعبہ
شام سے نہیں آتا مگر شام کا قافلہ جسمیں لکھوکھا روپیہ کا مال تجارت ہوتا ہے بنظر حفاظت مال فوج
بھی اُسکے ہمراہ ہوتا ہے اور قافلہ کی عزت کے اظہار کے لئے خالی محمل بھی ہمراہ ہوتا ہے اور قافلہ
سالار کہ وہ گورنر ہوتا ہے اُسیکا لقب **امیر حاج** ہے اور سلطان کیطرف سے مقرر ہے آیا کرتا ہے
اور اسی قافلہ شامی میں بذریعہ اُسی امیر حاج کے خلعت ہائے شاہی شریف اور پاشا اور شیبی
اور نائب الحرم اور شیخ العلماء اور شیخ السادات اور شیخ الخطبہ اور شیخ المؤذنین اور مفتیان مذہب اربع قاضی
و نائب قاضی و دیگر علماء و اکابر شہر مکہ معظمہ کے لئے آتے ہیں خلعت تو علی قدر مراتب اچھے ہوتے
ہیں مگر **شریف صاحب** کا خلعت بہت تکلف کا ہوتا ہے۔ جب دوسرے دن اُسکے
آنیسے قافلہ مصری مع غلاف اور پردون کے آتا ہے تو شہر **مکہ معظمہ** سے شریف اور پاشا اور جملہ
ارکین شہر مع توپخانہ اور فوج شاہی اور بیرون شہر سے گورنر **شام** مع اپنی تمام فوج کے استقبال
کے لئے جاتے ہیں اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ اُس **محمل** کو حرم محترم تک لاتے ہیں
اور غلاف خانہ کعبہ اور پردون کو بڑے ادب سے اُتارتے ہیں اور داخل حرم شریف کرتے ہیں اور پھر
دونوں قافلے **شامی و مصری** نہاں سے واپس کئے جاتے ہیں اور بیرون شہر اپنی
اپنی فرودگاہ پر جاکر خیمہ زن ہوتے ہیں اور پھر دونوں افسرون کی یعنی گورنر شام اور جنرل مصر کی
اکیس اکیس توپین سر ہوتی ہیں اور ایک ایک ریال مجیدی جو پورے دو روپیہ کا ہوتا ہے
اُنسے بطور فیس فی ضرب توپ لیا جاتا ہے اور شریف اور پاشا جو انکی ملاقات کے لئے اُنکے
خیمو نمین جاتے ہیں تو وہ اکیس اکیس توپون کی سلامی سر کرتے ہیں اور عرفات سے واپسی کے
وقت منا میں اگر یہ دونوں اُنکے پاس جائیں یا شریف و پاشا ان دونوں کے پاس آئیں تو وہی
اکیس اکیس توپین سلامی کی سر ہونگی اور اسکا کچھ فیس نہیں ہے یہ **غلاف** خانہ کعبہ پر
۹ تاریخ ذیحجہ کو جب سے آدمی عرفات میں ہوتے ہیں رات کیوقت خواجہ سرا ستعینہ بیت اللہ شریف

کہ جنکی تعداد شصت نفر ہے سنئے غلاف کو پرانے غلاف پر جو سال گذشتہ کا ہے ڈالتے ہین اس انداز سے کہ خانہ کعبہ برہنہ نہ ہونے پائے یہ سیاہ غلاف بیرونی خانہ کعبہ ہر سال بدلا جاتا ہے اور غلاف اندرونی خانہ کعبہ جو سرخ ہے وہ ہر سال نہین بدلا جاتا جب کوئی نیا بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے تو بدلا جاتا ہے اور چونکہ طواف خانہ کعبہ کسی وقت بند نہین ہوتا لہذا اُس وقت بھی کچھ لوگون کا طواف ہوتا ہی رہتا ہے اور ان اغوات یعنی مکہ معظمہ کے خواجہ سراؤن کی بحساب ریال سو روپیہ ماہوار سے چار سو روپیہ تک ہے مگر زیادہ تر دو سو اور تین سو اور چار سو روپیہ ہی کے تنخواہ دار ہین سو روپیہ کے بہت کم ہین یعنی جو نیا خواجہ سرا بھرتی ہوتا ہے وہ سو روپیہ پاتا ہے اور شیخ الاغوات خواجہ سراؤن کا سردار ہے وہ بہت بڑی تنخواہ پاتا ہے مقدمات متوقعہ مطاف وہی فیصل کرتا ہے اور اُسکو اختیار سزا دینے کا اُن معاملات مین پورا حاصل ہے اور ان خواجہ سراون کو صرف خدمت صفائی خانہ کعبہ و مطاف و مقام ابراہیم و روشنی گرد مطاف کی سپرد ہے اور صفائی و روشنی حرم شریف و صحن حرم شریف کے لئے علحدہ خدام مقرر ہین جو اسی نفر ہین اور اُنمین سے ہر ایک کی تنخواہ پانچ روپیہ ماہوار ہے اور جو حجاج اُنکو نذر کرتے ہین وہ علاوہ اِسکے ہے اور یہ خدمت حجاج اپنی خوشی سے کرتے ہین وہ کسی سے طلب نہین کرتے یہ غلاف جو سال بھر کے بعد اُترتا ہے اسکی کلابتونی پٹی اور دروازے کے دونون پردے تو شریف کا حق ہے اور سادہ غلاف پورا شیبی کا حق ہے شیبی اُسکو پانچسو ریال پر فروخت کرتے ہین جو شخص لیتا ہے وہ مالامال ہوجاتا ہے وہ اسمین سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تراشکر بیچتا ہے حجاج خریدتے ہین اور آنکھون سے لگاتے ہین اور اپنے اپنے وطن کو لیجاتے ہین وہان اسکی زیارتین ہوتی ہین سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند — او نہ از کرم پیلہ نامی شد
با عزیزے نشست روزے چند — لاجرم ہمچو او گرامی شد

یہ غلاف اور دونون پردے ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوتے ہین اور غلاف کا ریشم کاتنے اور بُننے کے لئے چالیس لڑکیان ناکتخدا ماموربین کہ جو پابند صوم وصلواۃ مین اور کمال طہارت وادب سے باوضو ہوکر اسکو بنتی ہین اور انمین سے جسکی شادی ہوجاتی ہے اُسکی جگہہ دوسری ناکتخدا لڑکی مامور ہوجاتی ہے اور اُنکے خور و نوش کے لئے خزانہ مصر سے بہت کچھ مقرر ہے یازدہم ذیحجہ سے اُسکا بُننا شروع ہوتا ہے اور ماہ ذیقعد مین اختتام پاتا ہے

مطوفون کی تعداد

مکہ معظمہ مین چار سو پچاس مطوف ہین پچاس مطوف ہندوستانی ہین اور تہوڑے سوڈانی قوم کے اور واغستانی یعنی ترکی اور مصری باقی خاص اہل مکہ سے ہین اور شیخ حسین قرشی قدیم رہنے والے مکہ معظمہ کے ہین بڑے ذی عزت اور مشہور آدمی ہین یہ شیخ المطوفین ہین انکا حق یہ مقرر ہے کہ ہر مطوف اِن کو ہرسال فی حاجی پانچ پانچ قرش دیتا ہے اور یہ خود بہی ملک رنگون اور چین اور روم کے مطوف ہین اور مطوفون کا تقرر انہین کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہندیون کے شیخ وہان شیخ محمد حسین الملقب بہ شیخ الہنود ہین اور ہندیون کے معاملات کے یہی نگران ہین اور مطوف کے چند نائب ہوتے ہین جنکو صبی کہتے ہین میرے مطوف سیّد ہاشم شیخ رحمتہ اللہ علیہ تھے چند سال ہوئے کہ وہ راہئے عالم جاودانی ہوئے اُنکے دو بہائی ہین محمدؐ اور علیؓ اور ابہی اولاد ہین اور اُنکے ایک نائب ہین محمد عظیم صاحب بڑے مرتاض وعابد شب زندہ دار ابہی صورت اِنکے زہد وریاضت پرشاہد ہے میرے والد ماجد سے اِنسے بڑا اتحاد تہا سلمہ اللہ تعالے ۔

شریف صاحب کی طرز حکومت

واضح ہو کہ ملک حجاز مین دو قومون کے سوا تیسری قوم نہین ہے سید اور شیخ
یہی دو قومین ملک حجاز کی قدیم بسنے والی ہین اور انکے دو لقب ہین ایک عرب
دوسرے بدوی جو لوگ شہر کے رہنے والے ہین مثل مکہ معظمہ مدینہ طیبہ طایف شریف
وجدہ مکرمہ کے وہ خواہ سید ہین یا شیخ مگر سب عرب کہلاتے ہین اور دیہات مین ہین یا وا اسنہا
کوہستان مین ہین اور خیمون مین زندگی بسر کرتے ہین اور جب چاہا اُن خیمونکو ایک جگہہ سے اوکہا
کر کسی دوسری جگہہ نصب کر دیا اور چند سے وہین رہے یہ لوگ بدوی کہلاتے ہین یعنی دیہاتی
یا گنوار یا صحرائی تعداد دیہاتیون کی بہ نسبت شہریون کے بہت زیادہ ہے مگر شرافت ان لوگون
کی بڑی سندی ہے یہ اپنا پیوند اپنے ہی قبائل مین کرتے ہین انکی تا کتخدا لڑکیان دوسرے
قبیلے کے مالدار شوہر کو نہین پسند کرتین اور اپنے قبیلہ کے غریب شوہر کو قبول کر لیتی ہین اور عربی زبان
بھی انہین بدوی لوگون کی فصیح ہے اسلئے کہ انکی زبان مین کسی دوسری زبان کا میل نہین ہوا ہے
مکہ معظمہ کی سوقی زبان تو بالکل ترکی زبان سے مختلط ہو گئی ہے قاف کی جگہہ گاف بولا جاتا ہے
جیسے قَالَ کی جگہہ گَالَ اور قُلْ کی جگہہ گُلْ اَقُلْ لَکَ کی جگہہ اَگُلْ لَکَ لیکن یہ شہری لوگ اُن سے
زیادہ خوش پوشاک ہین یہ بات ثروت کے متعلق ہے یہ لوگ کاروبار تجارت و ملازمت کرتے
ہین انکی گذر اوقات صرف کاشتکاری یا بھیڑ بکریون کے گلونپر ہے اور اقسام قوم بدوی جو قبائل
پر تقسیم ہین بہت ہین باستثنائے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور طائف شریف اور جدہ مبارک تمام ملک
حجاز مین یہی دو قومین بستی ہین اور انکے وہی نام جو اوپر ذکر کئے گئے پس علی العموم شریف صاحب
کی حکومت انہین دو قومونپر ہے اور طرز انتظام انکا یہ ہے کہ ہر قوم کا ایک شیخ ہے اور وہ شریف
صاحب کیطرف سے مقرر ہے اور ملک دو حلقے کر دئے گئے ہین ایک معظمہ اور دوسرا مدینہ طیبہ
جو حاشیہ مدینہ منورہ کو گھیرے ہوئے ہے وہ بڑا ہے اُسمین بدوی بہت ہین اور زبردست
ہین جب کبھی انکے مواجب کے پہنچنے مین دیر ہوتی ہے جو سلطان کی طرف سے مقرر ہے تو یہ
لوگ آمادہ فساد ہو جاتے ہین اسیوجہہ سے راستے پر خطر ہو جاتے ہین پھر شریف کو انتظام کرنا

ہوتا ہے اور بڑی شکلون سے یہ لوگ زیر ہوتے ہین سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین یہ کاتب الحروف حاضر
ہوا تہا جب ہمارا قافلہ رابق مین پہنچا تو معلوم ہوا قبیلہ بنی حذیفہ کے بدوی برسر شورش
ہین قافلہ کو ناچار وہان توقف کرنا پڑا میرے مطوف سید ہاشم شیخ اپنے حجاج کی نگرانی کی
لئے بنفس نفیس ہمراہ سوار تہے اور حضرت والد ماجد قدس سرہ کی خصوصیت و محبت کیوجہ سے
میرے ہی خیمہ مین رہتے تہے اور تمام مشورے اُسی خیمہ مین ہوا کرتے تہے قافلہ تین روز
رکا رہا آخر کو یہ بات قرار پائی کہ یہان سے سانڈنی سوار عرب بطور جاسوس روانہ ہون اور دریافت
کرین کہ اُنکی جماعت کتنی ہے پہر اُسکا انتظام کیا جائے قلعہ رابق مین ترکی فوج شاہی موجود
تہی مگر ہمارے بہادر مطوف نے اُنسے مدد لینا اپنی حمیت کے خلاف سمجہا اور کہا کہ جب ہم انتظام
نہ کر سکین گے تو فوج سلطانی کو تکلیف دین گے چنانچہ یہ ناقہ سوار جاسوس وہان پہنچے
اور خبر لائے چار سو مرد بندوقچی دونون طرف پہاڑ کی گہاٹی مین جمے ہوئے بیٹہے ہین سفے الجملہ
اس خبر نے قافلہ مین انتشار پیدا کردیا مگر جب سید ہاشم صاحب نے دریافت کیا کہ ہمارے قافلہ مین
کتنے بندوقچی ہین تو معلوم ہوا کہ سات سو بندوقچی ہین پہر کیا تہا تیار ہو گئے اور جب قافلہ
اُس گہاٹی سے گذرا تو سب سے ایک ارنوط سپاہی جو افسر ترکی کے ساتہ قسطنطنیہ سے آیا
تہا اُس گہاٹی پر چڑہ گیا جو کچہ بدوی اُس گہاٹی پر کہڑے تہے اِس قافلے کے بندوقچیون کو دیکہکر
پیچہے اُتر گئے اور قافلہ بامن و عافیت گذر گیا سلطان کیطرف سے ہر قبیلہ کے شیخ کا کچہ سالانہ غلہ مقرر
ہے جسے اُردو کہتے ہین وہ غلہ شریف نے کسی وجہ سے بنی حذیفہ کے شیخ کو نہین پہنچایا تہا
لہذا یہ شورش اسی وجہ سے تہی مگر ہمارے پیچہے ایک قافلہ چہوٹا سا رنگبار کے خواج کا تہا اُس
مین ایک خوجہ تہا وہ پہلے شیعہ تہا اور پہر خارجی ہو گیا تہا اُسکے تخت روانین چالیس ہزار روپیہ
کا سونا تہا وہ سب لُٹ گیا لیکن سلطانی حکم پہنچا اِن لوگون کو سخت سزا دیگئی اکثرون کے سر کاٹ
کاٹ کر قلعہ رابق کے کنگرون پر چڑہا دئے گئے المختصر ایک شیخ اُن سب قومون کے شیخون پر
بطور شیخ المشائخ کے ہے ہر قوم کے شیخ کا یہ افسر ہے اور حلقہ قرب و جوار مکہ معظمہ مین کہ گروہ

اِس حلقہ کا چھوٹا اور کم قوت ہے اس لئے اُنکے سردارونپر شیخ المشایخ مقرر نہین ہے جو حکم کہ شریف صاحب کو نسبت کسی قوم حلقہ مدینہ منورہ کے جاری فرمانا منظور ہوتا ہے وہ شیخ المشایخ کے پاس بھیجدیتے ہین اور وہ اُس قوم کے شیخ کے پاس بھیجدیتا ہے وہ شیخ اُس قوم کا اُس کی تعمیل کرکے شیخ المشایخ کے پاس روانہ کرتا ہے اور شیخ المشایخ شریف صاحب کے پاس بھیجدیتے ہین اور جو حکم کہ مکہ معظمہ کے حلقہ کے کسی قوم کی نسبت جاری ہوتا ہے وہ بخط مستقیم اُسی قوم کے شیخ کے پاس جاتا ہے اور اُسی قوم کا شیخ اُسکی تعمیل کرکے فوراً واپس کرتا ہے اور یہ احکام **ناقہ سوارون** کے ذریعہ سے جاری ہوتے ہین جو ایکدن مین پچاس کوس تک جاسکتے ہین اور اگر زیادہ ضرورت ہو تو اس سے بھی زیادہ اور اِن سب سردارون اور افسرونکی تقرری و موقوفی شریف صاحب کے اختیار سے ہوتی ہے اور تمام مالک حجاز کے مقدمات شریف کے روبرو فیصل ہوتے ہین ۔

طریق سماعت استغاثہ

شریف صاحب کے مکانات اُس بازار مین جو حرم شریف سے جنت المعلی کو چلا گیا ہے بہت دور تک داہنے ہاتھ کو چلے گئے ہین اور اُنکی عمارت ہفت منزلہ ہے اور اُنکے مقابلہ مین دو کامین بنی ہوئی ہین اور مکانات کے سامنے ایک بڑا وسیع میدان ہے اور اِن مکانات مین سے ایک دیوان خاص ہے جسمین شریف صاحب جلسہ فرماتے ہین یعنی بیٹھتے ہین اور اُسکی تیسری منزل پر صبح سے دس بجے تک اور عصر کے بعد سے مغرب تک نشست رہتی ہے جس فریادی کو عرضی دینی ہوتی ہے وہ عرضی والے ہاتھ کو بلند کئے ہوئے بیٹھا رہتا ہے اور شریف صاحب کی نظر جہروکون سے اُسی طرف کو رہتی ہے جس کے ہاتھ مین جو کاغذ دیکھتے ہین وہ آدمی کو بھیجکر منگا لیتے ہین اور جو حکم دینا ہوتا ہے وہ اُسیوقت دیدیتے ہین ۔

اختیارات شریف صاحب

جو ملازم ورعایا انکے زیر حکومت ہین اُنکی نسبت انکا حکم حکم محکم ہے اُسکا کسی دوسری جگہہ اپیل نہین ہوسکتا جو حکم ہے ناطق ہے قصاص اور حبس دوام تک کا پورا اختیار ہے اور جب کوئی طالب العلم مکہ معظمہ مین اپنی تحصیل تمام کرتا ہے تو اُسکا امتحان حرم محترم مین شیخ العلمار کی معرفت شریف صاحب کے حضور مین علما رکی جماعت لیتی ہے اور سند فضیلت بمہر و دستخط علمار کرام مکہ معظمہ مزین ہوکر اُسکو روبروئے شریف صاحب کی حضور ہوتی ہے اُسوقت اُسکو شریف صاحب کے اجلاس سے درس کا حکم ہوتا ہے جب وہ حرم شریف مین بیٹھکر درس دیسکتا ہے اور نام اُسکا علمار کی فہرست مین مندرج ہوتا ہے۔

ممتحن امتحان لینے مین نہایت سخت ہین انکا خیال ہے کہ جب اوّل درجہ کا تبحر ہو اُسوقت سند دینی چاہئے جزیات وکلیات اصول وفروع سب پر حاوی ہو اور استحضار اعلیٰ درجہ کا ہو تاکہ طالب العلم کو درس دینے مین یہ شروح وحواشی وتعلقات کا محتاج نہو اکثر عرب مین علما یکفنی ہوتے ہین اگرچہ وہ پڑہتے تو سب فن ہین مگر تکمیل علم کے بعد کسی ایک خاص فن کو اختیار کر لیتے ہین جملہ علمار پر افسر ایک شیخ العلما ہین انکا تقرر بھی بہ تجویز وحکم شریف صاحب عمل مین آتا ہے مگر سند انکو حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے حضور سے حسب درخواست شریف صاحب عطا ہوتی ہے اور موقوفی بھی انکی شریف صاحب ہی کے حکم سے ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس تجویز تقرری وموقوفی نائب الحرم اور اُنکے سب ماتحت وشیخ السادات وخطبار وشیخ الخطبار ومؤذنین وشیخ المؤذنین وائمہ ہر چہار مذہب ومطوفین ہر چہار مذہب مطوفین ودرمسیان حرم شریف سب کا عزل ونصب شریف صاحب کے ہی ہاتھ مین ہے اور سوائے اسکے جتنے اکابر مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ وطائف وجدہ مین سب پر شریف صاحب کو تعلق نگرانی حاصل ہے اور اگر انمین سے کوئی شخص خلاف مرضی وقوانین مجاریہ سلطانی کوئی بات کرے تو شریف

صاحب کو انکی نسبت پورا اختیار حاصل ہے جو انتظام مناسب سمجھین وہ کرین خواہ وہ رعایا سُے سلطانی ہون یا صاحب ر۔

شریف صاحب کا خدم و حشم

شریف عبداللہ کی شرافت کے زمانہ مین چار سو غلام تھے مگر اب شریف عون صاحب کے پاس قریب تین سو کے ہین سو غلام تو خوبصورت اور خوش وضع ہین جو اپنی اپنی نوبت پر حاضر خدمت رہتے ہین اور باقی غلام حبشی ہین سیاہ رنگ ہین اور ایسا ہی کچھ تخمینہ جاریات کا ہے مین نے اپنے مطوف صاحب سے دریافت کیا مگر وہ بھی مفصل نہ بتا سکے قصر شرافت مین کسی کو دخل نہین ہے اور ملازمین کی تعداد بھی سو آدمیون سے کم کی نہوگی اور اسپ خاصہ صرف عربی ہین پچاس کے اندر ہونگی بہی گھوڑے ہین جو نجد کی عمدہ قسمین ہین انمین سے کچھ گھوڑے تو وہ ہین جو سلطان خلداللہ ملکہ نے خلعت کی ساتھ بھیجے ہین جس سال مین حاضر ہوا تھا ایک سبزہ گھوڑا خلعت مین آیا تھا مین نے تو ہندوستان مین ایسا گھوڑا نہین دیکھا ہمارے ہان جو جہیز کا میلہ ہوتا ہے اُسمین ہر سال ہزارون گھوڑے آتے ہین اس شان و شوکت کا تو کوئی گھوڑا نظر سے نہین گذرا ہمارے پٹنہ کے رئیس شاہ لیاقت علی ہین انکو شریف صاحب نے اپنے اصطبل کا ایک بوڑھا مرئل گھوڑا دیدیا بمبئی کے سوداگر اُسکی قیمت تین ہزار روپیہ دیتے تھے انکے بڑے بھائی شریف عبداللہ اُنکا مادری واسطہ اہل نجد سے تھا وہ گھوڑے کے بڑے شوقین تھے اُنکے ایک گھوڑے کی قیمت دس ہزار روپیہ لگائے اُنھون نے انکار کیا انکا بھی وہی واسطہ ہے انکے گھوڑے بھی وہین سے آتے ہین مگر یہ ویسے شوقین نہین ہین خچر جو گھوڑون سے قد و قامت مین کم نہین اور انمین سے بھی ہر ایک کی قیمت ہزار ریال سے کم نہین پچاس ہونگے حمار انکا قد و قامت بھی یابو کے برابر ہوتا ہے اور رفتار ان کی بھی نہایت تیز ہوتی ہے خچر کی اور انکی رفتار مین بہت تھوڑا سا فرق ہوتا ہے مگر دوڑ

مین دونون برابر ہی رہتے ہین انکی قیمت بھی پانچسوریاں سے کم نہین ہوتی یہ بھی ایک مناسب تعداد مین ہین **سانڈنی** سیاہ - سرخ - سفید رنگ کی کہ جو عجائبات سے سمجھی جاتی ہین دوسو ہونگی ایک ایک کی قیمت پانچ پانچروپیہ تک کی ہے **شتران** باربرداری اُنکا اندازہ نہین معلوم جب شریف صاحب کسی نافرمان قوم پر تاخت کرتے ہین تو عربی گھوڑونپر خود اور اُنکے عزیز و اقارب ہوتے ہین اور سانڈنیون اور خچرون اور گدہونپر اُنکے ملازم سوار ہوتے ہین اور اسقدر جلد جاتے ہین کہ سوسو کوس ایک ہی دنمین پہنچتے ہین اور جو ایک ہزار فوج سانڈنی سوارون کی ہے ہر وقت آستانے پر حاضر رہتی ہے وہ برابر ساتھ جاتی ہے وہان سانڈنیان زمین پر ہمیشہ چرا ہی رہتی ہین اور بہت دُوردم ہوتی ہین —

شریف صاحب کی خوش اخلاقی

کوئی غیر ملک کا آدمی اگر اُنسے ملتا ہے تو اُس سے بکمال خوش اخلاقی مصافحہ کرتے ہین اور ترجمان کی وساطت سے اُس سے باتین کرتے ہین اور اگر وہ عربی جانتا ہے تو ضرورت ترجمان کی نہین ہے اور چائے قہوہ جس سے اُسے رغبت ہو وہان کے دستور کے موافق اُسکے سامنے پیش کرتے ہین ؎

سید ہمان بود کہ ہویدا شود ازو
خلق محمدی کرم مرتضے علی

ذکر پاشا صاحب و تنخواہ و فوج

پاشا ترکی زبان کا لفظ ہے اور یہ افسران فوج کے واسطے اعزازی لقب ہے اور جنرل سے کم درجے کیواسطے یہ لفظ نہین ہے **کپتان** کو یاور کے لفظ سے منسوب کرتے ہین ایک کپتان جو حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کا فوجی نگہبان جسے انگریزی زبان مین اڈیکانگ کہتے ہین حج کو آیا مطوف صاحب سے معلوم ہوا کہ یہ یاور کے لقب سے ملقب

ہے اور عمدہ کپتانی کا رکھتا ہے بہت سادہ لباس سے تہا اور نہایت کم سخن اس کا شغدرف میرے شغدرف کے آگے تہا چودہ روز تک ساتھ رہا کبھی ہمکلام ہونی کی نوبت نہ آئی اُسکے ساتھ رومیلی کا ایک ارنوط جو سپاہی کے عمدہ مین تہا اُس سے مجھہ سے باتین ترجمان کے ذریعے سے ہوتی تھین وہ جنگ پلونا مین شریک تھا وہان کے واقعات مفصل بیان کرتا تھا الغرض پاشا اعزازی لفظ ہے افسر کے نام کے ساتھہ یہ ضم کیا جاتا ہے نہ عہدے کے ساتھ مکہ معظمہ مین جو پاشا آتا ہے اصلی عمدہ اُسکا مشیر اور وزیر سلطان الکرم کا ہوتا ہے جیساکہ اس فرمان کے مضمون سے ظاہر ہے اور جسوقت یہ فرمان آتا ہی تو دروازہ خانہ کعبہ کا کھولا جاتا ہے اور اکابر مکہ معظمہ اور خود شریف صاحب اور اُنکے عزیز و اقارب بیت اللہ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر اس پاشا کیواسطے دعا کرتے ہین۔ اور ایک عمدہ فرش چاہ زمزم کے متصل بیت اللہ کے دروازے کے مقابلہ مین بچھایا جاتا ہے کہ اُسپر وہ بیٹھے ہین اور ایک ممبر چوبی قدآدم رکھا جاتا ہی ائمہ حرم شریف مین سے ایک امام اُسپر کھڑے ہوکر خطبہ پڑہتا ہے جسمین خلاصہ مضمون اُس فرمان سلطانی کا ہوتا ہے اور اس پاشا اور شریف صاحب اور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کیواسطے دعا مانگی جاتی ہے اور اسکا لقب والئے مکہ ہے۔

ترجمہ فرمان سلطانی جو ترکی زبانمین ہوتا ہی

یہ فلان پاشا ہمارا مشیر اور وزیر ہے اُمور متعلقہ بلاد حجاز و ما یتعلق بہا شریف صاحب کے مشورہ سے فیصلہ کریگا اور یہ شیخ الحرم بھی ہے جو امور جدیدہ متعلقہ حرم شریف ہونگے وہ شریف صاحب کے بمنظوری باب عالی انجام کیا کرے گا اور جو معمولی ہین وہ اُس کے اختیار سے انجام ہوتے رہین گے اور اس کو لایق ہے اور فہمایش کیگئی ہے کہ رعیت پر بہت مہربانی رکھے اور بکمال رافت اور محبت کا برتاؤ کرے وغیر ذالک اور ایک شریف کی تقرری کا بھی اُن کے

ساتھ آتا ہے اُسکی نقل بھی اس مقام پر مناسب معلوم ہوتی ہے شریف صاحب کے مدارج اور اختیارات
تو اوپر بیان ہو چکے صرف اونکا فرمان یہان لکھا جاتا ہے۔

ترجمہ فرمان سلطانی نسبت شریف صاحب

یہ فلان شریف ہمارے وزیر فلان درجے کے ہین (یعنی دولت عثمانیہ مین نشانات کہ وہ چاندی اور سونے کے بنے ہوئے مکلل بہ جواہر ہوتے ہین وہ چند درجے کے ہوتے ہین جس رتبہ کا ذی رتبہ ہے اُسی رتبہ کا اُس کو نشان دیا جاتا ہے اُس نشان کا درجہ معہ نام رتبہ اِس فرمان مین درج ہوتا ہے اور حملہ بھی ہوتا ہے کہ یہ شریف باجمیع اختیارات مُلک حجاز کیواسطے تجویز کیا گیا ہے) تم سب لوگ اسکی پوری اطاعت کرو اور بصورت سرکشی سزائے سنگین ہوگی اور اس شریف کو سمجھا دیا گیا ہے کہ تم لوگون پر نہایت مہربانی اور لطف سے حکومت کرے اور کسی قسم کی زیادتی اور ظلم نہ کرے اور شریف اور پاشا کو لازم ہے کہ آپسمین دوستی اور موافقت رکھین اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرین اور پاشا امور عظام مین شریف کے مشورے سے عملدرآمد کرے گا اور شہر مین حکومت اور حرم کے معاملات مین تعلق پاشا کا ہے۔

پاشا کی تنخواہ

ہر پاشا کا ایک رتبہ جدا ہے اور وہ چار درجہ سے زیادہ نہین پس ہر پاشا کی تنخواہ اسکے رتبے کے موافق ہے اور انتہا درجہ کی ترقی لاکھ قرش نقرہ ماہوار ہے جسکی مقدار سکہ مروجہ ہندوستان سے بارہ ہزار پانچسو روپیہ ہوئے اور یہی تنخواہ شریف مستقل کی بھی ہے اور جو عمائدین کہ شریف صاحب کے ساتھ ہین وہی اسکے ساتھ مین اور اکیس ۲۱ توپون کی سلامی بھی ہے اور ہر سال حج کے قبل ایک بیش بہا خلعت بھی پیشگاہ سلطان المعظم سے آتا ہے جو فوج کہ مکہ معظمہ کے پاشا کی ماتحت ہے اُسکی تفصیل یہ ہے خاص مکہ معظمہ مین چند

پلٹنین ہین اور سوارون کے رسالے اور اسپی توپخانے ہین اور چار قلعے سلطانی اندر شہر مکہ معظمہ کے ہین انمین ایک قلعہ بہت بڑا ہے اور اسی کے ایک گوشہ مین ایک بہت وسیع محبس ہے اور تین قلعے اوسط درجے کے ہین اور تین حوالاتین ہین جو ہر ایک اوسط درجے کے قلعہ مین واقع ہین اور محبس اور تینون حوالاتون پر ایک ایک افسر ترکی بطور داروغہ کے رہتا ہے اور ہر ایک قلعہ مین توپین اپنے اپنے موقعون پر لگی ہین قیام ان سب فوجون کا برائے نام قلعجات مین ہے مگر ہمیشہ خیمہ جات مین رہتی ہین اور برابر کوہستان اور میدان مکہ معظمہ مین اسکو چند حصہ کرکے پھرایا جاتا ہے اور پاشا بذات خود روزانہ ان فوجون کا جائزہ لیتا ہے اور قواعد ہر ایک کی ہر مقام پر جا کر ملاحظہ کرتا ہے جدہ مین پاشا ایک نائب معہ توپخانہ اور فوج کے اُس قلعہ مین رہتا ہے جو سمندر کے کنارے ہے علاوہ اسکے دو جہاز جنگی فوج اور عمدہ آلات حرب سے ہمیشہ جدہ شریف مین قلعہ مذکور کے سامنے موجود رہتے ہین اور مدام بحر عرب کا گشت کیا کرتے ہین طائف مین ایک نائب پاشا کا مع توپخانہ اور فوج کے قلعہ مین رہتا ہے اور سات مہینے ایام گرما مین مکہ معظمہ مین فوج بھی وہین جا کر رہتی ہے بندر رابق جو مکہ معظمہ سے براہِ خشکی چار منزل اثنائے راہ مدینہ منورہ مین واقع ہے اور سمندر کے کنارے پر ہے وہان بھی ایک قلعہ بنا ہوا ہے ایک ترکی افسر معہ توپخانہ و فوج کے رہتا ہے بندر ینبوع جو مدینہ منورہ سے براہِ خشکی چار منزل ہے وہان بھی ایک قلعہ ہے اور ایک ترکی افسر معہ توپخانہ و فوج رہتا ہے اور ان دونون بندرون پر وہ دونون جہاز جو بحر عرب کا گشت کرتے ہین اسکی نگرانی کیا کرتے ہین مدینہ منورہ مین دو پاشا ہین ایک بہ لقب شیخ الحرم اور دوسرا منتظم شہر وہ بھی مع فوج موجود ہ مکہ معظمہ کے پاشا کے ماتحت ہین اور جو فوجین مقامات صنعا تختگاہ قدیم یمن اور دیار اثیر و ہدیدہ واقع ملک یمن یہ بھی مکہ معظمہ کے پاشا کی ماتحت ہین اور تینون مقام جدہ سے براہ دریا بہت نزدیک ہین ان مقامون مین مکہ معظمہ سے بہت جلد فوج پہنچ سکتی ہے الغرض اس پاشا کی تحت حکم چالیس ہزار فوج ہے

ترکی زبانمین سپاہی کو نظام کہتے ہین اگر وہ پلٹن کا سپاہی ہے تو نظام کہلائے گا اور اگر رسالہ کا سپاہی ہے تو نظام سوار کہا جائے گا۔

افسرون کے القاب اور ماتحتونکی تعداد

نمبر	نام عہدہ	تعداد ماتحت
۱	اسباشی	دس سپاہیون کا افسر ہوتا ہے۔
۲	باس چاوش	پچیس سپاہیونپر یہ دو افسر ہوتے ہین مگر درجہ باس چاوش کا نسبت چاوش کے اعلیٰ ہے اسواسطے کہ یہہ تحریر کا بھی کام کرتا ہے۔
۳	چاوش	
۴	سیر لازم	پچاس سپاہیونپر افسر ہوتا ہے۔
۵	یوزباشی	سو سپاہیونپر افسر ہوتا ہے۔
۶	قولاغاشی	پانچسو سپاہی پر افسر ہوتا ہے ایک دہنی طرف اور دوسرا بائین طرف
۷	قولاغاشی	
۸	بین باشی	ایکہزار سپاہی پر افسر ہوتا ہے۔
۹	سیر الائی	تین ہزار پر افسر ہوتا ہے۔
۱۰	لیوا	پانچہزار سپاہیونپر افسر ہوتا ہے۔
۱۱	فریق	دسہزار پر افسر ہوتا ہے۔
۱۲	پاشا	تینتیس ۳۳ ہزار سپاہیونکا افسر ہوتا ہے۔ اور اس تعداد کو زبان ترکی مین اردی کہتے ہین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکان مولد حضرت خیر البشر سرور انبیا سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ

صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

لمؤلفہ ؎

جو تاج سر عرش بریں ہے یہ زمین ہے
اللہ کی رحمت کا نزول اسپہ یہیں ہے

پیدا ہوا اللہ کا محبوب اسی گھر مین
اے عاشقو عشاق کی مسجد تو یہین ہے

پھرتا تھا اسی مین وہ مہ اوج رسالت
سب کحل جواہر ہے یہان گرد نہین ہے

دیکھے اسے جو دیدۂ دل سے وہی جانے
سجدے کرے طور اسکو وہ روشن یہ زمین ہے

حضرت کا اسی ارض مقدس مین گذارا
ایسی متبرک کوئی دنیا مین زمین ہے

حاصل ہوئی کعبہ کو یہ عظمت اسی گھر سے
طیبہ مین اب اس قصر معلی کا مکین ہے

کیونکر نہ مرے مردہ مرا پھرتا ہے زمین پر
اکبر مرا قالب ہے یہان قلب وہین ہے

یہ مکان مبارک خاص حضور کی پیدایش کا مکان ہے بارہ بارہ گز کے مربع مین بطور کمرہ واقع ہے اور تین طرف کی دیوارونمین تین تین محرابین بطور دروازون کے ایک ایک گز چوڑی بنی ہوئی ہین اور سمت چہارم دروازہ آمد رفت کا ہے اُسکے بھی دونون طرف دو محرابین بنی ہوئی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی پیدائش اس مکان کے تیسرے حصہ مین ہے گرد اُس کے کٹہر الگا ہوا ہے اور اُسکے اوپر قبہ ہے اور مکان مبارک بیت اللہ سے تخمیناً پانچسو قدم کے فاصلہ پر ہے اور بارہ[۱۲] ربیع الاول کو ایک محفل شریف صاحب اور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے پاشا صاحب کے اہتمام سے یہان ہوتی ہے اور طعام بیشمار آدمیون کو تقسیم ہوتا ہے اور مردمان شہر اور حجاج بھی محفل میلاد شریف وہین جا کر تے ہین اپنی تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ جہان کہین محفل میلاد شریف ہوتی ہے تا ختم میلاد مبارک وہی مکان مبارک آنکھونمین پھرا کرتا ہے الحمد للہ علی احسانہ

مکان حضرت خاتون قیامت

علیہا السلام

یہ مکان جنت نشان والان در دالان ہے اور بازو مین دونون دالانون کی دو کوٹھریون کی جگہہ پر ایک لمبا کمرہ ہے جسکی آمد و رفت کا دروازہ بیرونی دالان مین ہے اور اُس کمرہ کے بیچمین حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام کے پیدا ہونے کا مقام ہے اور اُس کے چارون طرف کٹہرا لگا ہوا ہے اور اُس کے اوپر گنبد بنے اور اُسی کمرہ کے چوڑا ئو مین دیوار کے متصل آسیائے فاطمی ہے جو نہایت گران وزن ہے لیکن اُسکا اوپر کا پاٹ نہین ہے لوگ ایسا بیان کرتے ہین کہ کوئی شخص کسی طرح اسکو لے گیا اور وہ آسیائے مبارک زمین سے اتنی بلند ہے کہ کہڑے ہو کر اُسے گردش دیجاتی ہوگی اور پتہر اُسکا سیاہ ہے اور چکنا کثرت سے چونکہ لوگ اُسپر ہاتھہ پہیر کر آنکھون سے لگاتے ہین اسی وجہہ سے وہ پتہر چکنا ہوگیا ہے یہ مکان حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبرے علیہا السلام کا ہے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم اسی مین تشریف رکہتے تھے اور یہ مکان حضرت کے مکان میلاد سے قریب ہے ۔

مکان پیدایش حضرت سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ

یہ مکان نورانی بہی بطور دالان در دالان ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت یہی قطعہ لوگون کو مرغوب تہی اور یہ وجہہ بہی سمجھہ مین آتی ہے مکہ معظمہ مین گرمی زیادہ پڑتی ہے اور دوہرے دالان والا مکان ٹھنڈا ہوا کرتا ہے اسلئے مکہ معظمہ مین عام طور پر مکانون کی یہی قطعہ تہی دونون دالان بہت طویل و عریض ہین اندر کے دالان کی بلندی مین ایک گوشہ مین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی پیدایش کی جگہہ ہے اور چارون طرف اُسکے کٹہرا لگا ہوا ہے اور یہ تینون مکان شریف صاحب کے مکان کے پاس مکان ہراج یعنی نیلام خانہ کے متصل واقع ہین ۔

دکان بزازہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ دوکان ان تینون مکانات متبرکہ اور بیت اللہ شریف کے بیچمین واقع ہے دونون طرف کے جوار ایک سے ایک ہین اور یہ دوکان ایک دالان کی صورت مین ہے اور اُسکے بازومین ایک ایک درو سیع ہے اور آیات قرآنی جابجا دیوارونپر آب زر سے لکھی ہین۔

مکان پیدائش حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

یہ مکان بیت اللہ شریف سے ایک میل کے فاصلہ پر محلہ سفلہ مین واقع ہے وہ مکانات بیت اللہ شریف سے بجانب مشرق ہین اور یہ مکان بیت اللہ شریف سے بجانب مغرب ہے اس مکان کے دو احاطہ ہین اول احاطہ مین تو صرف میدان ہے اور اندر کے احاطہ مین آپ کی ولادت کا مکان ہے مربع ہے تخمیناً دس دس گز طول وعرض ہے گرد اُسکے کٹہرا ہے اور اوپر اُسکے قبہ ہے اور آگے اُس مکان کے وسیع چبوترہ ہے اور چبوترہ کے نیچے چمن ہے اور چمن کے گرد اور مکانات ہین اُس اصلی مکان سے متعلق یہ پانچون مکانات موصوفہ کی تعمیر پختہ ہے پتھر اور چونہ کی نہایت مضبوط اور خوشنما اور ہر ایک مکانمین فرش استنبولی قالین کا بچھا ہوا ہے اور سب مکانونمین روشنی کا عمدہ سامان جھاڑ فانوس وغیرہ موجود ہین سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے خدام نوکر ہین وہ ان مکانات متبرکہ کو پاک وصاف رکھتے ہین اور سب اہتمام روشنی وغیرہ کا اُنکے متعلق ہے۔

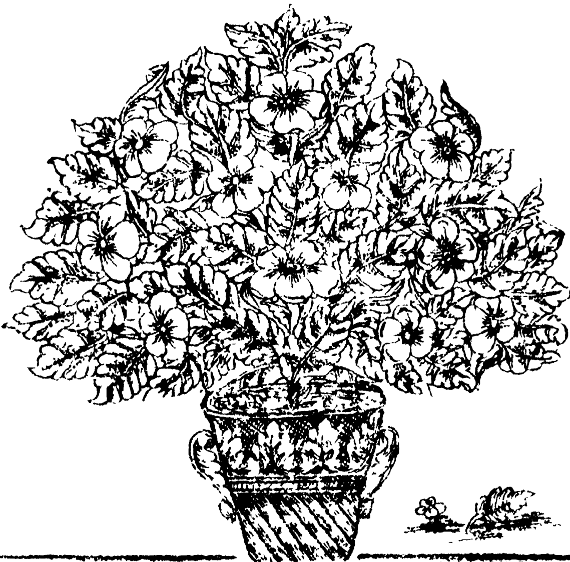
مکان حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

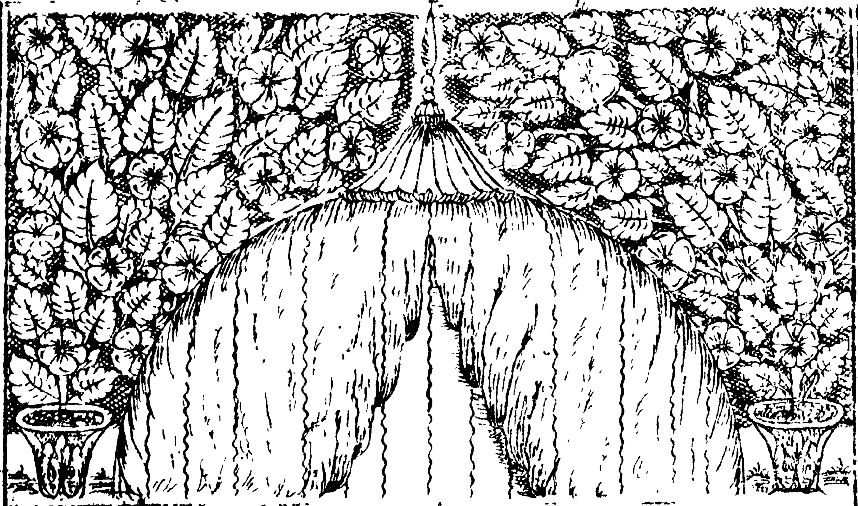
یہ مکان مبارک ایک پہاڑ پر واقع ہے اور اُس پہاڑ کا نام جبل عمر ہے یہ پہاڑ بیت اللہ شریف سے نصف میل ہے بجانب غرب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان کے محاذی بلندی اُسکی قریب ایک میل کے ہے وہان کوئی مکان آپ کی سکونت کا بنا ہوا موجود نہین ہے صرف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جو مربع ہے اور اُسکے وسط مین

آپ کی پیدائش کی جگہہ ہے اس کوہ کے دامن مین جو آبادی ہے اُس محلہ کا نام جبل عمر ہے

جنّت المعلّٰی

یہ مقبرہ مکہ معظمہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے دو احاطہ دیوار پختہ کے مین جنکے آمنے سامنے دروازہ ہین اور اُنکے بیچمین سڑک واقع ہے دو تین کوس کے گرد مین بنے ہوئے ہین اسمین مزارات نامی یہ ہین۔ قبہ حضرت بی بی آمنہ والدہ ماجدہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم قبہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا۔ حضرت بی بی اسما بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما قبہ حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما قبہ حضرت عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما۔ قبہ محمود شبلی رحمۃ اللہ علیہ۔ مزار حضرت سید ادریس رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بزرگ اولیاے مین سے ہین۔ دو پختہ قبرین وہ ہین کہ دو صاحب باہم نہایت سچے دوست تھے ایک ہی دن دونون نے انتقال فرمایا لہذا یہ دونون قبرین ایک دوسرے کے پہلو مین واقع ہین۔





باب چہارم در فضایل مَدینۃ الرّسول زاد اللہ تشریفًا و تعظیمًا

جابرؓ = اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَہَا وَتَنْصَعُ طِیْبَہَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

اسی حجاز ملک مین مدینہ منورہ قدیم دار السلطنت عرب واقع ہے بعد مکہ معظمہ کی مسلمانون کے لئے مدینہ طیبہ سی زیادہ کوئی متبرک مقام نہین ہے کیونکہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہین ہجرت فرمائی تھی اور یہین سے اشاعت دین اسلام ہوئی اور یہین حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی مکہ کیطرح مدینہ کے آس پاس بھی محض ریگستان ہے جسمین مطلق اشیائے خوردنی پیدا نہین ہوتین اور اہل مدینہ مایحتاج کو ینبع سے منگاتے ہین جو مثل جدے کے بحر احمر پر واقع ہے اور بندرگاہ مدینہ منورہ ہے زاد اللہ تشریفًا و تعظیمًا۔

وہی فرنچ مورخ لکھتا ہے کہ حجاج اسلام کی حسن عقیدت کیوجہ سے مدینہ بھی نہایت

پر تکلف شہر بن گیا ہے مکانات ترشے ہوئے پتھرون کے اور اکثر دو منزلے ہین شوارع مین پتھر کا فرش اور شہر کے گرد اونچی فصیل ہے باستثنائے مسجد نبوی جہان حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وعظ فرماتے تھے اور اب جہان اسوقت آپکا مزار ہے کوئی اور قدیم عمارت مدینہ مین نہین ہے لیکن یہی ایک عمارت مدینے کے اعزاز و اکرام کے لیے کافی ہے اور اسی ایک عمارت کیوجہ سے حجاج کی نظرون مین مدینہ بھی اُسی قدر مقدس اور متبرک ہے جیسے مکہ اب مین عرض کرتا ہون ؎

صبا بسوئے مدینہ روکن ازین دعاگو سلام برخوان ... صلوٰۃ ربی بروح پاک جناب خیر الانام برخوان
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ... کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبا دیکھو

لمولفہ **غزل**

قبۂ سبز مدینہ اُتر آیا دل مین ... کھنچ گیا روضۂ محبوب کا نقشا دل مین
جالیون کے مری آنکھونمین کھنچے ہین نقشے ... پردۂ سبز کا اُٹھتا ہے پھریرا دل مین
جب تصور مین پہنچتا ہونمین روضہ کے قریب ... لی مع اللہ کا نظر آتا ہے جلوا دل مین
ہی تو چھوٹا سا یہ گھر طور کا قبلہ ہے مگر ... ہمنے جب دیکھا تو روشن ہی ثریا دل مین
سبز رنگت مری دل کی نظر آتی ہی مجھے ... پڑ گیا روضۂ محبوب کا پردا دل مین
ایکساعت کی لیئے آئین یہان بھی یہ قدم ... فرش آنکھونکا بچھائے شہ والا دل مین
نظر آتا ہے ہین آمین کوئی روزن سا ... یا خدا ہو یہ مدینہ ہی کا غرفا دل مین
اپنے اعمال ہین جیسے وہ تو سب ظاہر ہین ... ہی تو ہے تیری شفاعت کا بھروسا دل مین
للہ الحمد یہان بس گئے حضرت آکر ... آنکھین جب بند ہوئین آپ کو دیکھا دل مین
آنکھون سے اور وہانتک ہی ایک نور ہی نور ... اُتر آیا ہے کوئی چاند کا ٹکڑا دل مین

مطلع

جلوہ فرما ہے وہی گنبد خضرا دل مین ... ساتھ ہر وقت ہے میرے ترا روضا دل مین

آنکھونکی راہ سے جاری ہی جو یہ سیل سرشک
جوش زن آپکی اُلفت کا ہی دریا دل مین
ہے کوئی پردہ نشین آمین ضرور ای اکبر
نظر آتا ہے ہمین نور کا پردا دل مین

مدینہ طیبہ زادا اللہ تشریفاً وتعظیماً

کثرت اسمار بزرگی دیل روشن ہوا کرتی ہے ناموںکی بہتایت مسمے کی عظمت و شان کی شرافت پر گواہی دیتی ہے جیسے کہ کثرت اسما سے اللہ عزوجل کی عظمت کا پتا لگتا ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گرامی مرتبہ ہونے کی دلیل ہی خصوصاً اُسوقت کہ جب اُن اسمائے مبارکہ کا ماخذ عمدہ عمدہ الفاظ ہون الحمدللہ علی احسانہ کہ آج سوائے مدینہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دنیا مین کسی اور شہر کو یہ بزرگی حاصل نہین ہے بعض علما ربانی نے اسکی اچھی طرح جستجو کی ہے کسی نے ایکسو اور کسی نے اس سے بہی زیادہ اسمائے گرامی مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم دریافت کئے ہین بخوف طوالت مین کچھ تھوڑے اسمار کتاب مستطاب جذب القلوب الی دیار المحبوب سے اسمین نقل کرتا ہون مبتدیاً باسمہ العظیم یہ وہ اسمار مبارک ہین کہ جو حضرت سید کائنات کو مرغوب ہین اور منہ وصف مین حضرت کی حدیث کراست آیات سے طابہ بتخفیف بائے موحدہ طیبہ بسکون مثناۃ تحتیہ طیبہ بہ تشدید تحتیہ۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہین بلکہ جملہ مشتقات اس مادہ کے داخل اسمائے مبارک ہین اور اطلاق ان اسمار کا طہارت کی وجہ سے شرک کی نجاستون سے ۔ اور یہ مبارک اسما سلیم طبیعتون کے موافق ہین تنبیہ یہ جملہ جو شیخ نے لکھا ہے غالباً سبحان اللہ انکی زبان پر آگیا پروردگار تعالے شانہ کو تو معلوم ہی تہا کہ ایک جماعت آیندہ کو ایسی بھی پیدا ہونے والی ہے کہ جو حج کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت سے انکار کرے گی اور اس بلدہ متبرکہ کی بزرگیون سے لے سے انکار ہوگا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہین

کہ اُس بلدہ متبرکہ کی ہوا ہی معطر نہین ہے بلکہ وہان کے در و دیوار سے وہ خوشبو آتی ہے کہ عشاق کا دماغِ جان معطر ہو جاتا ہے ؎

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا　　فما المسک والکافور والصندل الرطب

وہی عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ حضرت شبلی قدس سرہ جو اولیائے عالیمقام سے ہین کہتے ہین کہ خاک مدینہ مین ایک خاص خوشبو ہے جو کسی مشک یا عنبر یا صندل اور عبیر مین نہین ہے اگرچہ یہ بہت تعجب انگیز بات ہے مگر حقیقت مین کوئی تعجب نہین ہے مشام ارادت چاہیئے جس جگہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے انفاس طیبہ پہنچے ہون وہان شک عنبر کیا ہستی ؎

دران زمین کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست　　چہ جای دم زدن نافہای تاتاری است

اسیطرح سب خوشبوئین اُن بلدہ طیبہ کی خاص خوشبو کہتی ہین جو کہ جگہ مدینہ پاک کی ہین خصوصاً گلاب ہی کی نسبت سے ہی مشہور ہے ؎

زنسیم جان فزایت تن مردہ زندہ گردد　　زکدام باغی اے گل کہ چنین خوشت بوئیت

حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ
ترجمہ حضرت نے فرمایا کہ حکم کیا پروردگار عالم جل جلالہ نے مجھ کو کہ مدینہ کا نام طابہ رکھو نین اور وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نام مدینہ طیبہ کا توریت مین طابہ اور طیبہ اور طیبہ ہے اور مذہب حضرت امام مالک رضی اللہ تعالے عنہ کا یہ ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کی زمین کو عدم طیب سے نسبت کرے یا اُسکی ہوا کو ناخوش کہے اُسپر تعزیر واجب ہوتی ہے اور اُسکو قید کرین کہ وہ اپنے اس قول سے توبہ صحیح کرے حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ظہور ولادت کے زمانے سے پہلے مدینہ طیبہ کو یثرب یا اثرب مسجد کے وزن پر کہا کرتے تھے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بحکم خدا اسکا نام طابہ اور طیبہ رکھا زاد اللہ تشریفاً وتعظیماً۔

روایت ہے کہ اولاد نوح علیہ السلام مین سے ایک شخص تھا کہ جسکا نام یثرب تھا جب اولاد نوح علی نبینا وعلیہ السلام مین تفرقہ واقع ہوا تو وہ یہان آکر بسا اُسنے

اس بقعہ متبرکہ کو اپنے نام پر موسوم کیا علما رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا اس امر مین اختلاف ہے
یثرب مدینہ طیبہ کا نام ہے یا اُس کے اُس ناحیہ کا نام ہے کہ جو پورب کی طرف
جبل اُحُد کی سمت واقع ہے جسمین نہرین فراوانی کے ساتھ ہین اور نخلستان بیشمار ہین
اور اکثر علما نے اس قول کو ترجیح دی ہے ابن زبالہ جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ کے اصحاب مین سے ایک شخص ہے اور سر حلقہ مورخان مدینہ منورہ سمجھا جاتا ہے
وہ اور اُسکے سوا اور بھی بعض علما نے روایت کی ہے کہ مدینہ طیبہ کو اب یثرب نکہین اور تاریخ
بخاری مین ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ جو شخص ایکبار یثرب کہے تو اسکے کفارہ مین
دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی نے روایت کی ہے کہ جو شخص مدینہ کو یثرب کہے
اُسکو لازم ہے کہ استغفار کرے کہ نام اُسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور روایتین بھی ہین اور وجہ
کراہیت کی اُسکا اشتقاق ہے کہ ثرب کے معنی فساد کے ہین یا تثریب کہ اُسکے معنی مواخذہ
اور عقاب کے ہین یا یہ وجہ ہے کہ یثرب کا نام ایک کافر کا تھا اور یہ مکان شریف کہ ساحت
عزت اسکا غبار شرک اور کفر سے منزہ اور مبرا ہے لہذا مناسب نہ معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کے
تشریف لانیکے بعد بھی اُسی سابق نام سے پکارا جائے انوار رسالت نے کفرہ فجرہ کے
دلون کو نور ایمان سے روشن کیا اور کینہ و حسد سے پاک و صاف کر دیا سیکڑون طرح
کی بلائین جو قوم قریش پر پڑرہی تہین دور ہو گئین نار ان کے پہاڑون کی چوٹیان نورانی
ہو گئین دد و دام وحش و طیر مین انس کا مادہ پیدا ہو گیا تو مدینہ یا سکینہ جس بقعہ متبرکہ کو
پروردگار تعالے شانہ نے اپنے حبیب کی ہجرت اور آرام گاہ کے لئے دنیا بھر مین منتخب
کیا تھا کیون خلعت تشریف اور عزت القاب سے مشرف نہ کیا جائے اور قرآن پاک مین
جو واقع ہوا ہے کہ یا اہل یثرب لا مقام لکم۔ یہ منافقون کی زبان سے ہے جسکی نقل قرآن
پاک مین کی گئی ہے اور جو بعض حدیث مین یثرب واقع ہوا ہے وہ اس نہی کی بعد کی
حدیث ہے ایسا ہی کہا ہے محققین نے واللہ اعلم بالصواب اور منجملہ اسمائے مبارک

بقعہ منورہ کے ارض اللہ اور ارض الہجرت بھی ہے اللہ تعالے شانہ ارشاد فرماتا
ہے الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا کیا صحیح اطلاق ان دونون اسمائی مبارک
کا ہے اور اکالۃ البلدان و اکالۃ القرےٰ بھی دو نام اس بقعہ متبرکہ کے
مین اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُسکو تسلط حاصل ہے جمیع امصار و دیار پر اور اُس کے حکم کو
غلبہ ہے جمیع اقطار اور اغتنام غنایم اور ارتفاع خزائن پر اور بعض علماء نے اس معنی کو غلبہ
فضل اور عظمت رتبہ پر قیاس کیا ہی یعنی فضایل اُسکے عظمت و فضل کے سامنے مضمحل اور
متواری ہین جیسا کہ مکہ مکرمہ کو اُم القرےٰ کہتے مین اُسکی عراقت اور اصالت کے اعتبار سے
کہ جو اُسے تمام شہرون پر حاصل ہے علماء نے کہا ہے کہ مضمون اکالۃ القرےٰ بہ نسبت
اُم القرےٰ ابلغ اور اکمل ہے اسلئے اُمومیت محو اور اضمحلال کی مقتضی نہین ہے فقط ثبوت
اصالت اُس سے پایا جاتا ہے بخلاف اکل کہ اُس کے واسطے اضمحلال اور متواری ہونا
لازم ہے کیونکہ اکل کے معنی کھانے کے ہین اور ایک نام اس مکان عظیم الشانکا ایمان
ہے کلام اللہ شریف مین واقع ہے والذین تبوؤا الدار والایمان یہ آیت انصار کی
شان اور ثنا مین وارد ہے کہ یہ اُس بلدہ مطہرہ کے رہنے والے مین کہ جو مرجع اور مآل
ایمان کا ہے اور مظہر و مُظہر احکام ایمان کا یہی بلدہ مکرمہ ہے در آبدار و گوہر شاہوار
و لال شب چراغ کے ڈھیر کے ڈھیر اور موتیون کے دریا کے دریا اس روایت
پر نثار روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے فرشتہ نے جو القا اور الہام ارباب
ایقان کے دلون پر کرتا ہے اُسنے کہا کہ مین مدینہ طیبہ کی سکونت اختیار کرون اور ہرگز
اُس سے باہر نجاون حیا کے فرشتے نے بھی اُسکے ساتھ عقد موافقت باندھا
کہ مین بھی تیرے ہی ساتھ ہون تا قیامت تجھ سے جدا نہونگا لہذا یہ دونون پاک
صفتین مدینہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین آسمین ملی جُلی مین اغنیاء

مع الایمان بَارَّہ و بَرَّہ - کہ معنی بر و خیر پر دلالت کرتے ہین اِس مکان خیریت بنیان کی اسمائے صفات سے مین خیر و برکات کا دریائے ناپیداکنار اِسی زمین سے ترکہ سے جاری ہوا ہے بَلَد کہ لاَ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ خداوند تبارک و تعالےٰ نے اِس بقعہ شریفہ کی قسم کہائی ہے مراد اِس بلد سے بقول بعض مفسرین محققین مدینہ منورہ ہے کہ بوجہ نزول و قیام حضرت سید المرسلین خاتم النبئین صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم حالت حیات و وفات مین مکرمہ تکریم اور لباس تشریف اُسے عطا ہوا اور ایک جماعت علمار کا یہ بہی قول ہے کہ مراد بلد سے مکہ معظمہ ہے وہ زمین بہی آپ ہی کے قدوم میمنت لزوم سے اِس مرتبہ کو پہنچی اور اِس زمین نے بہی آپ ہی کے نعلین کے صدقے مین یہ رتبہ پایا ہے مسکے دونون ٹہی لمولفہ ؎

مدینہ آپ کا مدفن ہے مکہ آپکا مولد
یہی دو گہر تو ہین جو عرش کی روشن ستارے مین

چونکہ نزول سورۃ البلد کا مکہ معظمہ مین ہے لہذا یہ مرجح ہے کہ بلد سے مکہ مکرمہ مراد ہے واللہ اعلم بالصواب بیت رسول اللہ بہی اِسی مقام مبارک کے القاب سے ہے ؎

زہے سعادت آن بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول

جَابِرَہ بتخفیف و جَبَّارَہ بہ تشدید بہی اعلام سے اِس مقام عزت انتظام کے ہین۔

حدیث شریف لِلْمَدِیْنَۃِ عَشَرَۃُ اَسْمَاءٍ تعدد روایت سے ثابت ہے اور اوپر کے دو اسمار مبارک پر دلالت کرتی ہے اور تیسرا نام کہ جَبَّارَہ ہے اُسکی نسبت صاحب کتاب النواحی نے توریت سے نقل کیا ہے کہ وجہ تسمیہ جبارہ یہ ہے اُس نے ستمگران و سرکشان زمانہ کو اپنا مطیع کیا بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم کے نام پر اِسی سرزمین مبارک سے فرامین و احکامات جاری ہوئے بڑے بڑے ملک جیسے ایران و روم وغیرہ سب اِس کے باج گذار ہوئے مجبورہ بہی اِس بقعہ شریفہ کے نامون مین سے ایک نام ہے اِس لئے کہ وہ مجبور حکم الٰہی سے حضرت سید الانبیا صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی سکونت کے

باب مین حالت حیات اور حالت وفات مین جزیرۃ العرب بہی نام مبارک
اِس زمین نورانی کا ہے اور اِسکی موید یہ حدیث شریف ہے اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب
اور اِس سے مدینہ مطہرہ ہی مراد ہے اگرچہ بقول بعض دیگران تمام ارض حجاز اِس حکم مین شامل
ہے مگر مدینہ مطہرہ مخصوص ہے محبہ جلیبہ محبوبہ بہی اسمائے مخصوصہ ومرغوبہ سے مدینہ مطہرہ
کے ہین اور حدیث شریف اَللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ اِن اسمائے مبارکہ کی
موید ہے حرم وحرم رسول اللہ بہی تشریف اضافت کے ساتھ اِس ارض منورہ کی
القاب سے ہے۔ مسلم کی حدیث مین بہی وارد ہے المدینۃ حرم اور طبرانی کی حدیث مین
واقع ہے حرم ابراھیم مکۃ وحرمی المدینۃ حسنۃ بہی اسم گرامی اُس بقعہ شریفہ کا ہے حُسنِ
حِسی بسبب کثرت باغات وبساتین اور انہار وآبار وجبال رفیع وفضائے وسیع وقباب
بلند وعمارات دلپسند ومشاہد ومزارات ارجمند واحاطہ نور ورونق حضور وسواد روشن واماکن
ونواحے دلکشا کے سبب سے ہے اور حسن معنوی حضرت سرورِ عالم خلاصہ اولاد آدم ختمی مآب سیدنا
مولانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وجود قدس شہود کے سبب سے ہے
حضرت پروردگار تعالےٰ شانہ نے آپکی ذات مبارک اور آپکے آل واصحاب واتباع کی
ذات قدس آیات تمام خیر وبرکات کو شامل ہے عرف من ذاق و وجد من عرف ؂
ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی ؂

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا — وللناس فیما یعشقون مذاھب

واللہ باللہ کہ اصل حسن وزیبائی کہ جو حاسہ بصر اور چشم سر سے انسان دیکھہ سکتا ہے
جو اِس شہر شریف مین ہے وہ دوسری جگہہ نظر نہین آتی مگر ہان بعض اور مقامون مین کہ
جہان بہین کے انوار وبرکات نے اپنا پرتو ڈالا ہے جیسے کہ بغداد شریف اجمیر
شریف آستانہ خواجگان کرام یعنے دہلی بے شبہہ وہان بعض اوقات اِسی بقعہ متبرکہ
کی ہوائین چلنے لگتی ہین فقیر محمد اکبر ابو العلائی اپنا بارہا کا تجربہ اور مشاہدہ عرض کرتا ہے

اجمیر شریف مین صبح کی نماز کی اذان کے وقت خادم جب آستانہ عُلیا پر حاضر ہوتا ہے اور اذان کہنے کے بعد دروازہ شریف وا ہوتا ہے تو عجیب معطر ہوا روضہ مبارک سے باہر آتی ہے جسے بے تکلف اور بے تاویل کہہ سکتے ہین کہ روضہ محبوب خدا کی نسیم جان پرور ہے مین نے اور اکابر طریقت سے جو مدتون اس روضہ منورہ کی مجاور رہے ہین ایسا ہی سنا ہے ع

اصل آن از آفتاب این جمال افتادہ است　　ہر کجا نور یست تابان با کمال اعتلا

خیّرہ بہ تشدید خیرہ بتحقیق یہ دونون اسمائے گرامی بھی اسی سرچشمہ خیرات و برکات کے اسمار سے ہین حدیث المدینۃ خیرلھم لوکانوا یعلمون موید اس دعوے کی ہے۔ دارالابرار دارالاخیار دارالایمان دارالسنہ دارالاسلام دارالفتح دارالہجرت قبۃ الاسلام یہ اسمائے مبارک اسی زمین نورانی کے اسما ہین اور طاب اور شافیہ بھی اس دیار پر انوار کے نام ہین۔ حدیث مین وارد ہے کہ خاک مدینہ شفا ہے ہر مرض کے لئے حتےٰ کہ جذام اور برص کی بھی اور اُس سرزمین کے اثمار سے شفا حاصل کرنے مین بھی حدیث صحیح وارد ہے بعض علما متقدمین نے کتاب اسمار مدینہ منورہ اور اُسکی تعلیق مین ثابت کیا ہے کہ بخار والو نیز اس کی خاک پاک نے اثر صحت دکھایا ہے اور امراض قلب اور علت عصیان کی واسطے تو یہان کی خاک پاک اور آب وہوا خصوصیت ہی رکھتی ہے۔ غزل

جاتی ہی نہین دل سے تمنائے مدینہ　　پھرتا ہی مری آنکھو نمین صحرائے مدینہ
قربان مزار شہ والائے مدینہ　　دل خلد کا ہی گنبد خضرائے مدینہ
اک ڈال زمرد کا ہی ترشا ہوا دیکھو　　خوش قطع ہی کیا گنبد خضرائے مدینہ
جنت مین اگر نقص ہی باقی تو یہی ہی　　دلمین ہی بسا گنبد خضرائے مدینہ
اسکے ہی نظارہ سی تو زندہ ہین ابھی تک　　ہی روح خضر گنبد خضرائے مدینہ

مقصود ہی ہی مرا پر فرط ادب سے — لب پر نہین آتا کہ ہون شیدائے مدینہ
دلمین ہی کہ مر کر بہی نہ نکلین گے وہانسے — اب کی ہین تقدیر جو دکھلائے مدینہ
سب دور یہان نزدیک ہین دلمین ہی اگر عشق — ہم ہند مین ہین آنکھون مین صحرائے مدینہ
سودا ہو جو سر مین تو مدینہ کے سفر کا — ہو عشق تو عشق شہ والائے مدینہ
کعبے گئے تھے ڈہونڈنے ہم ہند سے جسکو — تھا دل ہی مین وہ انجمن آرائے مدینہ
کعبے کیلئے اور جگہ لاؤن کہان سے — اس دلمین تو بستی ہے تمنائے مدینہ
کعبے سے مرا خانۂ دل کم نہین اکبر — روشن ہے یہان شمع تجلائے مدینہ

عاصمہ بہی اس دیار مامون کا نام ہے اس سبب سے کہ مہاجرین نے کفار اور مشرکین کی ایذا سے نجات پائی بلکہ جملہ ساکنین اس بلدہ شریفہ کے محفوظ مین آفات و مخافات دنیا و دین سے معصومہ بہی اسم گرامی اسکا ہے بسبب محفوظ رہنے ہر سبب لشکر حضرت موسے و داؤد علی نبینا و علیہ السلام کے بعض جبابرہ و فراعنہ کے ظلم سے اور زمانہ آخر مین حضرت نبی الرحمۃ سیدنا و مولانا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے وجود مبارک کی برکت کے سبب سے احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالے شانہ مدینہ طیبہ کو محفوظ رکہے گا شر دجال اور فساد طاعون وغیرہ سے انشاء اللہ تعالے غلبہ یہ نام باشوکت اسمائے قدیمہ مدینہ منورہ سے ہے کہ زمانہ جاہلیت مین بہی یہ بلدہ طیبہ اس نام سے پکارا جاتا تھا چنانچہ یثرب اور غلبہ اور قہر اور تسلط اس زمین باشوکت کے نزول اور ورود کا سبب واقع ہوئی مین جسنے اس زمین باشوکت مین نزول کیا آخر کو بہ صفت غلبہ اور نسبت اشتہار موصوف اور موسوم ہوا یہود عمالقہ پر چڑہ آئے اور غالب ہوئے اوس اور خزرج یہود پر غالب آئے مہاجر اوس اور خزرج یہود پر و لکن الٰک الا ما شاء اللہ اور ایک نام باتشدید اسکا فاضحہ بہی ہے کہ بد اعتقاد اور بدکار اسمین پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کار انکا فضیحت اور رسوائی ہو گا نعوذ باللہ من غضب اللہ مومنہ بہی ایک نام پاک شہر کا ہے اہل ایمان

کی سکونت کی وجہ سے کہ احکام ایمان کا شیوع اور شعار اسلام کا جاری ہونا اسی مقام متبرکہ سے شروع ہوا ہے پس بقعہ متبرکہ کے ساتھ اہل ایمان کی اُلفت ضروریات سے ہے کہ الجنس یمیل الی الجنس تنبیہہ مجھے اُن حضرات کے فہم پر سخت افسوس ہے جو مسلمان ہین اور مدینہ رسول کی محبت کو ضروری نہین سمجھتے اللہ تعالےٰ شانہ اُن حضرات کے اس خیال کو بدلدے اور مدینے کی محبت سے اُنکے دلون کو روشن کردے آمین ثم آمین۔

ارباب تحقیق نے لکہا ہے کہ اس نام پاک کا یہ بھی ایک سبب ہے کہ یہ بلدہ شہر حقیقت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لایا ہے۔ اور ثبوت اسکا یہ ہے کہ مدینہ مبارک کی کنکریون نے حضرت کا کلمہ پڑہا ہے اور یہ معجزہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے اور حدیثین اسکی موید ہین اور جبل احد جو مدینہ کا ایک پہاڑ ہے اُسکی شان مین یہ حدیث واقع ہے کہ وہ حضرت سے خاص محبت رکھتا ہے۔ اور یہ حدیث خاص خاک پاک مدینہ کی شان مین وارد ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ تُرْبَتُہَا لَمُؤْمِنَۃٌ حضرت فرماتے ہین کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے تحقیق کہ خاک مدینہ کی مومنہ ہے کیون یارو سچ سچ فرماؤ کہ دنیا بھر مین مسلمانون کے واسطے کوئی شہر ایسا ہے کہ جسکی کنکریان حضرت پر ایمان لائی ہون جسکے پہاڑ کو حضرت سے خاص محبت ہو جسکی خاک کو حضرت نے مومنہ کا خطاب عطا فرمایا ہو پھر ایسے مبارک شہر کا بھی احترام نہ کروگے توکسکا احترام کروگے بہلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ حج کرنے جاؤ اور یہ کہکر مکہ سے پلٹ آؤ کہ وہان کا جانا فرض نہین ہے زیارت قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واسطے فرضون کا قصر کرنا کس اصول سے قرار پایا ہے قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط مین کیا اور میرا قلم کیا جو اس امر خاص مین کچھ لکہہ سکے مصنف حدیث لمومنۃ ونشیعہ آدمی کے واسطے کافی ہے اگر کسے درخانہ ہست صدائے بس است خدا کرے کہین کوئی عامل

باحدیث یہ نظر ماوین کہ ہم نے اس حدیث ہی مین گفتگو ہے اسکے راوی مخدوش اور مجروح ہین حدیث پایۂ صحت سے گری ہوئی ہے ملولفہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ ‏— بہی ہم گنہگار و نکا ہے سفینہ
ہین خواب مین ہین رسول اکرم ‏— یہ آرام گاہِ نبی کا ہے زینہ
ہی کیا دلنشین گنبد سبز حضرت ‏— یہ ہے عرش اعظم کا سچا نگینہ
مرے دلمین ہی روضۂ پاک حضرت ‏— یہ پہلے تو کعبہ تھا اب ہی مدینہ
ہین گھر بنالے مدینہ کی الفت ‏— پیمبر کا روضہ ہو یہ میرا سینہ
نہین بھولتا وہ مدینہ کا حلقہ ‏— ہی آنکھو نمین اب تک وہ بزم شبینہ
مدینہ کا انکار اور اہل ایمان ‏— محبت کا یہ بھی ہے کوئی قرینہ
مدینہ کی عزت نہو جس کے دلمین ‏— اُسی شخص کو کہتے ہین ہم کمینہ
دم نزع بھی ہو مرے لب پر اکبر ‏— مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ

مُبارکہ بھی اسمائے مبارکۂ مدینہ سے ہے احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ حضرت سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ اور مدینہ کی جملہ اشیاء کیواسطے دعائے برکت فرمائی ہے حتیٰ کہ مُد اور صاع مدینہ کے لئے بھی دعائے برکت کی ہے مجبورہ مشتق از جبر بجا حطی مفتوحہ بمعنی سرور بھی اسم گرامی ہے مدینہ باسکینہ کا اور محبار اُس زمین کو کہتے ہین سریع النبات و کثیر الخیرات ہو اور اثر مدینہ پاک کی زمین مین موجود ہے کہ جو مشاہدہ ہوتا ہے محروسہ محفوظہ محفوفہ وجہہ تسمیہ ان اسمار مبارکہ کی اوپر کے اسمار سے ظاہر ہے حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین وارد ہے کہ مدینہ کے دونون کونچون کے سرو پر دو فرشتے بیٹھے ہوئے مین کہ پاسبانی کر رہے ہین مرحومہ و مرزوقہ پہلے اسم مبارک کو توریت سے نقل کیا ہے اور وجہہ تسمیہ اُسکی خود ظاہر ہے کہ وہ منزل و ماوائے رحمۃ للعلمین

کی ہے اور وہ محل اور مہبط ہے رحمت ارحم الراحمین کا اور اُسکی رحمت عام و خاص فیض رسان ہین اہل عالم پر اور وہ نفع اور رزق پہنچاتی ہے قوائے جسمانیہ اور معنویہ روحانیہ کو اور ارباب توکل جو وہان معتکف ہین اُنکو یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ مسکینہ حدیث امیر المومنین سیدنا علی سلام اللہ علیہ مین وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے مدینہ کیطرف خطاب فرمایا کہ یَا طَیْبَۃُ یَا طَابَۃُ یَا مِسْکِیْنَۃُ لَا تَقْبَلِی الْکُنُوْز پروردگار تعالےٰ شانہ نے مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے خطاب کرکے فرمایا کہ ای زمین پاک و اے بقعہ مطہرہ اے مکان سکین خزانون کو قبول مت کر اور اپنی سکینت پر رضامند رہ اور حقیقت مین یہ خطاب رجوع کرتا ہے اُس کے ساکنین کی طرف تاکہ وہ صفت مسکینیت اور غربت پر کہ اصل خشوع اور خضوع کی ہے متصف رہین اور اہل دنیا اور ارباب ثروت کہ جو اس صفت پر نہ ہون وہ رغبت نہ کرین اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ اَعْنِیْ فِیْ اَھْلِ بَلَدِ حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ مسلمہ شل مومنہ بھی اُسکے اسمار شریفہ سے ہے ایمان و اسلام ایک ہی ہے جو تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ ہے کہ ایمان مین غالب رعایت تصدیق قلبی کی ہے کہ امور باطنیہ سے ہے اور اسلام مین ملاحظہ ہے جانب اقرار و انقیاد کا کہ احکام ظاہر سے ہے اور دونون نامون مین اشتقاق امن اور سلامت سے ہے مطیبہ مقدسہ یہ دونون اسمار بھی اسمائے سابقہ سے قریب ہی قریب ہین طیب و قدس و طہارت و نزہت و نظافت لوازم ذاتیہ سے اس مکان شریف کے ہین مقر قرار سے مشتق ہے حدیث مین وارد ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا مکینہ بھی اسمائے شریفہ مدینہ سے ہے کہ اُسی مکان محبوب ہونے کے سبب سے منزلت خاص اُسی حضرت خداوندی سے حاصل ہے ناجیہ نجات سے مشتق ہے یا ناجاہ سے یعنی سرور کیا اُسے یا نجوہ سے کہ نام زمین بلند کا ہے اور یہ وجہ تسمیہ اُسکی حسن وجہ

سے ہین وہ ظاہر و باہر ہین المدینہ یہ تمام اسمائے مبارکہ سے زیادہ تر مشہور نام ہے اور لغت مین مدینہ کے معنی بیوت مجتمعہ کے کہ کثرت عمارت کے سبب قریہ کی حد سے تجاوز کر گیا ہو اور مصر کے مرتبہ کو پہنچا ہو یعنی پایان تر مصر قریہ و بالاتر از مصر اور مدینہ اور بلد وسط مین ہے اور بعض نے مصر اور مدینہ کو ایک مرتبہ مین رکھا ہے اور اب مدینہ نام ہے مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا چنانچہ اگر مدینہ مطلق بھی ذکر کرین تو اسی بلدہ معظمہ سے مراد ہو اور استعمال عرب اسپر الف و لام زیادہ کرتے ہین اور ایسا تفاوت لغت عرب مین بہت ہے جیسا کہ نجم کا لفظ ہر کوکب پر آتا ہے ولیکن النجم بالف و لام نام چند ستارون کا ہے کہ انکو ثریا کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کی اور شہرونکی طرف کرین گے تو اوسکو مدینی کہین گے اور مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف کرین گے تو مدنی کہین گے سیدۃ البلدان اور حدیث شریف مین بروایت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ وارد ہوا ہے یا طَیْبَۃُ یَا سَیِّدَۃَ البُلْدَانِ

باب پنجم مدینہ منورہ کے فضائل مین جو احادیث سے ثابت ہے

زَادَ اللہُ تشریفاً وتعظیماً

واضح ہو کہ اجماع امت اور اتفاق علماء اسپر ہے کہ افضل بقاع واکرم بلاد مکہ مکرمہ اور مدینہ مشرفہ ہے زادہما اللہ تکریماً وتشریفاً اور ان دونون بلاد مکرمہ و مشرفہ کی باہم خود ہا کی تفضیل اور ترجیح مین اختلاف ہے اور بعد انعقاد اجماع کافہ علماء رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ وہ موضع جس سے جسد نازنین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ملا ہوا ہے مکہ مکرمہ سے افضل ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ بلکہ سب آسمانون سے یہانتک کہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین اگرچہ کتب قوم

مین صریح ذکر سموات وعرش کا واقع نہین ہوا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ اُس قبیل سے ہے کہ جس کے دل پر بلہسم غیب القا کرے پھر کسے مجال توقف اور انکار کی نہین ہے ۵

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اگر کوئی سوچنے اور سمجھنے والا ہو تو وہ سوچے اور سمجھے کہ وجود آسمان و زمین دونون کا اُسی کے قدوم میمنت لزوم سے ہے بلکہ اگر جملہ اجزائے زمین کو آسمان پر اس سبب سے ترجیح دین کہ آپ کی قبر شریف اجزائے زمین سے ہے تو محل تردد نہین ہے۔

امام نووی کہتے ہین کہ جمہور علمار کا یہ مذہب ہے کہ آسمان کو زمین پر فضل ہے اور بعض علمار کا قول ہے کہ زمین کو آسمان پر فضل ہے اور دلیل یہ پیش کی ہے کہ زمین انبیا کے رہنے کی جگہ ہے اور مدفن انکا ہے علیہم الصلوات والسّلام جمہور علمار کا قول ہے کہ اگر زمین انبیا علیہم السلام کا مستقر اور مدفن ہے تو آسمان انکی ارواح مطہرہ ومقدسہ کا محل ومقر ہے لیکن جب یہ مسئلہ پایہ تحقیق کو پہنچگیا کہ انبیا علیہم السّلام اپنی اپنی قبر و نمین زندہ ہین اور اجسام انکے اُسی طرح محفوظ ہین تو جواب جمہور علمار کا ہو گیا کہ زمین انکے اجساد ناز نین کا بھی مقر ہے اور انکی ارواح لطیفہ کا بھی مقر ہے مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ اور اکثر علمار مدینہ منورہ کا تفضیل مدینہ ہے مکہ مکرمہ پر اور بعض دیگر علمار تفضیل مدینہ مشرفہ مین مکہ مکرمہ پر انکے سوافق ہین لیکن خانہ کعبہ کو اُس نے مستثنے کیا ہے کہا ہے کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے لیکن خانہ کعبہ مستثنے ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ قبر شریف حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم افضل واکرم ہے علی الاطلاق والعموم کیا بلدہ مکرمہ اور کیا خانہ کعبہ اور خانہ کعبہ افضل ہے بلدہ معظمہ ومشرفہ مدینہ منورہ سے غیر البقعہ شریفہ قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و باقی مدینہ افضل ہے باقی مکہ مکرمہ سے اِس مقام پر علمار کا بہت اختلاف ہے اور حجتین اور دلیلین کہ مدینہ منورہ کی خیریت اور افضلیت پر بیان کین ہین ان شاء اللہ تعالےٰ

فضائل کے ذکر مین آوینگی اور اُن کی تعداد و محامد اچھی طرح ظاہر ہونگی اور ان سب کا خلاصہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی محبت ہے اس بلدہ شریفہ کے ساتھ اکثر اور ابلغ دوسرے شہرونکی محبت سے اور سبب اسکا حضرت کی اقامت شریف اور حصول فتوحات عظیمہ پر مرتبہ اور وصول ہونا کمالات شریفہ موعودہ کا جو اللہ تعالیٰ شانہ نے غنیمتون کے وعدے کئے تھے وہ یہین وفا ہوئے اور اسلام کو قوت اسی شہر مبارک مین حاصل ہوئی اور رواج دین کا یہین سے جاری ہوا اور یہی بقعہ متبرکہ منبع کل خیرات وحسنات کا ہے اور یہی زمین مقدسہ معدن ہے کمالات ظاہر و باطن کی اور علاوہ اُنکے وہ سعادت عظمے نعمت کبرے کہ جس کے سبب سے اُسے سائر بقاع سماوی و ارضی پر شرف امتیاز حاصل ہے وہ یہ ہے مرقد مبارک اور قبر منیف سید کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کی یہین ہے اور یہ امر آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ دین و دنیا مین اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین ہے جاننے والے ہی اسکو جانتے ہین اور ماننے والے ہی اسکو مانتے ہین ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جب قبر مبارک کی عظمت اس مرتبہ کو پہنچی ہوئی ہے تو اُسکی زیارت کا بھی ویسا ہی ثواب ہے یہ مسئلہ احادیث صحیحہ سے طرق متعددہ کے ساتھ ثابت ہے کہ خلقت ہر آدمی کی اُس زمین سے ہے جسمین وہ مدفون ہوا ہے پس لازم آگئی یہ بات کہ خلقت نفس زکیہ شریفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم بھی اُسی زمین مبارک سے ہے جسمین اسوقت آپ آرام فرما رہے ہین اور اُن دونون یارونکی خلقت بھی اُسی زمین شریفہ سے ہے جو آپکے پہلو مین ہے یعنی تربت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وکفیٰ بہ فضلاً وشرفا۔

روایت طبرانی نے معجم کبیر مین رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ فرمایا المدینۃ خیر من المکۃ اور امام
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موطا مین روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق توبیخ
وانکار عبد اللہ بن عباس مخزومی سے کہا کہ تو کیا کہتا ہی مکہ افضل ہی مدینہ سے اُسنے کہا کہ مکہ حرم خداوند تعالیٰ
ہی اور مقام امن ہی اور اُسمین گھر ہے سبحانہ تعالیٰ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مین حرم خدا اور
خانہ خدا کی نسبت کچھ نہین کہتا پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہی مدینہ سی اُسنے
پھر کہا کہ مکہ حرم خدا ہی اور خانہ خدا ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مین حرم خدا اور خانہ خدا کی نسبت
کچھ نہین کہتا چند بار اسی کلام کی تکرار فرمائی حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سی بہی ظاہر ہی کہ
مدینہ مطہرہ کی تفضیل مین جو مکہ معظمہ پر ہے خانہ کعبہ مستثنیٰ ہی مدعا تفضیل بلدہ مدینہ مطہرہ ہی بلدہ مکہ معظمہ پر غیر بیت اللہ
اور حاکم نے مستدرک مین خود روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مکہ سو ہجرت کیوقت فرمایا اللھم انک ان
اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی فی احب البقاع الیک ترجمہ خداوندا اگر تو مجھے اس بقعہ سی کہ محبوب ترین بقعہ ہی مجھی باہر لایا تو ساکن کر مجھی
اُس بقعہ مین کہ جو تجھے محبوب ترین بقعہ ہو تو بعد ظاہر ہونے اس دعا کے اجابت کے اثر کے
معلوم ہوا کہ مدینہ مطہرہ اللہ کے نزدیک محبوب ترین بقاع ہی تو جب یہ اللہ کی نزدیک محبوب ترین
بقاع قرار پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہی یہ زمین تمام بقاع سے زیادہ محبوب ہی

غزل

احن شوقاً الی دیار رایت فیہا جمال سلمیٰ — کہ میرساند ازان نواحی نوید وصلت بجانب ما
بوادی غم نہم نہادہ زمام فکرت ز دست دادہ — نہ بخت یاور نہ عقل رہبر نہ تن توانا نہ دل شکیبا
نہی جمال تو قبلہ جان حریم کوئی تو کعبہ دل — فان سجدنا الیک نسجد وان سعینا الیک نسعیٰ
ز ستر عشق تو بود ساکن زبان ارباب شوق لیکن — نہیب ریزان غم نہانی چنانکہ دانی شد آشکارا
بکت عیونی علی شیونی فساء حالی وطال بالی — کہ دانم آخر طبیب وصلت مرانیست خودآکند مداوا
اگر بجورم برانی از در وگر بہ تیغم بیفگنی سر — قسم بجانت کہ بر ندارم سر ارادت ز خاک آن پا
بر آستانت کمینہ جامی مجال ماندن نیافت لیکن — بکنج وقت نشستہ محزون بگوی محنت گرفتہ ماوا

چونکہ بعد اجابت دعا یہ بقعہ متبرکہ حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت

زیادہ محبوب ہوگئی اسی وجہ سے بعد فتح مکہ معظمہ کی طرف عود نہ فرمایا اور مدینہ مطہرہ ہی کی اقامت پر استقامت فرمائی اور اگر کوئی یہ کہے کہ اقامت دار ہجرت کی بسبب فرضیت کے تہی کہ جو حسب حکم باری تعالےٰ شانہ واقع ہوئی تہی پس آپکا مکہ کو معاودت نہ فرمانا اس سبب سے تہا نہ تفضیلت کے سبب سے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اصل امر الٰہی مقتضی اس حکمت پر تہا کہ حضور مکہ سے ہجرت فرمائین اور مدینہ مین ہمیشہ کے لئے تشریف رکھین پس لابد یہی حکمت مبنی ہے افضلیت پر اور ناشی ہے احبیت پر محب حبیب کے لئے جو مکان تجویز کرتا ہے یا کوئی خلوت آراستہ کرتا ہے اسکا موقع اور اسکی خوبی اول درجہ کی ہوتی ہے اس اصول سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مدینہ مطہرہ جسے اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب کی سکونت کے واسطے تجویز کیا وہ اللہ تعالےٰ شانہ کو بہت محبوب ہے ؎

حیف است جائی چو تو نگاری بچشم من ۔۔۔ در دل نشین کہ منزل خاص از برا تست

یہ سب ہے مباحثہ اور مذہب علماء کا تو نسبت کو نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر قایم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب احدیت عز اسمہ افضلیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ہے تو فضیلت کے وجوہ اور اسباب کو ملاحظہ نہ کر۔ باقی جو کچھ کہ آپکے سوا ہے اسکی فضیلت نسبت کے تفاوت سے ہے جو حضور پر نور سے ساتھ رکھتے ہین خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ مکہ آپ کا مبعث اور منشاء ہے مدینہ آپ کا مقام اور مقر ہے تو امر الٰہی کا تابع رہ اور محبت حبیب مین نزاع اور عصبیت نکر مکہ مین سطوت اور جلال اسکے حکم کا ہے اور مدینہ مین برکت اسکے دین کی ہے ہر جگہہ خدا کے حکم کا ملاحظہ کر اور ہر جگہہ نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مشاہدہ کر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

نظم

در ہیچ ذرہ نیست کہ نور محمدی ۔۔۔ از ظلمت وجود اضافی نہ طالع است

دریای فیض جود الٰہی وجود اوست — انہار کائنات بوی جملہ راجع است
نسر سپہر طائر انفاس فیض اوست — این نکتہ پیش اہل نظر امر واقع است
زد الوای حمد بدست محمدؐ است — متبوع اوست جملہ جہانش تابع است

نظم

بیا تا در مدینہ نور احمدؐ — ببینی از در و دیوار لامع
جمال مصطفےٰ بے پردہ بینی — چو خورشیدی کہ بی ابرست طالع
بیا ای کور چشم تیرہ باطن — ببین ہر گوشہ صد برہان ساطع

غزل

لی حبیبٌ عربیٌّ مدنیٌّ قرشی — کہ بود درد وغمش مایہ شادی وخوشی
فہم رازش چہ کنم او عربی من عجمی — لاف مہرش چہ زنم او قرشی من حبشی
ذرہ وارم بہ ہوا داری او رقص کنان — تا شدہ شہرہ آفاق بخورشید وشی
لذت تلخی عشقش ز من مست مپرس — ذوق این می نہ شناسی بخدا تا نچشی
مصلحت نیست مرا سیری ازان آب حیات — ضاعف اللہ بہ کل زمانٍ عطشی
گرچہ صد مرحلہ دور است زپیش نظرم — وجہہٗ فی نظری کل غداۃٍ وعشی
جامی ارباب وفا جز رہ عشقش نروند — سر بیا دست گر ازین راہ قدم باز کشی

مدینہ باسکینہ کے فضائل مین سے یہ بھی بڑی قوی حجت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مزار فائز الانوار یہین ہوا۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی مین کہ جب روح مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس عالم ظاہر کا تعلق چھوڑا

توصحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت مین اختلاف پڑا کہ قبر شریف آپ کی کس جگہ ہو حضرت سیدنا علی سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی جگہہ اُس سے زیادہ شریف اور گرامی پروردگار عالم جل وعلیٰ کے نزدیک نہین ہے جس مقام پر اُس کے حبیب کی روح مطہر قبض ہوئی ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق یار غار نبی نے بھی ایک حدیث اسی مضمون کی سرور عالم سے نقل کی یہانتک کہ اجماع صحابہ اسی پر ہوا کہ حضور پرنور وہین آرام فرمائین جس زمین پر روح مبارک جسم پاک سے جدا ہوئی ہے۔

فضیلت - ایک بزرگی مدینہ طیبہ زادہا اللہ تشریفاً و تعظیماً کی یہ ہے کہ جب آپ کسی سفر سے مدینہ طیبہ کو معاودت فرماتے تھے اور مدینے کی حوالی مین پہنچتے تھے تو آپ اپنے ناقہ کو کمال شوق مین آکر بہت تیز کردیتے تھے اور ردائے مبارک کو دوش کرامت نیوش سے نہ اُتارتے تھے اور غبار اُسپر خاک جو اَلئے مدینہ کا پڑا ہوتا تھا جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے ہٰذہ ارواح طیبہ ؎

اے نفس خرم باد صبا از بر یار آمدہ مرحبا

اور چہرہ مبارک پر جو غبار ہوتا تھا اُسے بھی نہ جھاڑتے تھے اور اگر کوئی صحابی غبار مدینہ منورہ سے ملے سر اور چہرہ کو پاک کرتا تو آپ اُسے منع فرماتے اور ارشاد کرتے کہ خاک مدینہ شفا ہے غُبَارُ ہَا شِفَاءٌ ۔

فضیلت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ شیاطین ناامید ہوئے مدینے کے لوگون کی عبادت کے سبب سے یعنی انہین عبادت کا ایک ایسا شوق ہے کہ جو باقی رہے گا ہمیشہ **میرا مشاہدہ** مسجد نبوی زادہا اللہ تشریفاً و تعظیماً کے ابواب بعد نماز عشاء مقفل ہوجاتے ہین وہی لوگ رہجاتے ہین جو ہمیشہ کے حاضر باش ہین یا جنپر اغوات

کو اعتبار ہو جائے اِس اہتمام اخراج کے ساتھ بھی کئی سو آدمی شب بیدار مسجد شریفہ
مین نظر آئے - ایک میرے دوست حافظ محمد سعید بھی اُنھین حاضر باشونمین سے
ہین دس بارہ برس سے زیادہ کے حاضر باش ہین بعد نماز عشا کبھی محراب نبی کبھی
محراب عالیشہ مین روزانہ صبح تک نفلونمین ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بعد نماز صبح
اپنے مکانپر آکر کچھ تھوڑا استقل کر کے آرام کرتے ہین اور نو دس بجے اُٹھ بیٹھتے ہین -
دوپہر کا کھانا دوستون کے ساتھ کھاتے ہین اور عصر کے وقت ایک عطار کی دوکانپر
بیٹھتے ہین لہ احباب سے ملاقات ہوتی ہے عصر کے وقت کھانا کھاکر داخل مسجد
شریفہ ہو جاتے ہین - مجرد ہین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے حضور سے انکا وظیفہ مقرر
ہے کچھ جمع نہین کرتے سب دوستون کی نذر کر دیتے ہین اللہ تعالے شانہ نے
تندرستی کی دولت بھی عطا فرمائی ہے فرماتے تھے کہ بارہ تیرہ برس سے ایک
شب کی بھی غیر حاضری مسجد شریفہ سے نہین ہوئی اور پھر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ
ایسے بہت سے حاضر باش ہین مگر مجھسے اورون سے ملاقات نہین ہوئی جا بجا لوگون کو
نفل پڑھتے ہوئے تمام رات دیکھا لیکن اُن کے حالات سے واقفیت تامہ نہوئی -

فضیلت - حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہین کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے اس جزیرہ کو اور
بروایت دیگر اس قریہ کو نجاست شرک سے پاک کیا ہے اگر نجوم انکو گمراہ نہ کرین صحابہ نے
عرض کی کہ حضور نجوم کا گمراہ کرنا کیا ہے - حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے شانہ اپنے
حکم سے پانی برساتا ہے اور یہ کہنے لگین کہ قمر فلان منزل مین ہے اِس سبب سے
پانی برسا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ قطعہ

خدا کے دستِ قوی مین عنان عالم ہے | جو چاہیگا سو کریگا جو چاہا اُس نے کیا
کہان کا برج کہان کے ستارے اے اکبر | ستارے اُسنے بنائے اُسی نے نور دیا

اُسی کے حکم سے چل پھر رہی ہین یہ شب روز　　اُسیکے حکم سے روشن ہے آسمان کا دیا
بلا جبان ہے جو حکم اُس نے کی تعمیل　　کہ مرنیہ الامرا و بجینے والا جیا

فضیلت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُمت کو ترغیب دی اور تحریص فرمائی اس بلدہ طیبہ کی اقامت پر اور یہان کی شدت ومحنت پر صبر کرنے کے لئے اور مدینہ باسکینہ مین مرنے کے لئے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَبَرَ عَلٰی لَاْوَائِہَا وَشِدَّتِہَا کُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ محدثین نے فرمایا ہے شہادت یعنی گواہی مطیعون کے لئے ہے اور شفاعت عاصیون کے لئے۔ اور ارشاد فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے مَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ جو مدینے مین مریگا مین قیامت مین اُسکی شفاعت کرونگا قیامت کے روز ابن ماجہ اور عبدالحق نے تصحیح اس حدیث کی یون کی ہے مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا اَوْ شَہِیْدًا ترجمہ جو شخص کہ سکے یا چاہے کہ مین مدینے مین مرون پس وہ مرے البتہ مین اُسکی شفاعت کرونگا قیامت کے روز **کیون حج کرکے مکہ سے ہند کو پلٹنے والے یارو** مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم زیارت کے قابل ہے یا نہین اگر با نمانو تو مین صاحب مدینہ کی شانمین جامی رحمۃ اللہ علیہ کے چند شعر پڑہون اور آپ گوش دلسے سنین

غزل

بشوقت جان بلب آمد تمامی　　　ففتم قم یا حبیبی کم تنامی
عمامہ بر سرو جامہ بہ تن پوش　　بقد سروے برخ ماہ تمامی
ہمہ پیغمبران در جستجویت　　خدا داند کہ تو در چہ مقامی

اُمیدِ خلعتِ شاہی ندارم ۔ بسر دارم ہمی داغِ غلامی
بحسنِ اہتمامت کار جامی ۔ بیارانت ہمی باید تمامی

دوسری حدیث مین وارد ہے حضورؐ ارشاد فرماتے ہین کہ میری اُمت مین سے جو پہلے میری شفاعت کا شرف حاصل کرین گے وہ اہلِ مدینہ ہونگے اِنکے بعد اہلِ مکہ اور اِنکے بعد اہلِ طائف۔

فضیلت حضرت سیّد انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنے واسطے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ موت میری مکہ مین نہ کر روح میری سوائے مدینہ کے قبض نہ کر اور یہ بہی حدیث مین وارد ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسی جگہہ نہین ہے کہ مین اُسے پسند کرون اپنی قبر کے لئے لیکن مدینہ۔ اور نقل ہے کہ حضرت **عمر** رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بہی یہی دعا تہی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ اور کہتے ہین کہ **حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ** نے سوائے ایکبار کے حج نہ کیا کہ فرض ادا ہوگیا پہر کبہی مدینہ سے باہر نہ آئے کہ کہین دوسری جگہہ موت نہ واقع ہو جاوے چنانچہ آپنے مدینہ ہی مین رحلت کی اور **جنت البقیع** مین استراحت فرما رہے ہین۔

فضیلت صحیح حدیث مین بطرق متعدد وارد ہے **حدیث** اَلْمَدِیْنَۃُ تَنْفِیْ خُبْثَ الرِّجَالِ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ **ترجمہ** یعنی مدینہ پاک کرتا ہے آدمیون کی برائی کو جیسے کہ لوہار کی بہٹی لوہے کے میل کو۔ اور اُسی معنی کی دوسری حدیث دوسرے طریق سے یون روایت کی گئی ہے۔

حدیث ۔ جابرؓ ۔ اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خُبْثَھَا وَتُنَصِّعُ طَیِّبَھَا اور بخاری مین ایک اور بہی حدیث اسی معنی کی ہے **حدیث** اِنَّھَا طَیِّبَۃٌ تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْفِضَّۃِ **ترجمہ** مدینہ پاک ہے گناہون کی پلیدی کو دور کرتا ہے

جیساکہ بہٹی چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اکثر علماء کا قول ہے کہ یہ خاصیت مدینہ شریفہ مین ہمیشہ کے واسطے ہے۔ **نقل** ہے حضرت عمر ابن عبد العزیز نے مدینہ سے روانہ ہونے کے وقت کہا کہ ہم ڈرتے ہین کہ کہین ہم اون لوگون مین سے نہون کہ مدینہ طیبہ نے جنکو اپنے یہان سے اخراج کیا ہوا اور یہ خاصیت تمام وکمال انشاء اللہ تعالےٰ اوس روز ظاہر ہوگی جب آخر زمان مین **دجال** ظہور کریگا اور مدینہ طیبہ کا قصد کرے گا مگر داخل نہونے پائیگا اُسکی مفصل کیفیت اور حدیثون مین موجود ہے شائقین کتب احادیث کی سیر فرمائین وہ حدیثین ملاحظہ سے گذر جائین گی بالجملہ صفت تزکیہ اور تطہیر کی اپنی سب قسمون کیساتہہ اس بلدۂ مبارک کے لئے لازم ہے۔

فضیلت۔ حضرت سیّد کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات درحق مدینہ بارہا دعائین خیر وبرکت کی فرماتے تہے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَبْدُكَ وَخَلِیْلُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِیْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اسلام اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایکروز مین آنحضرت صلے اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے ہمرکاب مدینہ طیبہ سے باہر آئے اور بحرہ سقیا مین کہ محل سعد بن ابی وقاص کا تہا پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور قبلہ کی طرف کہڑے ہوکر یہ دعا کی کہ خداوندا ابراہیم تیرا بندہ ہے اور تیرا خلیل ہے اور تیرا نبی ہے اوس نے دعا کی تجہہ سے اہل مکہ کے لئے خیر وبرکت کی اور مین بہی تیرا بندہ ہون اور رسول ہون۔ دعا کرتا ہون تجہہ سے اہل مدینہ کے لئے خیر وبرکت کی خداوندا برکت دے ان لوگون کے مدین اور ان لوگون کے صاع مین جیسا کہ برکت دی تونے اہل مکہ کو برابر ایک برکت

کہ اہل مکہ کو تو نے عطا کی ہین انکو دو برکتین عطا فرما یعنی اہل مدینہ کو آس پاس بہت سی حدیثین ہین جس جگہہ کہ دعا سے برکت مدا و صاع کے لئے ہے وہان خیر و برکت دنیاوی سے مراد ہے اور جہان مطلق دعا ہے وہ برکت و نعمت دارین کیو اسطے ہے۔

فضیلت قبل نزول حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم آب و ہوا ے مدینہ نہایت ردی تہی بخار او روبا کا خاص مقام یہی شہر سمجھا جاتا تہا جب حضور یہان رونق افروز ہوئے تو آپنے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس تپ اور وبا کو مدینہ سے نکالکر جحفہ مین پہنچا دے کہ وہ مقام دار شرک اور طغیان ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہتے ہین کہ جب حضرت مدینہ مین داخل ہوئے تو تہوڑے روزون کے بعد حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ تعالے عنہ اور **بلال** رضی اللہ عنہ اور عامر یہ تینون بزرگوار ایک ہی گہر مین بخار کی حالت مین پڑے تہے حضور پر نور نے حضرت ام المومنین **عائشہ** رضی اللہ تعالے عنہا کو حکم کیا کہ ان لوگون کی خبرگیران رہین پہلے وہ اپنے والد بزرگوار کے پاس تشریف لائین دیکہا کہ وہ گہر کے ایک گوشہ مین پڑے ہوئے ہین اور یہ شعر پڑہ رہے ہین ؎

کُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِی اَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ترجمہ ہر مرد صبح کرنیوالا ہے اپنے اہل کے ساتھہ۔ درحالیکہ موت نزدیکتر ہے اُن کے جوتی کے تسمہ سے اُنکی شراک نعل سے سبحان اللہ وبحمدہ صدیق اکبر حقیقت مین صدیق۔ جہان جہان آپکے اشعار دیکہے یا سُنے گئے وہ مضامین حکیمانہ سے مملو پائے گئے واقعی امر یہ ہے کہ اللہ تعالے شانہ دانندہ آشکارا و نہان ہے وہ اوسی کو بزرگی دیتا ہے جو بزرگی کے لائق ہوتا ہے انہین حکیمانہ خیالات نے حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ تعالے عنہ کو وہ ترقی عطا فرمائی کہ اوس عہد مین انسان کے لئے اُس سے

زیادہ ترقی ہو ہی نہین سکتی تہی **خلافت** پیغمبر آخرالزمان کے بعد پہر آدمی کیا ترقی کرسکتا ہے بڑی ترقی دنیا کی بادشاہی ہے وہ آپ کی نعلین برداتہی نبوت کا مرتبہ باقی نرہاتہا یہ جنکے جانشین تہے اونکی ذات پر ختم ہوچکا تہا اب باقی رہگئی خلالی وہ بشہ کے واسطے ہو ہی نہین سکتی بس آپنے اپنے عہد مین اس مرتبہ کو اپنی ذات تک رکہا اور اپنی رحلت کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمایا اور حضرت عمرؓ کے بعد خدا نے یہ مرتبہ حضرت **عثمان** رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بخشا حضرت **عثمانؓ** کے بعد اس ترقی کے دروازہ کو بند کرنے والی **ذات پاک مرتضوی** تہی اسلام اللہ علیہ المؤلفہ

جو ذات پاک نبیؐ خاتم نبوت ہے   علیؓ ہی کیطرح خاتم الخلافت ہے

المختصر حضرت **عائشہ** رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے والد ماجد کو دیکہکر حضرت بلالؓ اور عامرؓ کو دیکہنے گئین تو کیا دیکہا کہ گہر کے دوسرے گوشہ مین **بلالؓ** اور **عامرؓ** پڑے ہوئے ہین اور کفار قریش کو لعنت کر رہے ہین اور مکہ معظمہ اور اوس کے مواضع کی یادین اشعار پڑہ رہے ہین اور ارض مدینہ اور اوسکی شدت کی شکایت کر رہے ہین **پس حضرت** سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال نے تپ اور وبا کو مدینہ سے جحفہ مین منتقل کردیا یہ امر حضور پرنور کا بہت بڑا معجزہ ہے۔

روایت ہے کہ ایام جاہلیت مین جو کوئی قصد مدینہ کا کرتا اور چاہتا کہ وبائے مدینہ سے سلامت رہے تو جب وہ مقام ثنیۃ الوداع مین پہنچتا تو دس بار اذخر کرتا۔ (اذخر ایک گہاس کا نام ہے وہ وہان ہوتی ہے اوس سے کچہہ ٹوٹکا کرلیتا) تو وہ سمجہہ لیتا کہ مین وباسے محفوظ رہونگا اور اگر وہ یہ ٹوٹکا نہ کرتا تو لوگ سمجہہ لیتے تہے کہ بس اب یہ زندہ نہ پہرے گا یہی وجہ تسمیہ ثنیۃ الوداع کی ہے یہانتک کہ حضور پرنور کے

زمان سعادت نشان مین عرب کا ایک شاعر کہ جسکا نام عروۃ بن الورد تہا اُس نے قصد مدینہ کا کیا جب وہ ثنیۃ الوداع مین پہنچا تو اوسنے ان کافرون کی سنّت سیّئہ اور عادت شنیعہ کی پیروی نہ کی اور وہ لوٹکا نہ کیا اور یہ شعر کہا ؎

لعمری لئن عشرت من خشیۃ الردی ۔ نہاق الحمر انّنی لجزوع

پس وہ مرد مدینہ باسکینہ مین داخل ہوا اور اوسکو وہ آفت نہ پہنچی جس سے عوام الناس متوہم تہے بس اسی کے بعد سے یہ بُری رسم متروک ہو گئی بلثنیۃ الوداع کا ذکر کتب احادیث مین جابجا بہت واقع ہے ایک دوسری وجہ تسمیہ اور بہی بیان کی گئی ہے کہ اہل مدینہ یہانتک مسافرون کی تودیع کیواسطے آتے ہین لہذا اس کہانی کو ثنیۃ الوداع کہتے ہین ۔

خصوصیات روایات معتبرہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ **بلدہ مطہرہ** نجاست شرک اور وجود **دجال** سے جو کہ آخر زمانہ مین خروج کریگا محفوظ رہیگا صحیحین کی روایت سے ثابت ہوا ہے کہ دجال کے خروج کے زمانہ مین مدینہ طیّبہ کے ہر گلی کوچہ مین فرشتون کی ایک جماعت متعین ہوگی حراست کے لئے کہ وہ دجال کو آنے سے روکے گی **حدیث** مین وارد ہے کہ کوئی شہر دنیا کا ایسا نہوگا جہان دجال کا گذر نہو لیکن مکّہ اور مدینہ ان دونون بقعہ متبرکہ مین وہ ملعون داخل نہونے پائیگا **مسلم کی حدیث** مین وارد ہے کہ خروج دجال کا مشرق کیطرف سے ہوگا بعد اسکے وہ مدینہ کا قصد کریگا اور جبل اُحد کی پشت پر آجائیگا مگر وہ ملائکہ جو مدینہ باسکینہ کے محافظ ہونگے اسکا منہ شام کی طرف پہیر دین گے وہ ملعون شام پہنچکر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ہاتہ سے قتل ہوگا پہر دنیا مین امن و امان ہونے کے بعد حضرت **عیسے** علیٰ نبینا و علیہ السّلام مدینہ باسکینہ مین حاضر ہونگے اور وہین انکی رحلت واقع ہوگی اور وہ ایک قبر کی جگہہ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ

وسلم کے دوسرے پہلو مین ہے آرام فرمائین گے سبحان اللہ وبحمدہٖ ایک پہلو مین دو نون وزیر یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ رضی اللہ تعالے عنہما اور دوسرے پہلو مین نبی اولوالعزم یعنی حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نظم

ز مہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی ز محرومان چرا غافل نشینی
ز خاک اے لالہ سیراب برخیز چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از برد یمانی کہ روی تست صبح زندگانی
شب اندوہ ما را روز گردان ز رویت روز ما فیروز گردان
بتن در پوش عنبر بوے جامہ بسر بربند کافوری عمامہ
فرود آویز از سر گیسوان را فگن سایہ بپا سرو روان را
ادیم طائفی نعلین پاکن شراک از رشتۂ جانہاے ما کن
جہانے دیدہ کردہ فرش راہند چو فرش اقبال پا بوست تو خواہند
ز حجرہ پائے در صحن حرم نہہ بفرق خاک رہ بوسان قدم نہہ
بدہ دستے ز پا افتادگان را بکن دلدارے دلدادگان را
اگرچہ غرق دریاے گناہیم فتادہ خشک لب بر خاک راہیم
تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے کنی بر حال لب خشکان نگاہے
خوشا کز گرد رہ سویت رسیدیم بدیدہ گرد از کویت کشیدیم
بہ مسجد سجدۂ شکرانہ کردیم چراغت را ز جان پروانہ کردیم
بہ گرد روضہ ات گشتیم گستاخ دلم چون پنجرۂ سوراخ سوراخ
زدیم از اشک ابر چشم پُر آب حریم آستان روضہ ات آب
گہی رفتیم زان ساحت غبارے گہے چیدیم زو خاشاک و خارے

ازان نور سواد دیدہ دادیم ۔ وزین پر ریش دل مرہم نہادیم
بسوئے منبرت رہ بر گرفتیم ۔ زچہرہ پایہ ات وزر گرفتیم
زمحرابت بہ سجدہ کام جستیم ۔ قدم گاہت بخون دیدہ شستیم
بپائے ہر ستون قد راست کردیم ۔ مقام راستان درخواست کردیم
زداغ آرزویت بادل خوش ۔ زدیم از دل بہر قندیل آتش
کنون گرتن نخاک آن حریم است ۔ بحمد اللہ کہ جان آنجا مقیم است
بجو و درماندہ ام از نفس خودرائے ۔ ببین درماندۂ چندین بخشائے
اگر نبود چو لطفت دستیاری ۔ ز دست ما نیاید ہیچ کارے
قضا می افگند از راہ سارا ۔ خدا را از خدا درخواہ سارا
کہ بخشد از یقین اول حیاتے ۔ دہد آنگہ بکار دین ثباتے
چو ہول از روز رستاخیز خیزد ۔ ز آتش آب روی ما نہ ریزد
کند با اینہمہ گمراہی ما ۔ ترا اذن شفاعت خواہئے ما
چو چوگان سر فگندہ آوری روئے ۔ بمیدان شفاعت امتی گوئے
بحسن اہتمامت کار جامی ۔ طفیل دیگران یابد تمامی

صحیحین کی حدیث مین وارد ہے مدینہ مین ایک مرد ہوگا جو بہترین مردمان مدینے سے ہوگا وہ مدینے سے دجال کیطرف جائیگا اور کہے گا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو دجال ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تیرے خروج کی خبر دی ہے ابو حاتم نے معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ مرد حضرت خضر علیہ السلام ہونگے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث صحیح سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یوم الخلاص کا ذکر فرمایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا حضرت

یوم الخلاص کسے کہتے ہین فرمایا کہ یہ اُسدن کا نام ہے جسروز دجال یہان آئیگا اور کوہ اُحد پر چڑھ کر دیکہے گا اور اپنے لوگون سے کہیگا کہ تم جانتے ہو یہ قصر سفید جو نظر آ رہا ہے کیا ہے یہ مسجد احمد ہے بعد اسکے وہ یہان آنیکا قصد کرے گا وہ جماعت فرشتون کی جو مدینہ کے ہر گلی کوچہ مین حفاظت کیواسطے مقرر ہے اُنکو حفاظت کرتے ہوئے دیکہے گا پس وہان سے ہٹکر نواحی مین وادی کے جہان اوس کی فوجکا مجمع ہو گا خیمہ زن ہو گا اور اوس روز مدینہ با سکینہ کو تین بار زلزلہ ہو گا اُسمین چہپے چہپائے جو کافر اور منافق و فاسق ہونگے وہ نکلکر دجال کے پاس چلے جائینگے مدینہ ہر خبیث و نجاست سے پاک ہوجائیگا اسکا نام یوم الخلاص ہے۔

فضیلت حکیم مطلق جل و علا نے اس بلدہ مطہرہ کی مٹی اور اثمار مین اثر شفا رکہا ہے۔ احادیث کثیرہ مین وارد ہے غُبَارُہَا شِفَاءٌ ہر علت اور ہر مرض کی دوا مدینہ کا غبار ہے اور بعض طرق حدیث مین وارد ہے وَمِنَ الجُذَامِ وَالبَرَصِ اور بعض اخبار مین ایک موضع مخصوص کے لئے کہ وہ مدینہ ہی مین ہے اور اُس کو صعیب کہتے ہین اور وادی بطحان بہی کہتے ہین اُسمین تخصیص یہ اثر پایا گیا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بعض اصحاب کو فرمایا کہ وہ اپنی تپ کا علاج اوس خاک پاک سے کرین اُسی خاک کا نام خاک شفا ہے مدینہ منورہ مین خلفاً عن سلفٍ یہ بات مشہور ہے اور اس خاک پاک کو امراض کے علاج کے لئے لیجانیکا حکم بہی ہے باستثنا اور خاک کے اکثر علما نے اس علاج کو مجرب لکہا ہے شیخ مجد الدین فیروزآبادی فرماتے ہین کہ مین نے خود تجربہ کیا میرا ایک غلام تہا ایک سال کامل عارضہ تپ مین گرفتار رہا مین نے تہوڑی سی یہ خاک پاک لی اور پانی مین ڈالکر اُسے پینے کو کہا اُسنے پی لی اور اللہ تعالے شانہ نے اُسی روز اُسکو صحت عطا فرمائی حضرت مولانا عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین بہی اس خاک پاک کے معالجہ سے مشرف ہوا ہون جس ایام مین کہ

بسعادت اقامت اس بلدہ رحمت انجام کے مشرف تہا تو اُس اقدام کے عارضہ مین مبتلا
ہوا باتفاق اطبا یہ عارضہ مُشدِّد اور مخبر ہلاک و فنا سے ہے مین نے استشفا اسی خاک
پاک سے کی اور الحمد للہ کہ بہت جلد مجہے صحت ہوگئی اور اس بلدہ طیبہ کے اثمار کے ساتھ
بہی استشفا روایت سے ثابت ہے جو شخص کہ سات دانے عجوہ کہجور کے صبح کو ناشتا
مداومت کے ساتہ کرے انشاء اللہ تعالے اُسپر سحر اور زہر اثر نہ کرے گا حضرت
عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا اسی عجوہ کہجور کو عارضہ دوار یعنی چکر
کیواسطے فرمایا کرتی تہین۔ یہ عجوہ وہ کہجور ہے کہ جسکے نخل کو حضور سرور عالم نے
اپنے دست مبارک سے نصب کیا تہا مدینہ طیبہ مین کہجور کے اقسام بہت ہین
سید علیہ الرحمتہ نے تاریخ کبیر مین ایک سو انتالیس ۱۳۹ اقسام شمار کئے ہین حضرت
عباس رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت مین ہے کان احب التمر الی رسول اللہ العجوہ
ایک کہجور ہے کہ جسکا نام صیحانی ہے اسکی روایت یون ہے۔ اور حضرت جابر رضہ نے
روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتہ اپنے ہاتہ مین لئے ہوئے باغ کی سیر کر رہے تہے وہ مدینہ کا کوئی
باغ تہا ناگاہ آپ کا گذر ایک نخل خرما کی طرف ہوا اُسمین سے صدا آئی ھذا محمد سید الانبیا
وھذا علی سید الاولیا ابو الائمۃ الطاہرین ٥ اور دوسری روایت مین ہے ھذا علی سیف
اللہ چونکہ صیحہ کے معنی آواز کے ہین لہذا اس کہجور کا نام صیحانی ہے ہمارے بعض
مشفق بہائی ان روایتوں پر تعریضین فرمائین گے مجہے اُنکے انکار سے خوف نہین یہ
تو اسراری معاملات مین جسپر یہ سر منکشف نہین ہوا وہ غریب گہبرا کر انکار نہ کرے تو کیا کرے
دوسری شئے محبت ہی جسے آنحضرت صلعم سے محبت ہی اُسکے خیال مین یہ سب مشکلین آسان
ہین آخر اسی محبت نے اہل نار کو اہل جنت سے بنا دیا پہلے خدا کے دشمنو نمین شمار کئے
جاتے تہے محمد رسول اللہ کا زبان سے نکلنا تہا کہ اولیا کی صفت مین داخل

ہو گئے۔

اُستن حنانہ جسکا حال حضرت مولوی روم قدس سرہ نے مثنوی مین بڑی محبت اور اعتقاد سے بیان کیا ہے وہ کیا تھا ایک لکڑی کا ستون تھا چند روز جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا تکیہ رہا زندہ جاوید ہو گیا آپ نمانین مگر ہمین تو کسی سنوانے والے نے سنوا دیا ہے ؎

بکوزہ لب چو نی کوزہ نبات شود　　زکوزہ قطرہ چکد چشمہ حیات شود

فضیلت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم آدمیون کو وصیت فرماتے تھے کہ اہل مدینہ کا اکرام کرو اور یہان کے رہنے والون کی تعظیم کرو اور ثبوت اس مدعا کا اُس وعید سے ہے کہ جو اہل مدینے کے ایذا دینے والون اور ڈرانے والون کے حق مین وارد ہے اور وہ حدیث یہ ہے **قال** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم المدینۃ مھاجری مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے وفیھا مضجعی اور اُس مین میری خوابگاہ ہے یہ کنایہ ہے مرقد مطہرہ سے وفیھا مبعثی اور اُسی مین میری بعث ہوگی یعنی اسی مقام سے آپ ستر ہزار ملائکہ رحمت کہ ہر روز و شب قبر شریف کو گھیرے ہوئے ہین وہی آپ کی جلو مین ہونگے حقیق علی امتی حفظ جیرانی لازم اور سزاوار ہے میری اُمت پر کہ میرے پڑوسیون کی حرمت کی حفاظت کرین اور اُنکے حقوق کی رعایت مین کوئی شمہ فروگذاشت نہ کرین اور اگر اُنسے کوئی بات واقع ہو جائے تو مواخذہ نکرین جہانتک درگذر کرسکین درگذر کرین ما اجتنبت الکبائر اُسوقت تک کہ یہ مرتکب کبائر نہون یعنی انکی چھوٹی چھوٹی باتو پر خیال نہ کرنا من حفظھم کنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیامۃ یعنی جو کوئی انکی حرمت کی حفاظت کریگا قیامت کے روز مین اُسکا گواہ اور شفیع ہونگا ومن لم یحفظھم سقی من طینۃ الخبال اور جو شخص کہ ان کے حق کی حرمت نہ کرے گا آبخور اُسکا طینت خبال سے ہوگا: طینت خبال ایک حوض ہے

دوزخ مین کریم اور زرد آب دوزخیون کا اُس مین جمع ہوتا ہے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا

فضیلت مسلم کی صحیح حدیث مین وارد ہے لایرید احد اھل المدینة بسوءٍ الا اذابه الله فی النار کما اذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء۔

ترجمہ فرمود جو کہ اہل مدینہ سے ارادہ بدی کا کرے اور انکو ایذا دینے کا قصد کرے عذاب ملک جبّار مین گرفتار ہوگا اور جسطرح رانگ یا سیسا آگ مین اور نمک پانی مین گھلتا ہے اُسی طرح گھل جائیگا بعض علماء نے اُسکی تخصیص عقوبت آخرت کے ساتھہ کی ہے اور ظواہر احادیث اور شواہد احوال اس کے خلاف ہین۔

میرا مشاہدہ قصبہ مونگیر کے رہنے والے ایک شخص جنکا نام سیا سجان صاحب اُن کو پنشن لینے کا اتفاق ہوا تو اُنکو دانا پور کی آب وہوا پسند ہوئی تو اُنھون نے یہین کی سکونت اختیار کی ہم سے اُنسے بہت ربط تہا اور آمد و رفت بہی تہی وہ نہایت باوضع اور خوش خلق آدمی تھے اتفاق وقت ہے کہ یہ خطا اُنسے ہوگئی اور اُسکا نتیجہ اُنکے واسطے سخت دردناک ہوا ایک مدنی لُنکے ہان آئے اُن سے کچھ سوال کیا اُنھون نے اُنکو ندیا اور خلاف عادت نہایت سختی سے جواب دیا اُن کے ہاتھ مین تسبیح تھی مدنی صاحب نے اُنسے پوچھا کہ یہ تسبیح کہان کی ہے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مدینہ کی ہے مدنی صاحب نے وہ تسبیح اُنسے لے لی اور کہا کہ جب تم کو مدینہ کے لوگون سے محبت نہین ہے تو تسبیح سے کیا کام ہے۔ وہ تسبیح لئے ہوئے مدنی صاحب اپنے فرودگاہ پر چلے گئے ڈاکٹر صاحب نے تہانہ پر اطلاع کی اور اُنکو گرفتار کرایا مدنی صاحب نے جو واقعہ تہا صحیح صحیح بیان کردیا بیچارے مدنی صاحب تین مہینے کے لئے قید ہوگئے۔ چند ماہ بہی نہ گذرے تھے کہ ڈاکٹر صاحب نے انتقال کیا اور تمام گھر اور اثاث البیت وغیرہ تباہ و برباد ہوگیا اُنکا بیٹا بہی غریب اُس شہر سے چلا گیا

کچھ پتا نہین وہ کہان ہے ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی ہی مین کچھ ایسے ایسے جھگڑون مین مبتلا ہوئے کہ جنکے بیان سے شرم آتی ہے یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ لے پاک پروردگار تعالےٰ شانہٗ اپنے حبیب سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ وسلم کی اہلبیت اطہر کا صدقہ ہم گنہگارون کی نافرمانیون پر نظر نہ کر اور قیامت کے روز اپنے حبیب کی شفاعت سے محروم نہ کیجیو آمین ثم آمین یارب العالمین ع

رباعی

یارب برسالت رسول الثقلین
یارب بغزا کنندۂ بدر و حنین
عصیان مرا دو حصہ کن در عرصات
نیمی بحسنؑ بخش و نیمی بحسینؑ

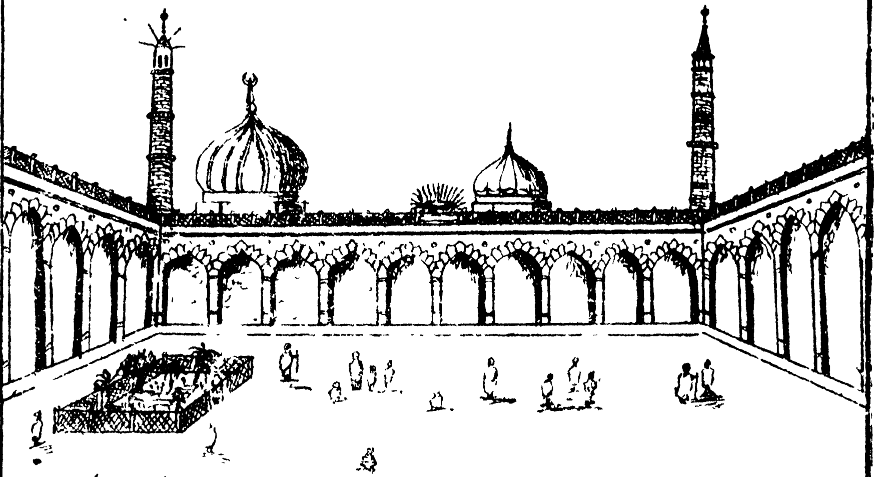
فضیلت روایات **امام نسائی** مین وارد ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ ظَالِمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَکَانَتْ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ط

فضیلت روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ تمام دنیا کا ایمان زمانہ آخر ادہر اُدہر سے سمٹ کر **مدینہ پاک** مین چلا جائیگا اور دنیا ایمان سے خالی ہوجائے گی اُنہین بے ایمان لوگون کے سر پر قیامت قایم ہوگی چنانچہ یہ حدیث **بخاری شریف** کی خدمت ناظرین کتاب **تاریخ عرب** کی خدمت مین پیش کیجاتی ہی اور اس حدیث کے متعلق ایک واقعہ بھی مجھے عرض کرنا ہے اور **طلبۂ علم دین** کے لئے اس واقعے کے لکھنے کی زحمت مجھے اُٹھانی پڑی خصوصًا نور چشم **محمد محسن** مدّ اللہ عمرہ کہ وہ ابھی توسط کیحالت مین ہے اس عبرت انگیز واقعہ سے سبق حاصل کرے اور علوم کو سمجھکر پڑہے اور علم حدیث و اسماء الرجال کا تو حرف حرف اور لفظ لفظ پڑہی حدیث شریف کے ہر لفظ پر نظر رہے ہا! راویون کا کوئی نام بھول نجائے یا اعراب کی غلطی نہو جائے **مفتی صدرالدین** صاحب سے علامہ راوی کا نام غلط پڑہ گئے جب علم

حدیث کے ایک طالب علم نے ٹوکا تو خیال ہوا تو مہر کیا تھا اسماء الرجال کی کتابین اُلٹ ڈالین بھوڑے دنو نمین اس فن خاص مین بھی کمال پیدا کر لیا۔

میرا واقعہ۔ مین شہر اکبر آباد مین اپنے ایک دوست کے گھر مین بیٹھا تھا رات کا وقت تھا گلابی جاڑے تھے احباب کے حلقے مین چائے کا دور تھا ناگاہ ایک صاحب وارد ہوئے وہ اس شہر کے منتقے بہت عزت سے وہ شریک حلقہ ودور کئے گئے اتفاقاً کوئی ایسا ذکر چھڑ گیا جسمین قیامت کے آثار کا بیان تھا نو وارد صاحب نے جنکا نام لینا مین اس مقام پر پسند نہین کرتا یہی حدیث بالا پڑہی اور لفظ جحر کو بتقدیم جیم سے حُجر پڑہا یعنے بتقدیم حا حطی مین نے اُنسے اپنی عادت کے خلاف دست لبستہ عرض کی کہ اس کے معنی پر خیال نہ ماکر اس حدیث کو صحیح کر لیجیے اُنہون نے یہی ارشاد فرمایا کہ حُجر ہی درست ہے پھر مین اُنکی خدمت بابرکت مین کیا عرض کر سکتا تھا مین ایک بوڑہا آدمی ہو کچھ پڑہا لکھا تھا سب بھولا ہوا اُنکی تحصیل تازہ اُسپر عمر نئی حافظہ قوی سمجہ درست عقل روشن لہٰذا اُستاد کے شاگردمین نے آیت استرجاع پڑہی اور چپ ہو رہا مجھے یہی خوف ہے کہ یہ الڑکا محمد محسن ملعمرہ سرگرم تحصیل علوم دینیہ ہے اللہ تعالےٰ شانہٗ اُسکی ہمت کو فراخ کرے اور اُسکو اس بلا مین نہ مبتلا کرے کہ چار کتابین پڑہین اور محدث و مفسر و فقیہہ بنگئے مین اس بات کو نہین پسند کرتا کہ بس آٹھہ برس مین عالم ہوجانا چاہیے جبتک طالب علم کو اپنے علم پر پورا استحضار نہو اُسکو حلقۂ درس سے باہر نہین جانا چاہیئے ہم روزگاری آدمی نہین مین کہ لڑکے کو جلد فارغ التحصیل کرا دینا چاہیئے کہ اُسکی کہین ناخن بندی ہوجائے پڑہتے جائے جہانتک پڑہ سکے تبحر تو بغیر اس کے ہو نہین سکتا وہ حدیث شریف یہ ہے جسپر اتنی تحریر طویل ہوگئی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا (جحرھا) بتقدیم جیم عربی)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



باب ششم در بیان عمارت مسجد نبوی زادہا اللہ تشریفاً و تعظیماً و اسطوانات رحمت منزلت و منبر عالی مرتبت و حجرات منیفہ وغیرآن از مقامات شریفہ۔

علمائے سیر اور تواریخ نے اللہ تعالے شانہ اُنکی کوششونکو قبول فرمائے یون لکھا ہے کہ جب ناقہ سرور انبیا صلوٰۃ اللہ علیہ کا آیا اور مسجد کے در پر بیٹھ گیا تو آپنے فرمایا ھٰذَ ا لمنزل انشاء اللہ تعالے اور حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ناقہ کی پشت پر سے رونق افروز ارض طیبہ مدینہ ہوئے اور یہ آیت شریف پڑہی اَنزِلنِی مُنزَلاً مُبٰرَکاً وَاَنتَ خَیرُ المُنزِلِین ٥ اُسوقت یہ بقعہ شریفہ ایک نخلستان تہا اور اُسکے وسط مین ایک مربد تہا مربد اُسے کہتے ہین جہان خرما کو خشک کرکے کہجور بنا لیتے ہین اور وہ دو یتیمون کا حق تہا جنکا نام سہل اور دوسرے کا نام سہیل

بن رافع بن عمرو تھے اور سعد بن زرارہ کی نگرانی مین تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے رونق افروزی سے پہلے ایک جماعت مسلمانون کی وہین نماز پڑہتی تھی حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُن دونون یتیمون کو طلب فرمایا اور اُس موضع کو اُنسے بطریق بیع طلب کیا اُن بچون نے بغیر معاوضہ نذر کرنا چاہا آپنے قبول نہ فرمایا اور اُس زمین کی قیمت دس مثقال طلاء قرار پائی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے وہ قیمت اپنی تحویل سے ادا کی پہلے قیمت زمین اُن یتیم بچون کو دی گئی پھر ا سنہ ہجری مین مسجد شریف کی بنا رکھی گئی بعض او ر انصار نے بھی جنکے نخل وہان تھے اُنکو جدا کر کے زمین سے نشیب و فراز کو ہموار کیا اور جو نخل بیچ واقع تھے اُنکو اُٹھالیا اور مسجد فیض بنیاد کی بنیاد رکھی گئی اور بقیع کے ایک موضع مین قریب بیر ایوب کے حضرت سیدنا ابراہیم کی مسجد کے شمال کیطرف اسکی اینٹین بنائی گئین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنفس نفیس اور صحابہ کی ایک جماعت اینٹ اور پتھر مسجد کی تعمیر کے لئے لاتے تھے اور اصحاب کی تشویق اور تسلی کیواسطے آپ یہ ارشاد فرماتے جاتے تھے اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ اور سقف مسجد شریف کی نخل کے جریدون سے اور ستون بھی اُسی کی چوب سے بنائے گئے تھے حدیث مین وارد ہے کہ جب محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بنیاد اس مسجد مبارک کی رکھتے تھے تو جبریل امین حضرت عزت کا حکم لیکر آئے کہ اسکا عریش بنائے ایسا کہ جیسا موسےٰ کلیم اللہ کا تھا کہ بلندی اُسکی سات گز سے زیادہ نہو اور اُسکی تزئین اور نقش مین تکلف کو راہ نہ دینا مسجد مبارک کی چھت حضرت بادشاہ دین و دنیا کے وقت مین ایسی تھی کہ جب پانی برستا تھا تو مٹی اوپر سے آدمیون کے سر پر گرتی تھی طول مسجد نورانی کا اول بنا مین قبلہ سے حد شمال تک چونسٹھ گز تھا اور حد مشرقی سے حد مغربی تک ترسٹھ گز تھا اور

بعد فتح خیبر کے سنہ ہجری مین مسجد روشن کی بنا کی تجدید کیگئی اور ہر جانب سے صد در صد کی گئی طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک انصار سے کہ جو ہمسایہ مسجد پاک کا تھا ارشاد فرمایا کہ تجھسے ہوسکتا ہے کہ بدلے مین بقعہ زمین کے جو تیرا ہے بہشت مین ایک مکان لے اتفاق وقت سے اُسکو یہ توفیق نہوئی اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین بہت غریب آدمی ہون اور عیال دار ہون میرے پاس اسکے سوا اور کوئی زمین نہین ہے حضور پر نور نے اُسے معذور رکھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ نے دس ہزار درم مین اُس سے وہ زمین خریدی اور بہشت کے گھر تقسیم کرنیوالے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے مان باپ آپ پر قربان وہ زمین مجھہ سے لیجئے اور بہشت کا گھر مجھے دیجئے پس آپنے وہ زمین حضرت عثمان بن عفان سے بہشت کے گھر کے بدلے مین لی اور مسجد مین داخل کی اور ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے بنیاد کی جگہہ پر رکھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو طلب فرمایا آپنے بھی بحکم رسول خدا ایک اینٹ آنحضرت کی اینٹ کی برابر رکھدی اسی طرح حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کو حکم ہوا ان دونون صاحبون نے بھی ایک ایک اینٹ اُن دونون اینٹون کی برابر رکھدین اور یہی ترتیب وقت بنائے مسجد قبا کے بھی بیان کی گئی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ذکر مین اس بنا کے وقت اختلاف ہے اسلئے کہ حضور پر نور کی ہجرت کیوقت حضرت عثمانؓ مدینہ طیبہ مین نہ تھے ہنوز ہجرت حبشہ سے آپنے معاودت نہ فرمائی تھی واللہ اعلم بالصواب۔

امام احمد ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اینٹین اُٹھاتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بھی اُنکی موافقت

کرتے تھے ایکبار مین نے دیکھا کہ شکم مبارک سے سینہ صافی تک اینٹین تھین اور آپ اُنکو لئے جاتے تھے مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یہہ مجھکو دیجیے کہ مین لیجاؤن یہ بہت بار ہے فرمایا کہ اینٹین بہت ہین تو بھی لے آ یہ میری واسطے چھوڑ دے یا اباھریرہ لاعیش الاعیش الآخرۃ یہ واقعہ بیشک بنائے ثانی کا ہی اسلئے کہ اسلام ابوہریرہ کا خیبر کے سال سنہ سات ہجری مین ہے اور بنائے اول مقدم ہی حدیث صحیح مین وارد ہے کہ ہر صحابی ایک ایک اینٹ اُٹھاتا تھا اور عمار بن یاسر دو دو اینٹین اُٹھاتے تھے کہ ناگاہ نظر سرور انبیا علیہ السلام کی انپر پڑی آپنے فرمایا ویح عمار یقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار اور قبلہ بنائے اول سے اٹھارہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف تھا اور مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ پایان کی طرف جسطرف اب قبلہ ہے اور ایک دروازہ غرب کی طرف کہ اب اُسکو باب الرحمۃ کہتے ہین اور تیسرا دروازہ کہ آنحضرت اُسمین سے مسجد مین تشریف لاتے تھے اور وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبریل کہتے ہین قریب مسجد آنحضرت صلعم کے نہ وہ شباک کہ عوام الناس اُسکو باب جبریل کہتے ہین جب آیت قبلہ نازل ہوئی تو جبریل امین حضرت رب العزت کی طرف سے آئے اور حجابہائے ناسوتی مثل کوہ و اشجار وغیرہ جو حائل کعبہ کا حجاب تھے اُٹھادیا اور بنائے مسجد نبوی زادہا اللہ تشریفاً و تعظیماً اُس جگہہ پر کہ اب ہے آپنے اپنی چشم مبارک سے ملاحظہ فرماکر میزاب رحمت کیطرف قبلہ درست فرمایا المولفہ

دیکھو وہ سامنے میزاب کے ہے گنبد سبز اہل کعبہ ادہر آؤ مرا کعبا دیکھو

وبعد تحویل قبلہ کے چودہ یا پندرہ روز تک مقام حضرت کا نماز کے وقت اسطوانہ مخلق کے پیچھے تہا جسکو اب اسطوانہ عائشہ رض کہتے ہین اور بعد اُسکے موضع محراب مین جہان اب ہی متعین ہوا اور آنحضرت صلعم کے زمانہ مین علامت محراب جیسا کہ اب

مسجدون مین متعارف ہے تہی ابتدا اسکی حضرت عمر بن عبد العزیز
سے ہے جسوقت کہ وہ ولید بن عبدالملک اموی کی طرف سے امیر مدینہ تہے
اور مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ بیت المقدس مین اوس جگہہ تہا
کہ اگر پشت اس اسطوانہ مذکورہ کی طرف کرکے شام کیطرف جائین تو سامنے
باب عثمان کے کہڑے ہون اور باب مذکور داہنے کتف پر ہو تو اوس موضع کو
پالین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منبر شریف بننے کے پہلے محراب کے قریب
متصل جانب غربی کہڑے ہوکر اصحاب کو شرف استماع خطبہ سے مشرف فرماتے تہے اور کبہی کبہی طول قیام
کے سبب جو تہکن پاے مبارک کو ہوتی تہی تو ایک چوبی ستون جو وہان نصب کیا گیا تہا اوسپر
تکیہ فرمالیا کرتے تہے ایک مرد دیار عرب سے مدینہ مطہرہ مین وارد ہوا روایات صحیحہ سے
ثابت ہے کہ وہ بعض انصار کے موالی مین سے تہا اوسنے حضور پر نور مین التماس کیا
کہ اگر حضور قبول فرمائین تو مین ایک منبر تیار کرون کہ اوسپر قیام کرنے مین بہی حضور کو
تکلیف نہو اور جلسہ کرنے کے وقت بہی آرام ملے اوسکا التماس حضور مین قبول
ہوا اوسنے تین درجہ کا منبر تیار کیا تیسرا درجہ حضور کے جلسہ کے لئے تہا
صحیح روایت سے ثابت ہے کہ جب اوس منبر کو اوس مقام پر نصب کیا کہ
جہان اب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اوس مقام سے
کہ جہان آپ اوس چوبی ستون سے تکیہ کرکے خطبہ پڑہتے تہے اس تازہ منبر کی طرف توجہ فرمائی تو
وہ ستون چوبین آپ کے صدمہ فراق سے شق ہوگیا اور اوس سے صدائے گریہ بلند ہوئی اور
اوسکی آواز کا انداز ایسا تہا کہ جسطرح ناقہ آواز کرتا ہے اور اوسکے رونے کی آواز
مسجد شریف مین اسطرح بلند ہوئی کہ سبہون نے جو اوسوقت حاضر تہے سنا اور وہ لوگ
بہی اوسکے گریہ دردناک سے رونے لگے حضرت رحمۃ للعالمین محب الفقرا والمساکین صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم منبر سے اوترے اور اوس ستون پر دست شفقت رکہا اور فرمایا کہ اگر تو کہے

تو تجھکو تیری جگہہ پر جس حالت مین تہا چہوڑ دون اور اگر چاہے تو بہشت جاوید مین تجھکو نصب کر دون کہ انہار و عیون جنت سے تو سیراب ہوا کرے اور بار آور ہونار ہے کہ دوستان خاص تیرا میوہ کہا ئین آپ نے ایک لحظہ کے بعد اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اوسنے یہی اختیار کیا کہ وہ دار الخلد مین رہے۔

مروی ہے کہ جب حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ یہہ روایت سنتے تھے تو بہت روتے تھے کہ اے بندگان خدا جب ایک لکڑی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے فراق مین گریہ کیا تو تم تو انسان ہو اوس سے بہت زیادہ سزاوار گریہ و بکا کے ہو کیا خوب کسی کہنے والے نے کہا ہے ؎

سنگے و نبات کہ درد خاصیتے ہست ٭ بہ زاد مے وان کہ درو معرفتے نیست

حضرت مولانای رومی رحمتہ اللہ علیہ نے اس روایت کو کس خوبصورتی سے نظم کیا ہے کہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہی کا دل جانتا ہے وھو ھذا۔

نظم حکایت

استن حنانہ از ہجر رسول ٭ نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
در میان مجلس وعظ آنچنان ٭ کز وی آگہ گشت ہر پیر و جوان
در تحیر ماندہ اصحاب رسول ٭ کز چہ مینالد ستون با عرض و طول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون ٭ گفت جانم از فراقت گشت خون
از فراق تو مرا چون سوخت جان ٭ چون ننالم بے تو اے سرور وان
مسندت من بودم از من تاختی ٭ بر سر منبر تو مسند ساختی
پس رسولش گفت کای نیکو درخت ٭ اے شدہ با سر تو ہمراز بخت
گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند ٭ شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

یا دران عالم حقیقت سروری کند / تا تر و تازه بمانی تا ابد
گفت آن خواهم که دایم شد بقاش / بشنو ای غافل کم از چوبی مباش
آن ستون را دفن کرد اندر زمین / تا چو مردم حشر گردد یوم دین
تا بدانی هر کرا یزدان بخواند / از همه کار جهان بیکار ماند
هر کرا باشد ز یزدان کار و بار / یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار
وانکه او را نبود از اسرار داد / کی کند تصدیق آن نالهٔ جماد
گوید آری نی ز دل بهر وفاق / تا نگویندش که هست اهل نفاق
گر نبندی واقفان امر کن / در جهان رد گشته بودی این سخن
صد هزاران ز اهل تقلید و نشان / افگندشان نیم وهمی در گمان
گر بظن تقلید و استدلالشان / قایم است و جمله پر و بالشان
شبهه‌ی انگیزد آن شیطان دون / در فتند این جمله کوران سرنگون
پای استدلالیان چوبین بود / پای چوبین سخت بی تمکین بود
غیر آن قطب زمان دیده ور / کز ثباتش کوه گردد خیره سر
پای نابینا عصا باشد عصا / تا نیفتد سرنگون او بر حصا
آن سواری کو سپه را شد ظفر / اهل دین را کیست سلطان بصر
با عصا کوران اگر ره دیده اند / در پناه خلق روشن دیده اند
گر نه بینایان بدندی و شهان / جمله کوران خود بمردندی عیان
نی ز کوران کشت آید نه درود / نی عمارت نی تجارتها و سود
گر نه کردی رحمت و افضالشان / در شکستی چوب استدلالیان
این عصا چه بود قیاسات و دلیل / آن عصا که دادشان بینا جلیل
او عصاتان داد تا پیش آمدید / آن عصا از خشم هم بر وی زدید

چون عصا شد آلت جنگ و نفیر　　آن عصا را خورد بشکن ای ضریر
حلقهٔ کوران بچه کار اندر آید　　دیده بانرا در میانه آورید
دامن او گیر کو دادت عصا　　در نگر آدم چها دید از عصی
چون عصا شد مار واستن با خبر　　معجزهٔ موسی و احمد در نگر
از عصا ماری و از استن حنین　　پنج نوبت میزنند از بهر دین
گرنه نامعقول بودی این مزه　　کی بدی حاجت بچندین معجزه
هرچه معقولست عقلش میخورد　　بی بیان معجزه بی جزر و مد
این طریق بکر نامعقول بین　　در دل هر مقبلی مقبول بین
آنچنان کز بیم آدم دیو و دد　　در جزایر در رمیدند از حسد
هم ز بیم معجزات انبیا　　سر کشیده منکران زیر گیا
تا بناموس مسلمانی زیند　　در تسلس تا بدانی که کیند
همچو قلابان بران نقد تباه　　نقره می مالند و نام پادشاه
ظاهر شان شان توحید و شرع　　باطن آن همچو در نان تخم صرع
فلسفی را زهره نی تا دم زند　　دم زند دین حقش برهم زند
دست و پای او جماد و جان او　　هرچه گوید آن دو در فرمان او
با زبان گر چه که تهمت می‌نهند　　دست و پاشان گواهی میدهند

نظم

وہ ستون جسکی حکایت ہو چکی　　شک نہیں تھا عاشق زار نبی
ای مسلمانوں وہ چوب مردہ تھی　　عشق نے اک روح اُسمین پھونکدی
زندہ جاوید اُسکو کر دیا　　خلد کی کیاری مین اُس کو گھر دیا

تو بھی اے اکبر نبیؐ سے عشق کر | اور دل کو اوس خزانے سے تو بھر
عشق پیغمبر ہے جانِ عاشقان | ہے یہی روحِ روانِ عاشقان
جسکو اکبر عشق پیغمبر نہین | ایسا مسلم ہے کہ وہ کافر نہین
وہ بلالِ مشک رنگ و باصفا | عشق حضرت نے اونہین کیا کر دیا
تھے شبِ غم سے زیادہ تیرہ فام | عشق احمد نے کیا ماہ تمام
ہوگئے محبوب خلق اللہ کے | کیسی خلق اللہ خود اللہ کے
حورین جنت مین ہین مشتاقِ بلال | ہین بلال اب عید کے گویا ہلال
عشق پیغمبر تھا گویا کیمیا | ہوگئے کندن بلال خوش لقا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر کو پہونچی ہوئی ہے صحابہ کی ایک جماعت کثیر نے اوسکو روایت کیا ہے اور جذع مذکور بعض صحابہ کے سامنے کا واقعہ تھا اور آخر کو بسبب طول عہد کے وہ بوسیدہ ہوگیا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حکم سے جہان پر وہ ستون کھڑا تھا وہین دفن کر دیا گیا تھا اور طول منبر شریف کا بقول صحیح دو ذراع تھا اور عرض اوسکا ایک ذراع ہر درجہ تین تھے اور زمانہ خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم برحال خود تھا اول سے جنہنے جامہ قبطیہ پہنایا وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ تھے اور حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے چھہ برس کے بعد درجہ سفلے سے کہ حضرت عمرؓ نے بعد حضرت ابوبکر کے اختیار فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جلوس فرمانے کی جگہہ پر گئے اور ایک قول یہ ہے کہ جنہنے منبر شریف کو پہلے لباس پہنایا وہ امیر معاویہؓ تھے اور امیر معاویہؓ نے اسکے چھہ درجے اور زیادہ کئے اور منبر شریف کو اوسکے اوپر رکھدیا کہ وہ اب اوپ کے طریقہ سے محفوظ رہے بعد اسکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنی ہی مقدار وہ بھی زیادہ کرے مگر حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اوسے

منع کیا اور جب حضرت امیر معاویہؓ کے منبر مین بہی طول زمانہ کے سبب سے کہنگی کے اثر پیدا
ہوئے تو بعض خلفائے عباسیہ نے تجدید منبر شریف کی کی اور منبر نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی لکڑی جو بیچ رہی تہی تو تبرک کے طریق پر اوسکے شانے
بنوائے اور قول صحیح یہ ہے کہ منبر محترق بحریق کہ جو سنہ ۶۵۴ھ مین واقع ہوا تہا
وہ منبر خلفاے عباسیہ کا تہا اور ارباب تواریخ کہتے ہین کہ وہ منبر وہی امیر معاویہؓ کا
منبر تہا علاوہ منبر مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور صحیح وہی قول اول
ہے واللہ اعلم اور بعد اسکے ہر ایک سلطان نے ایک نیا منبر بنایا اوسمین تغیر جیسا کہ
پہلے ہوتی تہی کرتے تہے الی یومنا ھذا ۔ چنانچہ بحکم سلطان روم سلطان مراد خان
خلد مکان بن سلطان سلیم خان جنت آشیان سنہ ۹۹۸ ہجری مین ایک عالی شان منبر
سنگ رخام سے بنایا گیا اور اوسکے جوڑنیکا مسالہ ہفت جوش سے تیار کیا گیا بعض
فضلاے روم نے اس منبر شریف کی بنا مین یہ تاریخ پائی ہے منبر اعظم سلطان مراد ۹۹۸

باب ہفتم در بیان اسطوانات حرمت

سماں مسجد نبوی کہ اون سے برکت اوسمین لینا مندوب و ماثور ہے اور وہ آٹھ
ہین - اول اسطوانہ وہ ہے کہ متصل محراب نبوی کے ہے طرف مین مقام امام اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم منبر قائم کئے جانیکے پہلے خطبہ وہان پڑہتے تہے اور استن جذع کہ حضرت کے فراق
مین گریہ کیا وہ وہین تہا اور بمقتضاے کلام اکثر اسطوانہ مخلوق اوسیکا نام تہا اس سبب
سے کہ خلوق نام ایک مشہور خوشبو کا ہے اوسکو اوسپر ملا تہا اس سبب سے کہ اوسے بعض بو دار
چیزین ملی ہوئی تہین بعض اصحاب کابل نصاب آنحضرت اوسکے متصل یعنی نفل پڑہنے کیلیے اختیار کرتے تہے
ثانی اسطوانہ عائشہؓ ہے رضی اللہ عنہا اور اسطوانۃ القرعۃ اور اسطوانۃ المہاجرین
بہی کہتے ہین مفہوم کلام مطری کا کہ اس بلدہ معظمہ مین خوشبو مشہور یہ ہے کہ مخلق نام ہے اور یہ اسطوانہ حجرہ شریفہ

کیطرف سے ہی اور منبر منیفہ کیطرف سے بھی تیسرا ہے اور روضہ مطہرہ کے وسط مین
واقع ہے تحویل قبلہ کے بعد حضرت سرور انبیا صلوات اللہ علیہ نے ایک مدت تک
اس اسطوانہ کیطرف نماز پڑہی ہے اور بعد اسکے اُس جگہہ جہان محراب نبوی ہے نقل مقام فرمایا
گیا رہ مہاجرین سے حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق وغیر ایشیان رضوان اللہ علیہم
اجمعین اس ستون کیطرف نماز پڑہتے تھے اور اجتماع کرتے تھے طبرانی نے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ
وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد مین ایک بقعہ ہے اس ستون کے آگے اگر آدمیون کو
اسکی حقیقت معلوم ہو جاوے تو بغیر اسکے کہ قرعہ ڈالین انکو وہان نماز میسر نہ آئے جسوقت
کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ حدیث روایت
کی ایک جماعت نے ابنائے صحابہ سے رضوان اللہ علیہم اجمعین استفسار کیا کہ وہ بقعہ
کونسا مقام ہے مگر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے تعین اوس مقام کی معلوم
نہولی جماعت حاضرین حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ملازمت سے باہر آئی
عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہا جو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بہن کے بیٹے
تھے وہ وہین رہے اور دوسری جماعت بھی بامید استخبار مقام مذکورہ حضرت ام المومنین
رضی اللہ عنہا سے مسجد مین منتظر بیٹھی تھی تھوڑے زمانہ کے بعد حضرت عبد اللہ ابن الزبیر
رضی اللہ عنہما اپنی خالہ صاحبہ رضی اللہ عنہا کے حضور سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ کے
داہنے پہلو مین نماز پڑہی پس لوگونکو معلوم ہوا کہ وہ بقعہ شریفہ جسکی سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خبر دی تھی یہی اسطوانہ مستجاب ہے۔

ثالث اسطوانہ توبہ ہے حجرہ شریفہ سے دوسرا ہے اور منبر منیفہ سے چوتھا ہے
برابر اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بجانب حجرہ کہتے ہین کہ درمیان اسکے اور قبر شریف
کے بیس گز ہین واللہ اعلم اور اسکو اسطوانہ ابو لبابہ کہتے ہین کہ وہ نقبا انصار

ایک شخص تھے کہ اونھون نے اپنی تئین اس ستون سے باندھا تھا کہ توبہ اور اعتذار اونکا قبول درگاہ
حضرت شفیع المذنبین پر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اصل اس قضیہ کی یہ ہے کہ وہ صاحب
عہد وپیمان بنو قریظہ کے تھے کہ جو یہود کے قبیلون سے ایک قبیلہ ہے جسوقت سرور
انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا محاصرہ کیا تہا تو یہود مشورہ کے لئے حضرت ابو لبابہ
کے پاس آئے کہ جو کہیں وہ کہین اوسپر عمل کرین لڑکے اور عورتین انکے پیرون پر گر پڑین اور
جزع اور فزع کرنے لگین کہ ان لوگونکو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے حضور مین حاضر کردین اور عذر ومعذرت کرین حضرت ابو لبابہ نے کہا کہ مین ایسا ہی
کرونگا جیسا کہ تم کہتے ہو مگر سلسلہ مین اسی کلام کے ایک ادا کی کہ اپنے ہاتہہ سے
اشارہ اپنے حلق کی طرف کیا یعنی آخر کار تمہارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے حضور مین ذبح اور قتل ہے یہہ بات حضرت ابو لبابہ سے بحکم بشریت واقع ہوئی چونکہ
اون لوگونکی جزع اور فزع حد سے گذری تو دل انکا اسکا متحمل نہوا مگر اونکو معلوم ہوگیا کہ اونھون نے
اللہ اور اللہ کے رسول کی خیانت کی یعنی قبل اسکے کہ اونکے واسطے کوئی حکم ہو انہون نے راز
فاش کیا اسی عمل کے اعتذار اور تقصیر مین اس ستون مین اپنے تئین ایک زنجیر گران سے
باندہ دیا تہا دس روز سے زیادہ بندھے رہے اور اسی حال مین اللہ سے تضرع اور زاری
کرتے تھے انکی لڑکی آتی تہی وہ نماز کیوقت اور قضائے حاجت کیوقت کہول دیا کرتی تہی
اور پہر باندہ دیتی تہی بسبب بہوک اور پیاس کے اونکی سماعت بیکار ہوگئی تہی قریب تہا
کہ بصارت بہی زائل ہو جائے کہ آیت یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ +
انہین کی شان مین نازل ہوئی حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالے عنہ نے قسم کہائی
تہی کہ مین اپنے تئین اس قید سے نہ کہلواونگا جبتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کہولینگے اور نہ کہانا کہاونگا اور نہ پانی پیونگا یا تو
مرجاون یا مجہے بخشدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ

پہلے میرے پاس آنا تو مین اوسکے واسطے شرطا استغفار بجالاتا مگر جونکہ اوسنے اپنی تئین خود حضرت رب العزت مین حوالہ کر دیا تو تاوقتیکہ وہین سے حکم نہووین بہی کچھہ نہین کرسکتا تو صبح کیوقت بیت حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا مین توبہ اونکی نازل ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بنفس نفیس اُنکو آکر اپنے دست مبارک سے کہولا ابولبابہؓ نے عہد کیا کہ اب مین ہرگز دار بنو قریظہ مین قدم نرکہونگا کہ اوس جگہہ خدا اور خدا کے رسول کی خیانت واقع ہوئی اور بعض روایات مین او صحابہ کا بہی بعض تقصیرات کے سبب سے اس ستون مین باندھا جانا ثابت ہوا ہے۔

ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی صلوۃ نافلہ اسی اسطوانہ توبہ کیطرف تہی اور صلوۃ صبح کے بعد بہی اسی سطوانہ کیطرف پہر جایا کرتے تہے اور اس سے پہلے ضعفا ومساکین اصحاب اور مولفۃ القلوب واصحاب صفہ ومہمانان اور وہ لوگ جو خانہ بدوش تہے سوائے مسجد شریف کے اور کہین جگہہ نہ تہی اسی ستون کے گرداگرد حلقہ زن رہتے تہے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان فقرا ومساکین کے حلقہ مین آکر رونق افروز ہوتے تہے اور جو کچھہ شب کو آپ پر نازل ہوتا تہا وہ ان لوگون پر تلاوت فرماتے تہے اور تعلیم احکام کی فرماتے تہے اور انسے باتین کرتے تہے اور انکی سنتے تہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحِمُ الْفُقَرَاءِ وَمُعِیْنًا لِّلضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ * اور نزدیک طلوع آفتاب کے اہل ثروت وغنا وارباب شرف وعلا اصحاب مین سے حاضر ہوتے تہے اور جگہہ بیٹھنے کی مجلس مین نہ پاتی تہے بقصد تالیف قلوب دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا انکی طرف میل فرماتا تہا کہ فرمان باریتعالے شانہ پہونچا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ * اور کبہی اعتکاف کیوقت بطور تخت فرش کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے ڈالے جاتے تھے اور کبھی اس ستون کے علاوہ بھی فرش بچھایا جاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تکیہ لگاکر نشست فرماتے تھے رابع اسطوان سریر ہے کہ لاحق شباک شرقی سے اسطوان التوبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا سریر اور فرش حصیر تازہ نزدیک اسطوانہ توبہ کے ہوتا تھا اور کبھی نزدیک اس اسطوان کے لیکن اب اسطوان سریر اسی اسطوان کو کہتے ہین۔

حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسجد شریف مین معتکف ہوتے تھے اور حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سر مبارک مین شانہ کرتی تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ایک سریر جرید نخل کا تھا کبھی اعتکاف کے مقام پر اور کبھی اوس جگہ جو بیچ مین سے اسطوان اور قنادیل کے بچھایا جاتا تھا اور اکثر احوال مین حضرت کا ایک بوریا تھا جو مصرف مین رہتا تھا شب کے وقت حضرت اوس پر استراحت فرماتے تھے اور دن کے وقت پائے مبارک کے نیچے ڈال دیا کرتے تھے ؎

بوریا جائے من فقیر جائے تونگر قالین ؎ شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر است

خامس اسطوان محرس اور اسطوان علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ بھی کہتے ہین کہ جائے نماز حضرت کرم اللہ وجہہ کی اکثر اوقات وہی تھی اور آپ راتوں کو یہین بیٹھکر حراست اور پاسبانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کیا کرتے تھے۔

مطری کا قول ہے کہ وہ اوس در کے مقابل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اوسمین سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے گھر مین سے مسجد شریف مین تشریف لایا کرتے تھے سادس اسطوان الوفود اسطوان محرس کے پشت پر ہے شمال کی طرف سے وفود جمع وافد کی ہے وافد اوس جماعت کو

کہتے ہین جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ آتے سبب وفود نواحی سے حضرت کے براے حصول شرف پابوس اور بجہت ادراک سعادت اسلام اور تعلیم شرائع واحکام کے لئے حاضر ہوتے تہے تو اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اسی مقام پر رونق افروز ہوتے تہے اور بہجہ جمال جہان آرا کے نظارہ سے اونکو مشرف فرماتے تہے وغیرہا سے صحابہ وافاضل عصابہ حضرت کی ملازمت مین باادب حاضر رہتے تہے سابع مربعۃ البعیر اور اوسکو مقام جبرئیل بہی کہتے ہین حضور علیہ السلام کا اکثر وقت وحی نازل ہونیکے وقت یہین صرف ہوتا تہا اس اسطوان اور اسطوانۃ الوفود کے بیچ مین ایک اسطوانہ ہے کہ لاحق ہے شباک حجرہ شریفہ سے اور دروازہ حضرت فاطمہ زہرا کے گہر کا اسی جگہہ تہا سلام اللہ علیہما جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حجرہ شریفہ سے برآمد ہوتے تہے تو اس دروازہ پر ٹہرتے ہوکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسن وحسین سلام اللہ علیہم کو مخاطب کرکے فرماتے تہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا سید علیہ الرحمتہ فرماتے ہین کہ آدمی اب تبرک سے اس اسطوانہ اور اسطوانہ سریر کے محروم ہین بسبب انغلاق شباک ابواب کہ گرد حجرہ شریفہ کے دائر ہے ہم اس بات کو مانتے ہین کہ مراد سید کی عدم امکان جلوس اور صلوۃ ہے ان اسطوانجات سے کے ہر طرف سے لیکن نصف اسطوانہ سریر مغرب کی طرف سے داخل مسجد سے بیٹہنا اور نماز پڑہنا اوسکے جوار مین میسر ہے اور یہی حال ہے اسطوان الوفود کا چونکہ اعتکاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اسطوانہ سریر مین جانب داخل شباک کہ متصل حجرہ شریفہ کے ہے ہوتا تہا تو گویا حرمان تبرک اسوجہہ سے ہے واللہ اعلم ۔ ثامن اسطوان تہجد کہ محراب تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ اسوقت تک متعین اور موجود ہے اوسمین ہے اور وہ عقب حجرہ حضرت فاطمہ زہرا کے ہے سلام اللہ علیہا شمال کی طرف ۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہر شب ایک بوریا اس مقام پر بچھایا کرتے تھے اور نماز تہجد یہین پڑہا کرتے تھے ۔

اکبر بے بضاعت حضور پرنور مین عرض کرتا ہے اے حضور اقدس واعلیٰ میرے پاس بھی آپکا بخشا ہوا ایک بوریا ہے ؂ لمولفہ

فقیر جانے کے دیکھو تکلفات اگر
کہ فرش خاک بھی ہے اور سیہ بوریا بھی ہے

جواب آئین تو ہم فرش بوریا بچھائین
دکھائین تمکو تکلف غریب خانے کا

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو دیکھا کہ حضور اقدس واعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہر شب یہان تہجد ادا فرماتے ہین وہ تو جان ودل سے حضور والا کی پیروی اور سنت کے عاشق تھے تہجد کے وقت ہی ایک بڑا مجمع ہونے لگا حضور والا نے جو یہہ ازدحام ملاحظہ فرمایا تو حصیر مبارک کو لپیٹ کر گھر مین رکھوا دیا جب صبح ہوئی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی اور اسکا سبب دریافت کیا حضور اقدس واعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین ڈرا اس بات سے کہ کہین یہہ تم پر فرض نہو جائے اور تم اوسکا حق نہ ادا کرسکو سُبحان اللہِ وبحمدہٖ چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے آپ کی شفقت اسکی مقتضی تھی مگر ہم بندوں کو چاہیے کہ اس شفقت بے پایان کا شکریہ ادا کرین اور آپکے دائرہ اتباع سے قدم باہر نہ رکہین قال اللہ تعالیٰ شانہٗ لَقَدْ جَاۤءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

رباعی

شاہا تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

مارا چہ غم از جزائے محشر باشد
سلطان چو کریم آمد و دیوان چو کریم

یارو سنو اور خوب دل لگا کر سنو دُنیا نہایت بے ثبات ہے

اور اوس سے بہت زیادہ بے ثبات ہماری عمر کا زمانہ ہے اگر دنیا کی عمر کے مقابلہ مین
اپنی عمر کے زمانہ کا موازنہ کرین تو چشم زدن کی مہلت سے بہی بہت کم ہے افسوس ہے
کہ اتنے کم زمانہ پر ہمکو ایسا بہروسا کہ ہم سمجہتے رہین کہ قیامت تک زندہ ہی رہینگے
تم جانتے تو سب کچہہ ہو مگر شاید بہول گئے ہوگے لو پہر یاد دلائے دیتا ہون
سنو اور یاد رکہو دیکہو اسوقت جس مکان مین ہو کتنا کشادہ ہے دونون وقت جہاڑو
دیجاتی ہے گرد و غبار نہین رہنے پاتا نواڑ کا عمدہ پلنگ کہنچا ہوا اوسپر نفیس سے نفیس
کپڑے کی بچہی توشک اطراف مین بہت خوشنما اور نرم تکئے اسکے سوا اور سب سامان
عیش مہیا ہین اب تمہارا مزاج آرام کا عادی ہوگیا اگر زمین سے کوئی چیز چبہو تو غالبا
تمام شب تمکو نیند نہ آئے اب تمہاری دانشمندی کا تقتضا یہہ ہے کہ اپنے آخرت کے
مکان کے لئے ایسا ہی سامان درست کرو تمنے ضرور دیکہا ہوگا کہ قبر کتنی تنگ ہوتی ہے
زندہ آدمی کو اوسمین سلاکر تختے پاٹ دیجئے تو ایک منٹ مین گہبرا کر دم نکلجائے
پہر کیا اوسمین کوئی بچہونا ہوتا ہے کسی مردے کے سر کے نیچے کوئی تکیہ لگا دیکہا گیا ہے وہان کوئی
انتظام پنکہے کا ہوسکتا ہے ایسا کوئی آدمی ملازم ہوسکتا ہے کہ قبر مین دونون وقت جہاڑو
دینے آیا کرے پلنگ تو وہان کیا بچہایا جاسکتا ہے کروٹ لینا دشوار ہے چراغ
قبر کے اوپر ہی جتنے چاہو روشن کرلو اندر تو ایمان ہی کی روشنی کا چراغ جل سکتا ہے افسوس
روزانہ کے تجربون کے ساتہہ ہی یہہ غفلت۔
یارو سنو اگر اللہ اور اوسکے رسول کے ارشاد کو سچا سمجہتے ہو تو دنیا کی محبت کو دل سے
نکالکر پہینکدو

رباعی

دنیا بنگاہ چشم بینا نفسے | رفعت بنجد اقسم کہ آنہم قفسے
ہیہات کہ ہر کسے برائے نفسے | ہم در قفسے و ہم بدام ہوسے

مصرع

دنیا ہیچ است کار دنیا ہیچ است۔

حضور پرنور کا ارشاد **حدیث** اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ جسطرح مرد مسلمانکا دل جنت سے نکلنے کو نچاہیگا اوسیطرح کفار و فساق کو دنیا محبوب ہے اور جسطرح گنہگارونکا دل دوزخ سے نکلنیکے کو پسند کریگا اوسیطرح سچے مومن کا دل دنیا مین گھبراتا ہے۔

اے ایماندار بندو دنیا کی طرف سے دل کو اوٹھالو اور دیکھو غمخوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے باوجود اختیار و قدرت ثروت دنیا کو نہ طلب کیا جو تمام روے زمین کے خزانون کے مالک ہون اور وہ تمام شب بوریا پر استراحت فرمائین جب صبح کو خواب ناز سے بیدار ہون تو تمام جسم نازنین مین بوریا کی نقش چھپکر رہجا مین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس حالت کو دیکھکر اندوہناک ہون مگر آپنے تا زمانہ وفات اس بوریا کو نچھوڑا۔

ع

مالک کونین ہین گو پاس کچھ رکھتے نہین ۔ دو جہانکی نعمتین ہین اونکے خالی ہاتھ مین

دیکھو یارو کوئی دولت کوئی خزانہ تمہارے ساتھ قبر مین نجائیگا قبر مین جانے والی شے تمہارا ایمان تمہارے اعمال صالحات ہین **سنو یارو** اللہ تعالی شانہٗ نے تمہاری عمر کو تین حصون پر تقسیم کر دیا ہے جب تم پہلے حصہ سے آگے بڑھو ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہو کہ تم غافل رہو اور ناگاہ پیک اجل سر پر آکر کھڑا ہو جائے پھر تمہین ایک سانس لینے کی بہی فرصت نہ ملے اور نقارہ کوچ بج جائے۔

نظم

چو عمر از دہ گذشت و یا کہ از بیست ۔ نمی شاید دگر چون غافلان زیست

نشاط عمر باشد تا بسی سال ۔ چو چل آمد فرو ریزد پر و بال

پس از پنجاہ نباشد تندرستی ۔ بصر کندی پذیرد و طبع سستی

چو شصت آمد نشست آید پدیوار ۔ چو ہفتاد آمد افتاد آلہ از کار

بهشتاد و نود چون در رسیدی ۸۰ ۹۰ | بسے سختی کہ از گیتی کشیدی
اگر صد سال مانی ور یکے روز | بباید رفت زین کاخ دل افروز

میرے پیارے بھائیو میری عرض سنو اور کاربند ہو دنیا کو تم خوب دیکھہ چکے ہزارون امیر ہزارون فقیر تمہارے سامنے تہ خاک ہو چکے ہین سب کا اوڑہنا بچھونا اسی خاک کو دیکھا ہوگا گدا اور شاہ قبر مین اوترکر ایک ہی درجہ کے آدمی ہو جاتے ہین سوائے انبیا او شہدا اور اولیاء اللہ علیہم السلام و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سبکی لاشین سڑ گل کے خاک مین ملجاتی ہین روح اوسکو فنا نہین ایک دوسرے عالم مین رہتی ہے قیامت کے روز جب یوم بعث ہوگا یعنی سب مردے اپنی اپنی قبرون سے اوٹھینگے تو بحکم قادر مطلق اونکے اجسام مرتب ہو جاینگے اور یہہ روحین اون اجسام کیطرف پہیری جاینگی فرشتے سبکو میدان حشر مین لیجاینگے اور دفتر حساب و کتاب قایم ہو جاینگا داہنے بائین ہاتھون مین نامۂ اعمال لئے ہوئے کہڑے ہونگے فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ نَارٌ حَامِیَةٌ پروردگار تعالے شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ جسکی کا پلہ حسنات گران ہوا پس وہ عیش پسندیدہ مین ہے اور وہ شخص کہ جسکا پلہ حسنات سبک ہوا پس اوسکا مقام ہاویہ ہے جو دوزخ کا ایک سخت عذاب دینے والا طبقہ ہے اب پروردگار تعالے شانہ فرماتا ہے کہ آیا تم جانتے بہی ہو کہ ہاویہ کیا ہے خود ہی اوس سوال کا جواب ارشاد فرماتا ہے کہ وہ ایک آگ ہے جوش مارنے والی دوسرے مقام پر باریتعالے شانہ اسی آگ کی تعریف یون فرماتا ہے کہ یہہ آگ اللہ کی آگ ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ وہ آگ اللہ کی آگ ہے افروختہ کی گئی ہے اور وہ غالب ہوگی دلون پر تیسرے مقام پر پروردگار تعالی شانہ اوس آتش افروختہ کی چنگاریون کی مقدار بیان فرماتا ہے اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ

جہلت صُفرٌ وہ آگ پہنکتی ہے جنگاریان بڑے بڑے محلون کے برابر گویا وہ زرد اونٹ ہین ای مسلمان بھائیو مجھے تمہین سے کام ہے دوسرون سے مطلب نہین مینے دوزخ کی آگ کی سندمین قرآن کی آیتین بلفظہ پیش کردین اب اسکے وجودمین کوئی شبہ باقی نہین رہا اور جسے اسمین شک ہو وہ کافر اسلئے کہ قرآن پاک کے ایک حرف کے انکار سے بہی مسلمان کافر ہوجاتا ہے پس بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو وعید ایسی متحقق ہو کہ جسمین شک و شبہ کو مطلق دخل نہو اوسپر اعتبار نہ کیا جائے اور اگر کوئی یہہ کہے کہ نہین ہمکو اعتبار ہے تو ہم اون سے یہ پوچھتے ہین اور نہایت ادب سے پوچھتے ہین کہ پھر اس دنیا سے محبت کیسی جو سرچشمہ تمام غفلتون کا ہے مولوی روم قدس سرہ ارشاد فرماتے ہین ؎

اہل دنیا کافران مطلق اند — روز و شب در زرق زق و در بق بق اند

چیست دنیا از خدا غافل بُدن — نے قماش نقرہ نے فرزند و زن

جب دنیا سرچشمہ غفلت قرار پائی تو آگاہ دل آدمی تو اوس سے راہ کترا ہی کے نکلجائیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد مبارک تمام پند و نصائح کی جڑ ہے حُبُّ الدُّنیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ دنیا کی محبت جڑ ہے تمام گناہونکی اور دنیا کا ترک تمام عبادتونکی اصل ہے چنانچہ ان دونون باتونکی مثال کافی موجود ہے دنیا کی محبت کی مثال تو اوس بدبخت ازل کی حکومت کے واقعات ہین جسکا نام پلید کا خاتمہ ہے یزید علیہ ما علیہ وہ دردناک حالات ہین اس مقام پر تحریر کرنا نہین چاہتا الحمد للہ کہ میرا دل اللہ کے دوستونکی محبت سے بہرا ہے مین اوسے خالی کرکے ایک بدبخت شقی کی عداوت کو بہرون جب وہ ناپاک ہے تو اوسکی سب باتین ناپاک ہین تو گویا مجھے اپنے دل سے پاک خبر کا کچھہ حصہ جدا کرکے اوسمین ناپاک شے کو بہرنا پڑا جسکے اختلاط سے وہ پاک شے بہی نجس ہو جاے

ای ذوق نگر نور مین آمیزش ظلمت — کیا کام تبرے کو محبت مین علی کے

اور ترک دنیا کی مثال حضرت سیّد التارکین ابراہیم آدہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی
ورنہ ہمچون چرخ سرگردان شوی

میرا ایک قطعہ دنیا کے بیان مین ہے میرے اعزہ کو وہ بہت پسند ہے فرزندان قلبی میان ریاض الدین اور مولوی سید نثار علی اور منشی عبد الغفار خان اور میان انعام اللہ اور میان احمد اللہ سلمہم اللہ تعالے کی خوشنودی طبع کے خیال سے درج کیا جاتا ہے وَھُوَ ھٰذَا

قطعہ

قرار اسکو نہین اک حال پر اکبر
عجیب رنگ ہے اس بے ثبات دنیا کا
ابہی سحر ہے ابہی شام ابہی دن ابہی رات
خیال مین نہین آتا یہ انتظام ہے کیا
ابہی بہار تہی سرسبز تہا ہر ایک چمن
کہلے ہوئے تہے ہر ایک طرح کے گل صدہا
ہر ایک گل تر و تازہ ہر ایک عارض حور
پڑے نظر ہی جو بلبل کی رنگ ہو میلا
ہر ایک غنچہ وہان تنگ بتان
کہ عقل گل سے نہ جسکا کبہی ہو عقدہ وا
ہر ایک سرو مین تہی اس غضب کی موزونی
کہ جسکے سامنے فتنہ قیامت گرا
بنفشہ زار کی گچہہ اور ہی بہار بن تہین
نگاہ مین تہا خم زلف یار کا نقشا
عجیب شان سے تہی محو آنکہہ نرگس کی
دکہا رہی تہی نگہہ جسکی حیرت عرفا
نسیم وجد مین تہی لڑکہڑا رہے تہے قدم
غضب تہا زمزمہ عندلیب ہوش ربا
کہین بلند تہا حق سرہ کے ذکر کا شور
پپیہا کرتا تہا اک ڈال پر پیا رے پیا
ادہر کو فاختہ یا غوث تو پکارتی تہی
کہ دل کے پار ہوئی جاتی تہی وہ پاک صدا
ابو العلا کی صدا آرہی تہی کانو مین
سنا جو غور سے ہمنے ہوا سنا تا کا

زبان کسی سی کے تھا فرید فرید
ہزار بار اسے گوش دل سے ہمنے سُنا
صدا تھی پیر شرف کی بلند ایک طرف
گئی نظر جو ادھر بولتی تھی ایک چڑیا
جدھر کو جاتے تھے اوسکے دوستونکی یاد
روش روش تھی مقام رسیدگان خدا
یہ باغ تھا کہ کوئی خانقاہ تھی یارب
عجیب نور کا عالم تھا واہ صلّ علی
بچھا ہوا تھا جو سبزیکا فرش گلشن مین
اوسی پہ لوٹتی پھرتی تھی ہر طرف کو صبا
ہر ایک تختے کی مٹی زمین عطر کی تھی
بسا تھا باغ وہ چلتی تھی بھینی بھینی ہوا
خوشی سے اینڈتے پھرتی تھی ہر طرف گلچین
بہار اپنی تھی پھول اپنے تھے چمن اپنا
روان تھی نہر تو جاری پہاڑونکے چشمے
بھری تھی جھیل تو لبریز تھا ہر ایک ذرہ
پہاڑ سبز تھے فیض ہوائے موسم تھی
درخت جھوم رہے تھے مثال اہل ولا
ہوا کے جھوکون سے جو خم ہوئی تھی ہر ایک شاخ
برای سجدہ تھا گویا سر نیاز جھکا
ہر ایک سرو سے ظاہر تھا سر قد قامت
وہ ایک پاؤن سے تھا سامنے خدا کے کھڑا
ہر ایک پھول کی پتی تھی دفتر اخلاق
ہر ایک شاخ تھی اصل الاصول جود و عطا
بس ایکبار زمانے نے ایسی لی کروٹ
گئی جدھر کو نظر ایک عالم ہُو تھا
نہ وہ بہار نہ وہ پھول تھے نہ وہ گلزار
یہان تھی لو کی لپٹ وہان سموم کا جھوکا
وہ پھول تھے جو رخ یار سے بھی نازک تر
ہوا سے گرم سے تھا رنگ اونکا کمہلایا
ہوئی تھی سو کھ کے ہر ایک گلاب کی پتی
لب جناب حسین شہید دشت بلا
جو نہر تھی کبھی لبریز مثل چشم یتیم
وہ خشک ہو کے پیاسونکا بنگئی تھی گلا
ابھی بہار کا نقشہ تھا اپنی انکھونمین
خزانکا اب ہے انہین مین کھنچا ہوا خاکا
پلک جھپکنے کی مہلت بھی پائے تھی ہمکو
اسے تو اوس سے بھی کچھ بڑھکے نقابا پایا
یہ کل کی بات ہے ہم کھیلتے تھے انکو نمین
سفید بال ہین آج اور قد است دوتا
زمین اپنی طرف کھینچنے لگی ہمکو
جو بیٹھتے ہین تو مشکل سے ہی اوٹھا جاتا

بشر کی عمر اگرچہ بہت ہی تہوڑی ہے
ہماری زیست کا ٹہرا اوس سے کم ٹہرا

نقوش آب کا بے بود ہونا روشن ہے
ہماری جینے کا وقفہ ہوا اوس سے بہی تہوڑا

کہان ہے شاہ زمین وزمان سلیمان آج
کہ جسکا تخت ہوا پر اوڑا اصباح و مسا

وہ شاہ جسکی حکومت ہزار سال رہی
اب اوسکی قبر کا بہی کچہہ پتہ نہین چلتا

ہما تجہے تو ضرور اسکی کچہہ خبر ہوگی
کہان ہین قیصر رومی کے استخوان تبلا

کہان ہے آج وہ افراسیاب بانی ظلم
کدہر گیا وہ سیاوش قتیل تیغ جفا

رہا نہ شاہ فریدون جیا نہ کیکاوس
کہان ہے خسرو کے اپنی قوم کا پیارا

سکندری سے ہر اک کا نام ہی دشنز
بجہا دیتی ہے اس شمع کو بہی باد فنا

کہڑا ہے روضہ جہی تک ہے یادشاہ جہان
ادہر گری یہ عمارت کہ اوسکا نام مٹا

بقا کسیکو نہین اس جہان فانی مین
یہ رہ گذر ہے یہان کون ٹہرنیکے رہا

یونہین زمین رہیگی یونہین رہیگا فلک
ہمارا چشم زدن مین تمام ہے قصا

بدلتا رہتا ہے دنیا کا رنگ ہر ساعت
تلون اسمین ہے بالکل مزاج یار کا سا

ملی یہ جس سے تو کچہہ روز رون خوب چلی
کبہی تو ہوگئی یہ اوس سے دم کے دم مین جدا

وفا سرشت مین اسکے نہین ہے سرکارہ
فریب حسن ہے اسکا ادا ہے اسکی دغا

جمال اسکا ہے ٹٹی شکار کرنے کی
شباب اسکا ہے پردہ طلسم کا گویا

ہوئین ہزارون بہارین خزان گلستان کی
چمک دمک مین پر اسکے ذرا نہ فرق آیا

بڑی بلا کی ہے یہ پیرزن خدا ہی بچاے
جو اسکے دام مین آیا بس اوسکو لے ڈالا

جسے دکہا دیا گہونگٹ اولٹکے منہ اسنے
پہر اوسکو اسکے سوا کچہہ نہین نظر آتا

یہی ہے آج جسے ملیگی مثال شیر و شکر
یہی پلائیگی کل اوسکو زہر کا پیالا

امید ہین اسنے سکندر کی خاک کر ڈالین
اسیکے عشق مین مارا گیا شہ دارا

یہہ وہ ہے نام ہے جسکا بلاے نودوران
پڑے نہ اس سے کسی نوجوان کو پالا

کٹے نہین ہین پر اسکے یہہ ایسی ناگن ہے
خدا کسیکو نہ اسکی کبہی محبت دے
ہزارون لاکہون ہین دل باختہ ہوئی اسکے
ہزارون سال کی ہر عمر پرہے ٹہاٹہہ وہی
شباب کی سی جو چہل بل تو بچپنے کی سی چال یہ
اسیر کرلیا اوسکو کمند گیسو مین
عجیب اسکے خط و خال پر ہے اک عالم
کہا ہے جنت کافر جسے وہی ہے یہہ
عجیب طرح کی وحشت برس رہی ہے یہان
قیام کی ہے یہہ منزل نہ بستر کا مقام
یہہ مرحلہ ہے جگہہ ہوشیار رہنے کی
بڑے غضب کا ہے جو آدمی کا نفس شریر
یہہ چور وہ ہے جسے نقد کی تلاش نہین
یہہ مال وہ ہے کہ جسکی بڑی ضرورت ہے
سفر ہو دور کا اور دونون ہاتہہ خالی ہون
تجہے بہی ایک دن اکبر یہی سفر ہے پیش
گیا شباب کا موسم خزان کے دن آئے
کہا ہے اہل طریقت نے اسکو ہے جانی
ضعیف ہے مگر اس سے لگاؤ باقی ہے
جو زن مرید ہین اونکا تعلق اس سے ہے
وہ دیکہتے بہی نہین آنکہہ اوٹہا کے اسکی طرف

ڈسے کسیکو تو اوترے نہ اسکا زہر اصلا
رہا کہین کا نہ وہ جس کا اس سے دل اٹکا
مگر کسی سے نکلی سنے ہو لکر بہی وفا
نہ جہریان ہین بدن پر نہ رنگ ہے بدلا
فرشتے دام مین آجائین ایسی طرز ادا
جسے کہ نیچی نگاہون سے اسنے دیکہہ لیا
ہر ایک خال اثر مین ہے نقش حب سوا
جہان نہ جنبش ہوا ہی وہ باغ ہے صحرا
کدورتون سے بہرا ہے یہہ خاکدان سارا
یہان سے رخت سفر باندہئے کہ ہے کہٹکا
یہان ذرا بہی ہوا غافل آدمی کہ لٹا
ضرور گانٹہہ کتر لیگا گہات مین ہے لگا
یہہ تاک مین ترے ایمان کی ہے اسکو بچا
یہی وہ چیز ہے جو آخرت کا ہے توشا
پہر ایسی راہ کے رہرو کا حال کیا ہوگا
بس اب تو پاؤن کو توڑا ہے سب نے ہاتہہ اوٹہا
خدا کے واسطے دنیا سے اب الگ ہو جا
یہہ تیری ہوک رہنے ہے کہ ہر خیال تیرا
یہہ کیسی بات ہے دل مین تو اپنے سوچ ذرا
جو مرد ہین اونہین کیا اس چڑیل کی پروا
نظر ہے اونکی خدا پر وہ اوسکے ہین شیدا

ملے گا اس سے نہ اکسیر کوئی غیور کبھی ‏ یہہ پیر زن ہے کروروں ہیں یار کی ہوا

العبادت العبادت العبادت دنیا کو چہوڑو اور عبادت کرو

تہجد کو اللہ تعالے شانہ نے مسلمانون کے لئے ایک خاص قاصد بنایا ہے وہ پاک پروردگار عالم اوسوقت آسمان اول پر رونق افروز ہوتا ہے اور پکارنے والون کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اپنے عشاق کے دلونکو اپنی محبت سے بہر دیتا ہے جسوقت بندونکا یہہ قاصد اوس مالک کے پاس پہونچتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اور اپنی عبادت کی توفیق اپنے بندونکو دیتا ہے پہر اون بندون کا دل نہین چاہتا کہ سجدہ سے سر اوٹہائین۔

حدیث قدسی مین وارد ہے مَازَالَ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَلَئِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ ہر علم اور ہر فن کے حاصل کرنے کے لئے واقفان علم وفن نے اصول مقرر کئے ہین کہ ہر علم اور ہر فن اونہین اصول کے ضبط کی پیروی کرنے سے آتا ہے جبتک وہ اصول ضبط نکئے جائینگے هرگز وہ علوم نہ آئینگے حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ باطن کے حاصل کرنیکے لئے جو اصول ارشاد فرمائے ہین اونمین سے ایک یہہ ہے اور یہہ وہ اصول ہے کہ پروردگار تعالے شانہ نے فرمایا ہے اسیکو قرب نوافل کہتے ہین پروردگار تعالے شانہ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ میرا قرب کثرت نوافل کے ذریعہ سے چاہتا ہے یہانتک کہ مین اوسکو چاہنے لگتا ہون پس مین اوسکی سماعت بن جاتا ہون کہ جس سے وہ سنتا ہے اور مین اوسکی بصارت بن جاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور مین اوسکے ہاتہہ بن جاتا ہون جس سے وہ چیزونکو چہوتا ہے اور پکڑتا ہے اور مین اوسکے پاؤن بن جاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے پس یہی بندہ کا وصال ہے اپنے معبود کے ساتہہ ؎

چو اینجا انا الحق بگویم رواست ‏ بہر عضو من جلوۂ فرما خداست

وہ بزرگوار جو خدائی کی شان دکھانے والے ہین کثرت نوافل کے ذریعے
اس مقام پر پہونچتے ہین اسی صلوۃ کو معراج المومنین کہتے ہین لیکن تعجب اون حضرات
سے جو عید بقر عید کو بھی قبلہ کیطرف نہ جھکین اور اللہ واصل ہونیکا دعوے بڑے روز و
شور سے کرتے ہین ؎

درین رہ بجز مرد داعی نرفت | گم آن شد کہ دنبال داعی نرفت
مپندار سعدی کہ راہ صفا | توان رفت جز در پے مصطفے

نماز مسلمان اور کافر کے درمیان حد فاصل ہے جو مسلمان نمازی نہین اوسمین اور کافر
مین کیا فرق ہے اگر کسی مقام پر ہندو مسلمان ایک ہی لباس ایک ہی وضع مین ملے جلے
بیٹھے ہوئے ہون تو دیکھنے والا ہرگز نہ پہچانے گا کہ انمین ہندو کون ہے اور مسلمان
کون ہے مگر جسوقت اوس پاک پروردگار کے دربار کا منادی ندا کریگا اور مسلمانون کو
اللہ کے گھر مین بلائیگا پس جو مسلمان ہوگا وہ فوراً ہی اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا سنکر
اوٹھہ کھڑا ہوگا اور ہندو بیٹھا رہجائیگا **نماز** مسلمان کی اولٹی قسمت کو سیدہا کرنے والی ہے ؎

عکس معکوس نگین در سجدہ میگردد درست | پشت واژگون را راست مے سازد نماز

بعض بزرگوار ارشاد فرماتے ہین کہ ہم نماز کسکی پڑہین مجہے اونکے ارشاد پر نہایت تعجب
ہوتا ہے اونکی خدمت مین سوائے اسکے کیا عرض کیا جائے کہ آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی
نماز حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین
جسکی نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز حضرت عمرؓ نے
پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز حضرت عثمانؓ نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین
جسکی نماز حضرت شیر خدا علی مرتضے نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز حضرت
ائمہ نے پڑہی تہی آپ نماز اوسکی پڑہین جسکی نماز جملہ اولیائے کرام نے پڑہی اور قیامت
تک پڑہینگے من ترک الصلوۃ فلا دین لہ تمام ہوگیا اون آٹھون اسطوانجات

شریفیہ کا ذکر جو تمام اساطین سے شرف و بزرگی مین افضل و متبرک ہین بزرگون نے لکھا ہے کہ کوئی اسطوانہ ایسا نہین ہے کہ کبار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین سے کسی نے اوس جگہہ نماز نہ پڑھی ہو۔

بخاری شریف مین حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ بڑے بڑے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو مین دیکھتا تہا کہ مغرب کی نماز کے وقت ہر ایک انمین سے ایک ستون کیطرف مبادرت کرتا تہا اور روضہ شریفہ مین ان اسطوانون مین سے ہر اسطوان پر اوسکا نام لکھا ہے اوس اسطوانہ پر کہ جو محراب النبی کے مقابلہ مین ہے شمال غربی کی جانب اسطوان عائشہ رض کہ مذکور تہا لکھا ہے اسطوانہ ابی بکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رضی اللہ تعالے عنہم اور اوس اسطوانہ پر کہ اس اسطوانہ کے متصل ہے غرب کی طرف لکھا ہے اسطوانہ سعید بن زید و ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما لیکن ذکر ان دو اسطوانونکا تاریخ سید علیہ الرحمۃ مین مذکور نہین ہے واللہ اعلم۔

بیان صفہ مسجد نبوی زاد اللہ تشریفاً و تکریماً و اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین صفہ بضم صاد مہملہ و ادغام فا ظلہ کو کہتے ہین یعنی سائبان یا چبوترہ اور یہہ صفہ مسجد شریفہ کے پایانمین ہے فقرا اور مساکین صحابہ جو اہل و عیال اور مال و منال کچہہ نرکہتے تہے وہ یہین شب و روز حاضر رہا کرتے تہے اوسی مکانکی نسبت سے یہہ اصحاب صفہ مشہور ہوئے ذہبی لکہتا ہے کہ قبلہ تحویل سے پہلے شمال کیطرف تہا بعد اسکے کہ جنوب کیطرف پہیر اگیا پہر اپہلے قبلہ کا اوسی حالت پر چہوڑ دیا گیا کہ وہ فقرا اور مساکین کے رہنے کی جگہہ ہو اصحاب صفہ کبہی زیادہ ہو جاتے تہے اور کبہی کم یہہ سب کمی و بیشی کا یا تو اونکا تزوج ہوتا تہا یا مسافرت یا انتقال حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ مین اصحاب صفہ کی تعداد سو سے زیادہ شمار کی ہے اور خوابگاہ انکی شب کے وقت بہی وہی مسجد شریف تہی اور سوا اوسکے اونکی کوئی جگہ

تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو حسب الحکم پروردگار تعالے شانہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ ان لوگون کے ساتھہ ایک خاص مجالست تھی اور استیناس مخصوص تھا ؎

بدرویشان ومسکینان سرے ہست | ہلا خوش باش کان سلطان دین را

اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصحاب صُفّہ مین دس دس بیس بیس آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے آستانہ مبارک پر بہوک کی شدت مین آپڑتے تھے آنے جانے والے لوگ خیال کرتے تھے کہ شاید یہہ لوگ دیوانے ہین حضور پرنور انکا یہہ حال دیکھکر انکے پاس بکمال شفقت آجاتے تھے اور تسلی اونکی فرماتے تھے اور ارشاد ہوتا تھا کہ تم ہمارے ساتھہ ہو اور یون فرماتے تھے کہ اگر تم اس بات کو جان لو کہ تمہارا امر خدا کے نزدیک کیا ہے تو تم تمنا کرو کہ ہمارا فقر وفاقہ اور اس سے زیادہ ہو اور کبھی کبھی اون لوگونمین سے ایک ایک دو دو صحابہ کو تقسیم کردیا کرتے تھے تا اونکے مہمان ہون اور جو باقی رہجاتے اونکو اپنے خوان نعمت کا شریک فرماتے اور صدقات اور ہدایا مین سے جو چیزین پہونچتین اونمین بہی اونکا حصہ ہوتا تھا اور انکا اَضْيَافُ الْمُسْلِمِيْن تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بہی اصحاب صُفّہ مین سے ہین روایت کرتے ہین کہ ستّر مرد ونکو مینے اصحاب صفہ سے دیکہا کہ اونکے پاس سوائے ایک ازار کے کہ وہ بہی نصف ساق تک تھی نماز کیوقت اوسکو اپنے ہاتہون سے فراہم کرلیتے تھے کہ کشف عورت نہو۔

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ شدت گرسنگی سے ہم پیٹ پر پتہر باندہ لیا کرتے تھے اور زمین پر پیٹ لیٹ جاتے تھے کہ زمین ہی کی تری کچہہ جگر تک پونہچے ایک روز ہم گذرگاہ قوم پر پڑے ہوئے تھے کہ ایک صحابی کا گذر اودہر سے ہوا مینے قرآن کی ایک آیت پڑہی اونکو ہمارے حال کیطرف کچہہ توجہہ نہوئی وہ چلے گئے بعد اونکے حضرت ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے اور مجہکو جو اس حال مین دیکہا تبسم فرمایا اور کہا یَا اَبَا هُرَيْرَة مینے عرض کی لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ الله فرمایا کہ یہان آمین حضور کے پیچہے پیچہے چلا اور حضرت کے حجرہ شریفہ تک پہونچا ایک قدح دودہ حضرت کے

پاس بطور ہدیہ آیا تہا آنحضرت نے مجہسے ارشاد فرمایا کہ اصحاب صُفّہ کو بلا لے اپنے دل مین کہا کہ اسکی تعداد تو اتنی قلیل ہے اور آپ دعوت اصحاب صفہ کی فرماتے ہین یہہ تو میرے ہی واسطے کافی نہو گا کاش آپ مجکو ہی عنایت فرماتے کہ مین اسکو پی لیتا اور چند ساعت کیلئے سیری ہو جاتی لیکن اطاعت خدا اور اوسکے رسول سے چارہ نہ تہا اصحاب صفہ کے پاس گیا اور اونکو حضور کا پیام دیا وہ سب حاضر ہوئے اور ہر ایک بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین ایک جگہہ تجویز کر کے بکمال ادب بیٹہہ گئے آپنے یا ابا ہُرَیرَہ مینے عرض کی لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ حضور نے ارشاد کیا کہ یہہ دودہ کا پیالہ لے اور اصحاب کو تقسیم کر مینے وہ پیالہ لیا اور سبکو تقسیم کرنا شروع کیا اصحاب صفہ کی جماعت سو آدمیونکی تہی سب نے آسودہ ہوکر پیا اور پیالہ جتنا بہرا تہا بہرا رہا آپنے متبسم ہو کر فرمایا کہ اب ہم اور تم ہین پہر مجکو حکم ہوا مینے بہی خوب سیر ہو کر پیا اور پیالہ ویسا ہی بہرا تہا پہر حضور پرنور نے مجہسے پیالہ لیا اور خود نوش فرمایا روایات متعددہ سے ثابت ہے اور روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ انصار مین سے ہر شخص اپنے باغ کی کہجورونکے خوشے لاتا تہا اور وہ مسجد شریف کے دو ستونونمین بیچ سے باندہ کر لٹکا دئے جاتے تہے اور آپ اصحاب صفہ کو اونکے نیچے بیٹہنے کا حکم فرماتے تہے اور عصا سے اونکو جہاڑتے تہے اور اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم چنتے جاتے تہے اور کہاتے جاتے تہے ایک روز ایک عرب خوشہ خرما لایا جسکی کہجورین خراب ہو گئی تہین اور وہی ستون مین لٹکا دین حضور نے اوسے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ اگر اسکا مالک اس سے بہتر کہجورین لاتا تو بہتر ہوتا لیکن اوسنے یہی چاہا کہ قیامت مین اس سے بہتر کہجورین کہائے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ورضی اللہ تعالےٰ عن اصحابہ اجمعین۔

بیان حجرات منیفہ جب حضور پرنور نے مسجد شریف کی بنیاد رکہی تو دو حجرے دونون ازواج مطہرات کے لئے تعمیر فرمائے یعنی حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اوسوقت یہی دو بیبیان حضور پرنور کے عقد نکاح مین

تھین بعد تجدید تزوج بھی بی بی کے لیئے ایک نیا حجرہ تعمیر ہوا حارثہ بن النعمان کہ انصاریین سے
ایک شخص تھے مسجد شریف کے قریب اونکے بہت سے مکان تھے رفتہ رفتہ اونہون نے
وہ سب مکان حضور پرنور مین پیش کر دیے اکثر ہمسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار عرب کی رسم
کے موافق کہجور کی چہڑیون سے تہے اور وہ چہڑیان بندہی ہوئی اونہی ہوئی تہین بالون سے اور
گہرون کے دروازہون پر ایک ایک پردہ لٹکا ہوا تہا اور وہ پردہ بہی اونہین بالون سے بنا ہوا
تہا اور یہ سب گہر قبلہ کیطرف اور مشرق اور شام کیطرف تہے اور جانب غرب مسجد کوئی گہر نہ تہا بعض
مکان حضرت کے کچی اینٹون کے بہی تہے اور ہر گہر مین ایک حجرہ تہا جریدنخل کا اوسکے اوپر کہگل کی
ہوئی تہی دروازے اکثر مکانون کے مسجد کیطرف تہے اور ان گہرون کی چہت کی بلندی
آدمی کے قد سے ایک ہاتھ زیادہ تہی اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا
دولت خانہ بہی یہین تہا کہ آپ حضرت کی قبر شریف اوسمین ہے درمیان آپکے گہر کے
اور پیغمبر صاحب کے مکان کے کہ وہ حضرت عائشہ رض کے لیئے بنا یا گیا تہا ایک کہڑکی تہی کہ اوسکو
عرب مین خوخہ کہتے ہین اکثر اوقات حضرت سرور کائنات صلعم اسی ہین سے برآمد ہوا کرتے
تہے اور ہر بار آپ احوال حضرت فاطمہ و علی و حسن و حسین سلام اللہ علیہم کا پوچہہ لیا کرتے تہی
ایکروز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آدہی رات کو اس کہڑکی مین سے برآمد ہوئین تو حضرت فاطمہ رض
اور حضرت عائشہ رض سے کچہہ گفتگو واقع ہوگئی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضور سے
عرض کی تو یہہ کہڑکی بند کردی گئی

طبرانی ابی ثعلبہ کی روایت سے نقل کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی سفر سے معاودت فرماتے تہے تو پہلے اپنی مسجد مین داخل ہوکر دو رکعت نفل ادا
فرما لیا کرتے تہے بعد اوسکے حضرت فاطمہ رض کے گہر تشریف لیجاتے تہے اور پرسش کرتے
تہے صاحبزادون کی خیریت کی پہر امہات المومنین رضی اللہ تعالے عنہم کے گہرمین تشریف
لاتے تہے حضرت امیر المومنین علی سلام اللہ روایت کرتے ہین کہ ایکروز ہمنے حضرت کے لیئے

کہانا پکوایا حضرت ام ایمن نے ہمارے واسطے دودہ بہیجا تہا وہ بہی تہا آپنے کہانا تناول فرمایا اور دودہ پیا پینے آپکے ہاتہہ دہلاے آپنے ہاتہہ دہونے کے بعد اپنے دونون ہات مبارک اپنے مُنہ اور محاسن شریف پر پہیرے اور دعا کی اور روے مبارک زمین پر رکہا اور آنسو اخراط کے ساتہہ جاری ہوئے ہملوگون کو حضور کی ہیبت کے سبب سے مجال استفسار کی نہ تہی ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام کہین باہر سے آگئے اور دوڑکر آپکی پشت مبارک پر بیٹہہ گئے اور رونا شروع کیا آپ اپنا گریہ تو بہول گئے اور حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یا حسین کیون روتے ہو تم امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ اے باپ مینے جیسا آپکو آج روتے ہوے دیکہا ہے ایسا کبہی نہین دیکہا کیا حال ہے کچہہ تو ارشاد فرمائے حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے آج مجکو تیرے جمال مسرت مآل سے ایک فرحت وسرور حاصل ہوا کہ اسکے پہلے کبہی نہوا تہا جبرئیل درگاہ عزت سے آیا اور خبر پہونچائی کہ تجکو اور تیرے ساتہہ کے لوگون کو میری امت کے بعض لوگ عالم غربت مین قتل کرینگے مینے دعا کی اللہ سے کہ جب تمپر دنیا مین مصیبت پڑے تو عاقبت کار تمہارا خیر کے ساتہہ ہو۔

دنیا مین جب سے مصیبتون کی تاریخ قائم ہوئی ہے شہادت حسین علیہ السلام سے بڑہ کر کوئی جانکاہ واقعہ نہ کسی کتاب مین دیکہا گیا نہ کسی کی زبان سے سنا گیا رسول سے بڑہ کر کوئی مستقیم الحالت نہین ہوتا اوسکو جتنی صفتین عنایت ہوتی ہین سب کامل ہوکر ملتی ہین اور رسولون مین سب سے بڑا مرتبہ خاتم الرسل کا ہوتا ہے تمام دنیا مین کامل الصفات اوس سے بڑہکر حضرت نہ کوئی نبی ہوتا ہے نہ رسول یہ روایت جو اوپر گذرچکی حضرت خاتم الرسالت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہے کہ جب آپ واقعہ شہادت کربلا سے مطلع فرمائے گئے تو آپنے اسقدر گریہ فرمایا کہ زمین سجدہ کی جگہہ کی آنسون سے تربتر ہوگئی اور ریش مبارک اشکون سے تر تہی جب خاتم الانبیاء سے جلیل القدر نبی کے اضطراب وبیقراری کی یہ حالت ہو تو واسے بر حال اوس است کے کہ جسکی آنکہین تر نہون گریہ علامت رحمت ہے عام حالت مین مگروہ

گریہ نہین بلکہ جو نامشروع بَین کو شامل ہو جیسے مونہہ پٹنیا اور مونہہ نوچنا بال کہسوٹنے بہس
اوڑانا یہ حالتین بے شک ایسی ہین جو اسلام کے پاک وصاف چشمے کو مکدر کرنے والی ہین
بُکا بالضم ومد و ہمزہ بمعنی گریہ یعنے صرف آنسوؤن سے رونا اور بُکار بالضم اور آخر مین ہمزہ
فعال کے وزن پر یہہ مصدر ہے یعنی گریہ کرنا بَین موتیٰ کے حالات زندگی کا بیان کرکر
چیخنا اور سینہ زنی کرنا اور بال کہسوٹنے اور مونہہ نوچنا اہل بیت اطہار علیہم السلام
کے افعال یا اقوال سے ثابت نہین اور بین کے یہہ معنی دیکہے نہین گئے صاحبان لغات نے
یہہ معنی ہین کے لکہے ہین بین بالفتح بمعنی فرق وفصل میان دو چیز وجدائی وبفتح اول وتشدید
وکسرہ ثانی بمعنی آشکارا از کنز وصراح و بین بیائے معروف در ہندی نام سازیست انتہی
حسین علیہ السلام کی مصیبتون پر رونے والے نبی وعلی وفاطمہ وحسن علیہم السلام
کے حلقہ غم کے شریک ہین اُنکی نجات کے واسطے یہ شرکت غم کافی ووافی ہے آنسوؤن سے
رونے والونکی فہرست مین بڑے بڑے لوگون کے اسمائے گرامی ہین حضرت آدم علیہ السلام
کا نام مبارک اوس فہرست کی گویا بسم اللہ ہے پہر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت
یعقوب اور حضرت یحییٰ علیہم السلام آئمہ مین سے حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام مگر سوائے اشک ریزی کے نامشروع گریہ کسی سے نہین ثابت ہوا۔

بیان واقعات کربلا مین بہت کچہ مبالغہ کیا گیا ہے خصوصاً

مرثیون مین ہمارے اثنا عشری بہائیون مین بہی جو اہل تحقیق ہین اور علوم دینیہ سے ماہر ہین
وہ مرثیہ نہین سنتے ہزارون روایتون مین سے دو چار بہی صحیح نہونگی اوس چٹیل میدان
مین جہان سوائے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے خیمون کی یا اون اشقیا کے گروہ
کے کوئی تیسرا فرقہ تو موجود نہ تہا پہر ان بے انتہا روایتونکا سلسلہ کہان سے قائم ہوا
اور ایسے ثقہ راوی کہان سے موجود تہے یہہ روایت کہ جعفر جن اپنے لشکر
کے ساتہہ مدد اہلبیت اطہار علیہم السلام کو آیا تہا مگر اوسے جو حکم نہ ملا تو لشکر لئے

پڑا رہا تو واسکی بھی روایت تو کہین نہین دیکھی جاتی کہ عن جعفر کسی روایت مین ہو واعتی جناب مجتہد العصر کا فتوےٰ ان مرثیون سے باب مین بہت درست ہے کوئی شخص جسے ایمان سے کچھہ بھی لگاؤ ہے مرثیے ہرگز نہ سنے یہ نکی برباد گنہ لازم جنکو عزاداری کا شوق ہے وہ کتاب خوانی کیون نہین کرتے جیسے ٹکسال مین روپیہ پیسے ڈہلتے ہین نہ مرثیہ گوئی کے کارخانہ مین روایتین ڈہلتی ہین جب مرزا دبیر نے ایک مرثیہ اپنا خواجہ آتش مرحوم کے سامنے پڑہا تو وہ اردو کی شاعری کا امام وقت بہلا کاہیکو لب کہولنے والا تہا چپکا بیٹہا سنا کیا جب یہ پڑہکر منبر سے اوترے تو دبیر نے خیال کیا کہ آتش سے داد سخن نہ لی تو مرثیہ کہکر کیا کیا اوسنے کہا کہ قبلہ آپنے سنا وہ زور سے ایک ہونکارہ بہر کر چپ ہوگئے مرزا دبیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو کچھہ نہوا ان سے کسیطرح داد سخن لینا ہی چاہئے پہر اونکی خدمت مین دست بستہ عرض کی قبلہ و کعبہ آپنے یہ مرثیہ غور سے سنا آخر کچھہ لاکے اوس آتش کے پرکالہ نے کہا کہ ہان بہئی یہی تو سوچ رہا ہون کہ یہ مرثیہ ہے یا لندھور بن سعدان کی داستان ہے جبکا لاکہہ سکا گزرا تہا سامعین جو حاضر تہے سب نے شرم سے گریبان مین مونہہ ڈال لیا کہ توبہ توبہ ہمنے کن بے اصل روایتون پر اپنے بے بہا آنسوؤن کو خاک مین ملایا اور مرزا صاحب نے تو سانس بھی نلی چپکے سے اوٹھکر محفل سے چلتے ہوئے سچ تو یہہ ہے کہ مذہبی روایتین اور جعلی لا دالله هذا بهتان عظیم۔

ہمکو اپنے برادران طریقت سے بہی اس مادہ مین کچھہ عرض کرنا ہے اگر اونکو اللہ شانہ استعداد علمی عطا فرمادے اور وہ اپنے اکابر طریقت کے حالات تحریر فرمانیکا قصد کرین تو روایات کی صحت کا بڑا اہتمام کرین جہانتک ہوسکے بزرگون کی اخلاقی حالات تحریر فرمائین کرامات و خرق عادات کیطرف توجہہ کم کرین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے معجزات نویسی مین بھی قلم کی عنان کو اختیار مین رکھین جو معجزہ صحیح حدیثون سے ثابت ہو وہ تو اختیار کرین اور باقی سے احتیاط کرین اور اخلاق

روایتین اکابرِ دین کی کیا کم ہین مثلاً حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
حالات کو ملاحظہ فرمائیے کہ ہزارون کتابین بھری پڑی ہین مگر ایک چھوٹی سی
اخلاقی حکایت جو حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی گلستان مین لکھدی
ہے اوسکے پڑھنے کے ساتھ ہی سارا تکبر و پندار اوس حکایت پڑھنے والے کا
ہوا ہو جاتا ہے۔

حکایت عبدالقادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرم کعبہ
روے برحصا نہادہ بود ومے گفت کہ اے خداوند بخشائے واگر مستوجب عقوبتم
مرا بروز قیامت در زمرہ نابینا برانگیز تا در روئے نیکان شرمسار نباشم۔

قطعہ

روے برخاک عجز میگویم | ہر گہ کہ بادمے آید
اے کہ ہرگز فراموشت نہ کنم | ہیچت از بندہ یاد مے آید

اللہ اللہ کیا بلند مقام آپکا ہے اے اولیاء اللہ کی کرامت میسے شاقی قو دیکھو تقدس
وصفائی باطنی اور تزکیہ نفس اسے کہتے ہین کرامت اسکا نام ہے خرق عادات ایسے
ہوتے ہین جہاز نکالنا مردے کو زندہ کردینا اس نور کرامت کی روشنی کے سامنے
رہاین تو تاریک نظر آتا ہے اسی شرافت نفس نے آپکو قطب اعظم کردیا تھا اور احیاء
الموت وغیرہ تو آپکے اعلیٰ مرتبہ سے بہت نیچے ہین رضی اللہ تعالےٰ عنہ
ایک اور درویش کی حکایت حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستان مین لکھی
ہے وہ بھی اسیکے ہم پہلو ہے۔

حکایت درویشے را دیدم کہ سر بر آستان کعبہ ہمی مالید وہمی گفت کہ یا غفور یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم وجہول چہ آید۔

قطعہ

عذر تقصیر خدمت آوردم — کہ ندارم بطاعت استظہار

عاصیان از گناہ توبہ کنند — عارفان از عبادت استغفار

عابدان جزاے طاعت خواہند و بازرگانان بہاے بضاعت من بندہ امید آوردہ ام نہ طاعت بدریوزہ آمدہ ام نہ بتجارت

ع

اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ — وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ بِاَھْلِہٖ

بیت

گر کشی ور جرم بخشی روی سر بر آستانم — بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی بر آنم

قطعہ

بر در کعبہ سائلے دیدم — کہ ہمے گفت و میگریستے خوش

من نگویم کہ طاعتم بپذیر — قلم عفو بر گناہم کش

ع

عنان قلم کسطرف پھر گئی — طبیعت اک اندوہ مین گھر گئی

اب مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون الغرض سواے دروازہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سب دروازے بند کر دئیے گئے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جذب القلوب الی دیار المحبوب مین تحریر فرماتے ہین عبارت کتاب حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ فصل چون در ابتداے حال ابواب طرق بیوت بعضے از اصحاب در مسجد نبوی بود آخر الامر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم بحکم الٰہی امر فرمود تا جمیع ابواب اصحاب کہ در مسجد واقع اند بہ بندند غیر از باب ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ در احادیث صحیحہ بطریق متعددہ آمدہ است کہ روزے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم در ایام مرض کہ از رحلت وی ایام معدودہ ماندہ بود

بالاے منبر برآمد و خطبه بلیغه برخواند و فرمود حضرت رب العزت بندهٔ از بندگان خود را مخیر ساخت
در آنکه اگر خواهد در دنیا باشد والا بجوار قدس انتقال فرماید لاجرم آن بنده همین را اختیار کرد که
پیش مولاے خود برود جمیع اصحاب که در حضرت بودند هیچکس بفهم این معنی نرفت غیر
ابوبکر صدیق رضی الله تعالے عنه که بگریست و دریافت که این خبر هم از حال خود
مے دهد سفر آخرت آنحضرت صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم قریب آمده است بعد
ازان فرمود که بذل کننده و مدد کننده ترین مردم بر من در صحبت و مال ابوبکر رض است
و اگر من غیر از خدا خلیل میگرفتم ابوبکر رض را خلیل میگرفتم ولیکن اخوت اسلام و مودت آن
باقی است جمیع ابواب که در مسجد است بربندید غیر باب ابی بکر رض و در بعضے
احادیث آمده که خوخه در مسجد نگذارید مگر خوخه ابی بکر رض و خوخه طاقی را گویند که در دیوار
خانه از براے روشنی بگذارند و اگر بپایان خانه افتد در آمدن و برآمدن ازان راه نیز ممکن باشد
و خوخه ابی بکر هم ازین قبیل بود و بیشتر احوال ازان جانب بمسجد درمے آمد ولهذا در حدیث اطلاق
باب بروی وقوع یافته است والا در خانه وے رضی الله تعالے عنه نه در جانب
مسجد بود و علماے سنت و جماعت را درین حدیث تمسکے و قوے
است در فضل ابوبکر رضی الله عنه و امتیاز او میان اصحاب رسول الله صلی الله علیه و آله و
اصحابه وسلم علی الخصوص که وقوع آن در آخر حیات آنسرور باشد تا آورده اند که عمر بن
الخطاب رضی الله تعالے عنه التماس کرد که در دیوار خانه خود سوراخے بگذارد که در
وقت برآمدن رسول الله صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم براے نماز نظر بر جمال وے افتد
فرمود روا ندارم اگرچه بمقدار سر سوزن بود و جماعه دیگر درین باب سخن میکردند که در خانه
دوست خود را گشاده داد و دیگران را بدرآورد فرمود که این نه از من است از حکم الهی
است مرا درین اختیارے نیست و فرمود بر در ابوبکر نورے می بینم و بر درها ظلمت
و بعضے از علما در باب تاویل درآمده ادعا کرده اند که مراد باین حدیث ظاهرش نیست

بلکه مراد بباب خلافت است و بستن ابواب دیگران کنایه از منع طلب و توقع اوست والا ابوبکرؓ را متصل مسجد نبوی خانه نبود بلکه خانه او در حوالی مدینه و دیگر در بقیع بود و این سخن بے تکلف نیست و آنکه میگویند که ابوبکر رضی اللہ عنہ را خانه متصل مسجد نبود تحقیق درین باب آنست که وے را خانها متعدد بود بتعدد ازواجات و خانه که بفتح باب آن امر شده متصل مسجد شریف بود میان باب السلام و باب الرحمۃ که در قبضه آن زاہد ست ام المومنین حفصه رضی اللہ عنہا بچهار هزار درہم بفروخت و بر جماعه که بر وے رضی اللہ عنہ از جائے رسید بود وانفاق کرد شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری می آرد که درین باب احادیث دیگر آمده که ظاہر آن مخالف است بآنچه مذکور شد ازان جمله حدیث سعد بن وقاص است که گفت امر کرد رسول خدا صلی اللہ علیه وآله واصحابه وسلم بسد جمیع ابواب که راه آن در مسجد بود غیر باب علیؓ و مخرج این حدیث احمد و نسائی است و اسناد او قوی ست و طبرانی در اوسط بنقل ثقات می آرد که اصحاب همه جمع شده آمدند و گفتند که یا رسول اللہ درہاے همه را بستی و باب علیؓ را کشاده داشتی فرمود نه من بستم و نه کشادم خدا بست و خدا کشاد من مامورم بسد جمیع ابواب غیر باب علیؓ و هم امام احمد و نسائی بنقل ثقات از ابن عباس روایت کرده اند که بسد ابواب همه امر شد غیر باب علیؓ که باب او در مسجد بود و راہے دیگر نداشت و وے در حال جنابت نیز همین راه می آمد و امام احمد از روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما مے آرد که وے گفت ما در زمان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله واصحابه وسلم بهترین مردم بعد از سرور انبیا صلی اللہ علیه وآله واصحابه وسلم ابوبکرؓ را مے گرفتیم و بعد ازان عمر را رضی اللہ تعالی عنہما در هموار مدینه حدیث بخاری از ابن عمر رضی اللہ عنہما آورده که گفته بودیم ما که میگزیدیم در زمان رسول خدا صلی اللہ علیه وآله واصحابه وسلم ابوبکر را پس از عمرؓ پس ازان عثمانؓ را و در روایت دیگر برابر نمیکردیم باین سه تن کسے را انتهی — و سید علیه الرحمه همان ابوبکر و عمرؓ را گفت رضی اللہ عنہما و بس و این زیاده کرده گفت ابن عمرؓ بعد ازین کلام علی بن ابی طالب را ۳ فضیلت

داده اند که اگر یکی از انها مرا بودے بهتر از دنیا و مافیها دانستمی پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم دختر خود را بوے داد و از وے اولاد شد و سد ابواب کرد بجز باب او در روز خیبر رایت بوے داد گفت نسائی که ابن عمر را پرسیدند که چگوئی در حق عثمان و علی پس وے همین حدیث را برخواند بعد ازان گفت از علی مپرسید و لیکن قیاس کنید و ببینید که منزلت او نزد رسول خدا چیست درهائے تمامه ما را بربست غیر در او که کشاده داشت

شیخ ابن حجر میگوید که هر یکی ازین احادیث صلاح حجیت و قبول دارد علی الخصوص که بعضے طرق به بعضے تائید یافته باشد و صورت تقویت پذیرفته باشد و هم وے میگوید که ابن جوزی این حدیث را که در شان علی مرتضی سلام الله علیه واقع شده در موضوعات آورده و بر بعضے از طرق او تکلم کرده و گفته که وے مخالف حدیث صحیح است که در باب ابی بکر آمده روافض آن را در معارضه آنها وضع کرده اند و هم شیخ ابن حجر میگوید که ابن جوزی در این باب خطائے شنیع کرده است که این حدیث را بمجرد توهم معارضه بوضع واقعه منسوب گردانیده این حدیث را طرق بسیار است و بعضے ازانها بدرجه صحت و مرتبه حسن رسیده اند و وے معارض نیست بحدیث ابی بکر و جمع و توفیق درین دو حدیث ثابت است و بزاز در مسند خود ایراد آن کرده و گفته که حدیث علی از روایات اهل کوفه است و حدیث ابی بکر از روایات اهل مدینه و حاصل وجه توفیق آنست که اول امر سد ابواب واقع شده باشد و باب علی رضی الله عنه را ازوے مستثنا نموده زیرا که باب او در جهت مسجد بود و او را راهی دیگر نبود که در آید و بر آید و موید این است که ترمذی از حدیث ابی سعید خدری می آرد که رسول خدا صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم بعلی سلام الله علیه فرمود که درین مسجد هیچکس بجنابت نمی آید مگر من و تو پس درین وقت سد جمیع ابواب کرده غیر باب علی و وقتے دیگر امر شد بسد خوخات و روازن و درین حین استثنا ابوبکر کرد از میان جمیع اصحاب زیرا که وے را دری نبود که راه آن در مسجد بود چنانکه علی را و او را دریچه بود بجانب مسجد و بس چنانچه

علمائے سیر و احادیث تحقیق آن کردہ اند و طحاوی در مشکل الآثار و در معانی الاخبار تصریح
کردہ اند باین توجیہ و توفیق اینست حاصل کلام شیخ ابن حجر در شرح صحیح بخاری سید علیہ الرحمۃ
میگوید کہ ازانچہ دلالت دارد کہ قضیہ فتح باب علی مقدم است آنست کہ ابن زبالہ مے آرد
کہ چون رسول خدا امر بسد ابواب جمیع اصحاب کرد غیر علی حمزہ بن عبدالمطلب بعد ازانکہ در ابتدای
حال در مبادرت امتثال این توقف کرد بحضرت رسالت آمد و آب از چشم وے میرفت و گفت
یا رسول اللہ مرا خود بیرون افگندی و پسر عم را درون خواندی فرمود یا عمارہ من مامورم مرا درین امر اختیارے
نیست پس بذکر سید الشہدا درین روایت معلوم شد کہ قضیہ علی سابق است زیرا کہ قضیہ ابی بکر در مرض
موت آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم واقع بود و شہادت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
در غزوہ احد و سید در تعدید احادیث و تکثیر طرق در باب علی علیہ السلام تقصیر نکردہ و از انجملہ
اینحدیث است کہ ابن زبالہ و یحیی السندی کہ وارند یکے از اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ و اصحابہ و سلم روایت آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا
درداد ایها الناس سدوا ابوابکم انتباہے در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس برنہ استاد
بار دیگر ندا آمد ایها الناس سدوا ابوابکم قبل ان ینزل العذاب مردم ہمہ برآمدند
و بملازمت حضرت مبادرت کردند علی مرتضی نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد فرمود توچہ
ایستادہ برو و بخانہ خود بنشین و در خانہ خود بحال خود بگذار و در میان مردم ازینمعنی گفتگوے
افتاد و زیغے در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب شد و بر منبر رفت حمد و ثناے مولے
گفت و گفت حق سبحانہ تعالے وحی فرستاد بر سر موسی علیہ السلام کہ مسجدے بنا کن مخصوص
بصفت طہارت و ساکن نشود در وے جز تو و ہارون و پسران ہارون شبر و شبیر
و ہمچنین وحی کرد برمن کہ مسجدے سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من و علی و پسران
او حسن و حسین پس من بمدینہ آمدم و مسجدے گرفتم و مراد در آمدن مدینہ و گرفتن مسجد اصلا
اختیارے نبود و من نمیکنم مگر آنچہ بکنانند و نمیدانم مگر آنکہ بدانانند پس بر ناقہ خود سوار شدم

وبیرون آمدم وقبایل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم ومن بگفتہ ایشان فرود نیامدم
وگفتم راہ بر ناقہ من تنگ نکنید او مامور است ہر جائیکہ بنشیند منزل من ہمانست واللہ من
در ہا را نہ بستہ ام و نہ کشادہ ام و علی را من نہ در آوردہ ام و اخراج او را اخداد را آوردمن حکیم و حق
آنست کہ حدیث ابی بکرؓ از جہت صحتش واجب القبول است و حدیث علیؓ بسبب کثرت طرق
ممتنع الانکار است پس ہر دو قضیہ حق باشد و وجہ توفیق ہمانست کہ مذکور شد چنانچہ شیخ ابن حجر
از علماے حدیث نقل کردہ باللہ التوفیق و بیدہ ازمنہ التحقیق ۔

ذکر تاریخ قدیم مدینہ وبیان عمالقہ

علماے سیر و تواریخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما
سے روایت کی ہے کہ جب کشتی نوح علیہ السلام زمین پر ٹھیری اور آدمی وسیر ہو
اوترے تو شمار مین سب اسّی آدمی تھے ان لوگون نے بابل کے اطراف مین دس
روز کی راہ اور دس فرسنگ کے طول مین سکونت اختیار کی جب انکے بال بچون کی
کثرت ہوئی تو ایک بہت بڑی جماعت ہو گئی اب انمین اپنے اغراض و مقاصد کی
سبب سے مقدمات و خصومات کی بنیادین قائم ہونے لگین اوسکے انفصال کیلیے
ایک ذی شعور اور صاحب وجاہت آدمی کی ضرورت ہوئی قوم نے اجماع کرکے نمرود
بن کنعان بن حام کو بادشاہ مقرر کیا بعد اسکے جب ملت رسم کفر کو طغیان ہوا اور
بت پرستی پھیل گئی تو بڑا اختلاف اور تفرق انکے حالات مین پیدا ہوا ایک ایک جماعت
نے اپنی اپنی بستیان الگ بسائین خلق خدا ملک خدا اوسوقت کوئی روکنے والا
ٹوکنے والا تو تھا ہی نہین جو زمین پسند آئی وہین رہ پڑے انکی بہتر زبانین مختلف ہو گئین
اور انکی ایک جماعت نے کہ اولاد سام بن نوح سے تھی عربی زبان کو الہام الٰہی کے
ذریعہ وضع کیا اور زمین برکت قرین مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی جس کسی نے کہ
اس زمین مین پہلے زراعت کی اور نخل نصب کیے وہ یہی قوم تھی انہین کو عمالقہ اور

عمالیق کہتے ہین یہہ لوگ عملاق بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد ہین ایک مدّت کے بعد ان لوگون کی املاک واموال و ولایات ہین بہت کشادگی پیدا ہوئی اور ما بین بحرین عمان وحجاز وشام ومصر تک انکے تحت تصرف مین تہا جبابرہ شام اور فراعنہ مصر انہین کی ذریات سے ہین اور حجاز مین انکا بادشاہ ارقم بن ابی الارقم ہوا انکی عمرین بہت دراز اور عیش انکا بہت فراخ ہوا یہانتک کہ چار سو برس گذرے اور کسی نے جنازہ کی صورت نہین دیکہی اور کسی طرف سے نوحہ کی آواز نہین سنی جاتی تہی عمالقہ کے بعد قوم یہود اوس سرزمین کی مالک ہوئی اس زمین پر یہود کے قبضہ کا سبب اہل تاریخ نے مختلف طریقون سے بیان کیا ہے۔

رزین کہ اکابر علماے حدیث سے ہے ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین کہ ایک حدیث مدینہ کی بنیاد کے بیان ہین مینے سلیمان بن عبد اللہ بن حنظلۃ الغسل سے سنی اور اوسیکے مطابق اور موافق بعض رجال قریش سے عبد اللہ بن عمار یاسر کی حدیث سے پائی چونکہ مادہ اتفاق ہر دو حدیث مین اختلاف بہی تہا دونون حدیثیکے مضمون کو جمع کیا اور وہ یہہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اداے مناسک حج کے لئے مکہ معظمہ مین آئے اور بنی اسرائیل کا گروہ کثیر انکے ہمراہ تہا تو حج کے بعد پلٹنے کے وقت انکا گذر زمین مدینہ مین ہوا چونکہ اس موضع کو بصفت بلدۂ نبی آخر الزمان توریت مین پڑھا تہا ایک گروہ مشورہ کرکے موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت ترک کرکے یہین بس گئے اعراب کی ایک جماعت جو بلاد حجاز کی نواحی کے ساکن تہے انسے ہل مل گئے یہانتک کہ انکا دین اختیار کرلیا پس اس قول کے مطابق اول جس نے اس موضع مین طرح سکونت ڈالی وہ یہود تہے لیکن ارباب فن تاریخ کے نزدیک یہی قول راجح ہے کہ یہود سے پہلے عمالقہ کی سکونت یہان تہی اور یہود کی سکونت انکے بعد ہے واللہ اعلم بالصواب۔ وابن زبالہ اوس سند کے ذریعے سے کہ جو اوسکو حاصل ہی

عروہ بن الزبیر سے روایت کرتا ہے کہ جب عمالیق ان شہرون مین پھیل گئے اور مکہ و مدینہ
و حجاز و غیرہم اونکے تحت و تصرف مین آ گئے اور اونپر آثار تکبر و طغیان و عتو و عصیان
کے لوازمہ ملک و سلطنت سے ہین اونپر غالب آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے بعد غرق فرعون و فتح بلاد شام و ہلاک کنعانیان کہ اوس مقام پر تہے ایک بہت بڑا
لشکر عمالیق کے قلع و قمع کے لئے حجاز کی طرف روانہ کیا اور اطفال و عورات کو چھوڑ کر
سبکے قتل کا حکم دیا حق سبحانہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو اونپر غالب کیا لشکریون
نے حکم رسالت کے موافق قوم عمالیق اور اونکے بادشاہ ارقم بن ابی الارقم کو قتل کر ڈالا اونہین
مین ایک جوان نظر آیا ابناے ارقم مین سے جو نہایت خوبصورت اور کمال صاحب جمال
تہا اوسکی صورت دیکھکر قتل مین توقف کیا گیا کہ یہہ لازمہ طبیعت بشری سے تہا لہذا
اس جوان کا قتل بار دیگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے استفسار پر رکہا گیا قضارا اوس استفسار
سے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات فرما چکے تہے جب آوازہ اس عظیم الشان
فتح کا بنی اسرائیل کے کانون تک پہونچا تو وہ غایت مسرت سے لشکر موسوی کے
استقبال کے لئے دوڑے اور اس جنگ و قتل کے واقعات پوچھے لشکریون نے بیان کیا
کہ سواے اس رعنا جوان کے اوس قوم مین سے کوئی مرد باقی نرہا اور اسکا قتل نبی اللہ کے
حکم پر موقوف رکہا گیا ہے جب بنی اسرائیل نے یہہ واقعہ سنا تو اون ظالمون سے
تبری کی اور اون سے کہا کہ تم نے نبی اللہ کے حکم سے خلاف کیا تمہاری جگہہ ہم لوگون مین
نہین ہے جب یہہ لشکری ادہر سے نکالے گئے تو ان لوگون نے دل مین خیال کیا
کہ اب ہمارے واسطے اوس جگہہ سے بہتر کوئی جگہہ نہین ہے جہان سے ہم آئے
ہین یہہ لوگ حجاز کی طرف پلٹ آئے اور توطن اختیار کیا یہہ یہود کی سکونت کا
سبب حجاز مین واقع ہوا اور عمالقہ قتل کئے گئے ابن زبالہ کہتا ہے کہ صحیح تر یہہ
ہے جو طبری نے کہا ہے کہ نزول بنی اسرائیل کا زمین حجاز مین بخت نصر کا واقعہ تہا

جس وقت کہ وہ بلاد شام مین ہو کر گذرا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اور بعض ارباب سیر نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالے عنہ سے یون روایت کی ہے کہ جب بنی اسرائیل سخت
نقصان ظلم مین گرفتار ہو کر ذلیل و خوار ہوے تو باخود باہم مشورہ کرکے دیار عرب کا رخ کیا
انکے علما و احبار نے جو کتب سماوی مین حضور پُر نور شفیع المذنبین محب الفقرا و المساکین
حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے صفات پڑہے تہے
اور اونکے وطن نورانی کی تعریفین آثار و علامات کے ساتہہ دیکہی تہین وہ اوسی نشانات پر
تلاش کرتے کرتے پہونچ گئے اور بنی ہارون علی نبینا و علیہ السلام کی جماعت نے یہان طرح اقامت
ڈالی اور انہین کی ایک دوسری جماعت نے نواحی خیبر مین سکونت اختیار کی اور ہمیشہ کیواسطے
رہ پڑے جب ان لوگون کے باپ دادا مرتے تہے وہ اپنے اولاد کو وصیت کرجاتے
تہے کہ جب تم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی شرف صحبت کی
سعادت حاصل کرو تو اونکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور اونکی اتباع کے دائرہ سے قدم
باہر نرکہنا لیکن جب آفتاب نبوت چمکا اور اوسکی شعاع نے تمام مُلک عرب
کو روشن کردیا تو انصار کی آنکہون کے پردون اور دلکے حجرات نے اون شعاعون کو
پہلے قبول کیا یہود نا عاقبت محمود اپنی فطرتی عادات کے موافق کہ وہ حسد ہے اپنے
آبا و اجداد کی نصیحت پر قائم نرہے اور ہمیشہ کیواسطے بلاے کفر و شرک و انکار نبوت مین مبتلا رہے
اور لطف یہہ ہے کہ واقعہ بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے پہلے جب
انمین اور انصار مین کچہہ جہگڑا ہوتا تہا تو کہا کرتے تہے کہ عنقریب نبی آخر الزمان صلعم
پیدا ہونے والے ہین اوسوقت ہم تمکو سمجہہ لینگے لیکن خدا کی قدرت یہہ سعادت انصار
ہی کی قسمت مین ہوئی اور وہ جو کہا کرتے تہے وہ اونکی قسمت کا نوشتہ تہا۔
مصرع
این کار دولت است کنون تا کرا رسد۔

بیت

سعادت بہ بخشایش داور است — نہ بر کتف و بازوے زور آور است

ابن شیبہ جابر کی حدیث سے روایت کرتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما السلام نے مناسک حج سے فرصت پائی تو دیار شام کیطرف متوجہ ہوے اوسی سفر مین گذر انکا مدینہ باسکینہ مین ہوا چونکہ یہود نے یہودیت کیوجہ سے کلمات آپنے ایسے سنے کہ وہ آپکے مزاج مبارک کے ناموافق تھے تو آپنے اونکو چھوڑ کر جبل احد پر نزول اجلال فرمایا اسی اثنا مین حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوا اور قاصد اجل درگاہ سلطان ازل سے انکے آستانہ پر حاضر ہوا موسیٰ علیہ السلام نے جبل احد پر اون کیواسطے قبر کہودی اور کہا کہ یا اخی آپ کی اجل الہٰی اب آپ اوس عالم کی طرف متوجہ ہون حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام اوسی حالت مین اپنی قبر مین اوترے اور لیٹ گئے اور وہین فرشتے نے آپکی روح مبارک کو قبض کیا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام آپ کی نعش نورانی کو تہہ خاک کر کے روانہ ہوگئے واللہ اعلم بالصواب اور اکثر قبایل یہود مدینہ کے حوالی مین تھے کہ مسند قبا کے اودہر اوسکی نواح ہے اور بکمال عیش اور فارغ البالی کے ساتھہ زندگی بسر کرتے تھے ناگاہ قادر ذی الجلال کی حکمت کا یہہ اقتضا ہوا کہ اوس و خزرج جنکی اولاد قبایل انصار مین ہو دیر وہ پہونچ گئے اور اونکو زیر کر لیا یہان اسی مقام پر ہم نے مدینہ باسکینہ کے ذکر کو تمام کیا آیندہ جہان جہان موقع آتا جائیگا تحریر ہوتا جائیگا۔

باب ہشتم دربیان دیار انیر وغیرہ کی بیان مین

دیار انیر حجاز و یمن کے وسط مین ایک بڑا خطہ ہے انیسوین صدی کے اوائل تک کسی یورپی سیاح کا یہان گذر نہین ہوا تھا اس ملک مین متعدد دیہات اور قصبات ہین اور یہان کے باشندے تندمزاج اور جنگجو ہین یمن جزیرۃ العرب کا حصہ جنوبی شرقی ہے

اور عربستان مین اس سے زیادہ زرخیز اور سیر حاصل و آباد کوئی خطہ نہین ہے
قدماے فرنگ نے جس ملک کا نام یمن رکہا تہا اوسکا بہت بڑا حصہ اس جدید قسمت مین شامل
ہے یمن کے باشندے کچہہ تو تجارت پیشہ ہین اور کچہہ کاشتکار۔ قدیم الایام سے
انکی تجارت مصر و ایران و ہند وغیرہ سے چلی آرہی ہے۔

یمن مین فی زمانا ایک بادشاہ کی حکومت ہے جسے امام کہتے ہین یہہ امام
شہر صنعا مین رہتا ہے جسکی مردم شماری سات ہزار ہے۔

التماس کاتب الحروف یورپ کے مورخ مردم شماری مین غیر
ملک کی ہمیشہ اپنے قیاس کو دخل دیتے ہین اور وہ قیاس بہت کم صحیح ہوتا ہے مکہ معظمہ کی
مردم شماری کوئی لاکہہ آدمیون کی بتاتا ہے اور کوئی اس سے بہی کم یعنی پچاس ہزار کی در حالانکہ
صحیح مردم شماری جو جنگ روم و روس کے زمانہ کی ہے وہ چار لاکہہ پچاس ہزار کی ہے اور انہو
اوس سے بہت زیادہ ہے صنعاء کی نسبت ادریسی لکہتا ہے کہ یہہ ملک
عرب کا دار السلطنت اور سلاطین یمن کا پایہ تخت ہے ادریسی کا نام ابو عبداللہ بن ادریس ہے
اور یہہ عرب کا مشہور مورخ اور جغرافیہ نویس ہے اسکی ولادت سنہ ۱۰۹۹ء اور وفات
سنہ ۱۱۶۴ء مین ہے ہم مان لیتے ہین کہ اوسوقت صنعا کی مردم شماری اتنی ہی ہوگی مگر انہو
بد رہا بڑہی ہوئی ہے یہان مشہور و معروف و مستحکم قصور شاہی موجود ہین علاوہ ان کے
اور بہت سی عمارات ہین جنکے اس پاس بڑے بڑے باغ ہین معمولی مکانات بہی تراشے
ہوئے پتہرون سے بنے ہین اور دروازون مین شیشے لگے ہین شہر مین مسجدین
ہین جن کے برج اکثر طلائی ہین جنکی وجہہ سے شہر کو رونق اور شہرت حاصل ہے۔

کرنیل ڈن جو صنعا گیا ہے بادشاہ کی ہر جمعہ کی سواری کا یون بیان کرتا
ہے پچاس پیدل سب سے آگے ہوتے ہین یعنی چہہ چہہ ہر صف مین اور مل کر خبر گاتے
ہوے چلتے ہین۔ ان کے بعد خاندان شاہی کے بڑے بڑے سردار ہر ایک

گھوڑے پر سوار رہتا تھے ہین ایک لمبا نیزہ لئے جس کا پرچم ہوا مین اڑتا ہوا جاتا ہے۔
انکے بعد خود امام ایک سبزہ گھوڑہ پر سوار جس کی سفیدی سے آنکھو نمین چکا چوند ہو
یہہ گھوڑا وادی جوف کا پروردہ ہے جو صنعا کے شمال کی طرف واقع ہے
قد مین تو یہہ نجد کی نسل سے اونچا ہے لیکن تیز رفتاری اور خوبصورتی مین ہرگز نجدی گھوڑے
سے کم نہین امام کے داہنے ہاتھ مین ایک تیرہ ہے جسکا پہل چاندی کا اور انی
سونیکی ور نقشدار ہے بایان ہاتھ اوسکا ایک خواجہ سرا کے کندھے پر ہے گھوڑے کی باگ
دونون طرف سے دو غلام تھامے ہوئے ہین دہوپ سے بچانیکے لئے سر پر ایک بڑی
چھتری ہے جسکی جہالرین چاندی کے گھنگرو لگے ہوئے ہین امام کے پیچھے ایک
دوسری چھتری کے نیچے جو کسی قدر تیاری مین کم ہے سیف الخلیفہ آرہی ہے
اسکے بعد ہی سپہ سالار اور امام کے بھائی اور دیگر ارکان سلطنت اور سوار یکے
سب سے پیچھے سو مسلح بدوی ہین۔ صنعا اس وقت بھی عربستان کے
شہرون مین سب سے زیادہ سر برآوردہ ہے۔

مو سیو ہالیوی جسے وہان گئے ہوئے چند سال گذرے ہین لکھتا ہے
کہ اس شہر مین ایسی مساجد عالی شان موجود ہین جن کی وضع تعمیر اسلام کی مشہور ترین عمارات
کو یاد دلاتی ہے۔

یمن کے اکثر شہر اور علی الخصوص رودہ جو بالکل صنعا کے قریب ہے باغات
اور مکانات تفریح کے لئے مشہور و معروف ہے رودہ مین انگور کی بیلین ٹٹیون پر
اوسی طرح چڑہائی جاتی ہین جیسے اطالیہ۔ صنعا سے تیرہ میل مشرق کی طرف
شہر مآرب یا سبا کا ویرانہ واقع ہے جو زمانہ قدیم مین سبائیین کا دارالسلطنت تھا
اور اسوقت محض ایک قصبہ ہے ادریسی جسکا زمانہ بارہوین صدی عیسوی ہے
یہہ خیال کرتا ہے کہ ان ویرانون مین دو قصر ہین ایک حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ

السلام کا تعمیر کیا ہوا اور دوسرا حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام کی ایک بی بی کا اسی سبا مین وہ ملکہ تھی جو بقول مورخین یہو حضرت سلیمانؑ سے ملنے کو آئی تھی۔

یمن کے اور مشہور شہر و یمن مخا اور عدن کو شمار کرنا چاہئے جو دونون بحر احمر پر واقع ہین۔ عدن تو آج کے دن بالکل ویران ہے دیکھئے ادریسی کے زمانہ مین جسے قریب چھہ سو برس کے ہوئے) اور اس کی ساری عظمت موقع کی وجہہ سے ہے انگریزون نے اوسپر دخل کرلیا ہے کسی زمانہ مین یہہ ایک نہایت آباد اور رونق دار شہر تہا ادریسی جسے چھہ سو برس ہوئے اپنے جغرافیہ مین لکھتا ہے کہ عدن مین سندا ور ہندوستان اور چین سے انواع اقسام کی بیش بہا چیزین آیا کرتی ہین۔ مثلاً تلوارونکی جوہر دار پہل۔ کیمختی چمڑے۔ مشک۔ گھوڑونکے زین۔ سیاہ مرچ سادہ اور خوشبو دار۔ ناریل۔ الائچی۔ پوست۔ دارچینی۔ گلنگہ۔ (ایک قسم کی خوشبودار پتی) جوتری۔ ہر بہیڑا۔ آبنوس کی لکڑی۔ کچھوے کی ہڈی۔ کافور۔ جائفل۔ لونگ۔ کباب چینی۔ مختلف اقسام کے نباتات کے تارونکا بنا ہوا کپڑا بیش بہا مخمل۔ ہاتی دانت رانگا۔ بید اور دوسرے قسم کی گہاس علاوہ اسکے بہت بڑا حصہ مُسَبّر کا جو تجارت کے لئے آتا ہے یمن کی خاص دولت یمن قہوہ کی پیداوار ہے جو تمام دنیا مین جاتا ہے اسمین شک نہین کہ قہوہ اور ممالک عالم مین بہی پیدا ہوتا ہو لیکن کسی ملک کے قہوہ مین یمن کے قہوہ کی خاصیت نہین ہوتی قہوہ کی تجارت کا بڑا بندر مخا ہے۔ یمن کے بادشاہون کا اب وہ قدیم تزک و احتشام نہین رہا اور نہ اونکی حکومت بڑے شہرون اور قصبات کے باہر باقی رہی ہے ملک کے مختلف حصو مین ایسی خود مختار اقوام موجود ہین جو بالکل اونکی زیر حکومت نہین ہین

حضرموت۔ المہرہ۔ عمان۔ الاحسا۔ حضرموت اور المہرہ وہ ملک ہین جو یمن کی جانب مشرق سے بحر ہند کے کنارے کنارے عمان تک

واقع ہوئے ہین ان خطون مین کئی خود مختار قبائل رہتے ہین اور ان مین چند قصبات ہین جنکا حال بخوبی مفصل نہین معلوم۔ عمان المہرہ کے سلسلہ مین واقع ہوا ہے اور اسکا ایک حصہ بحر ہند پر اور ایک حصہ خلیج فارس پر ہے یہہ ایک ریگستانی ملک ہے جسکے بیچ مین جابجا شاداب اور سیرحاصل گہاٹیان واقع ہوئی ہین۔ عمان کا حاکم ایک سلطان ہے جس کی سکونت مسقط مین ہے لیکن یہہ شہر فی زمانا کوئی وقعت نہین رکہتا۔

الاحصا کا ملک عمان سے لیکر خلیج فارس کے کنارے کنارے اوس مقام تک چلا گیا ہے جہان دریاے فرات اس خلیج مین آ گرا ہے لیکن اس ملک کے حالات مشتبہ معلوم ہوئے ہین اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس ملک کی مردم شماری بہت کم ہے القطیف سے بصرے تک ایک عظیم الشان صحرا ہے اسی ساحل کے مقابلہ مین جزائر بحرین ہین جسکے موتی تمام عالم مین مشہور ہین۔

جزیرۃ العرب کے جغرافیہ کا تو مجملاً بیان ہو چکا اب اون مختلف اقوام کا ذکر ہے جو اسمین بستی ہین جیسا کہ آگے معلوم ہوگا روے زمین پر کوئی ملک ایسا نہین ہے جسکی خاص آب وہوا اور مٹی کا ایسا بین اور صریح اثر اوس ملک کے باشندون پر ہوا ہو جیسا عربستان کی مٹی اور آب وہوا کا اثر عربستان کے باشندون پر ہوا ہے ان اقوام کی تاریخ سمجھنے کیلیے محض اون فتوحات کی سرگذشتون یا اون کے سلاطین کے شجرون کو دیکہنا کافی نہین ہے بلکہ اون مختلف اسباب اور علل کی تحقیق ضرور ہے جو ان کی ترقی و تنزل کے باعث ہوئی ہین اور سب سے پہلے ہمین تحقیق اوس قوم کی لازم ہے جسکی یہہ تاریخ ہے۔

اس قوم کے خصائص جسمانی اور روحانی کیا ہین اور ان مین مرز بوم اور وراثت اور دوسری اقوام مختلفہ کی باہم معاشرت نے کیا کیا تغیرات پیدا کئے ہین یہہ وہ مسائل ہین جن کا حل کرنا نہایت ضرور ہے اور انہین کی طرف ہم اپنی توجہہ کو پہلے مبذول کرتے ہین۔

باب نہم اقوام عرب کی خصایص جسمانی و روحانی کی بیان مین

صاحب عزت و جاہ مولوی سید علی بلگرامی شمس العلما تمدن عرب مین اقوام عرب کے حالات تحریر فرماتے ہین اوسمین سے کچھہ خوشہ چینی کرتا ہون مگر قبل اسکے کہ اقوام عرب کے حالات بیان کئے جائین علم الانسان کے کچھہ مسئلے لکھے جائین تاکہ اسباب کے بعض مشکل مسائل کے سمجھنے مین آسانی ہو علم الانسان کل گروہ انسان کے جو تمام دنیا مین بسے ہوے ہین چند اقسام پر اونکی تقسیم کی گئی جن کا نام اقوام رکھا گیا ہے اس اصطلاح سے پہلے یہہ مراد ہوتی تھی کہ جسقدر گروہ انسانی کسی قوم کے تحت مین رکھے گئے ہین ان مین باہم اوس سے کم فرق ہے جو حیوانات کے مختلف انواع مین ہے لیکن علم طبیعی کی جدید ترقیون نے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ مختلف اقوام انسانی مین ویسے ہی فرق ہے جیسے انواع حیوانی مین اور اس وجہہ سے لفظ قوم کو مختلف اقسام بنی آدم سے ویسی ہی نسبت ہے جو لفظ نوع کو مختلف اقسام حیوانی سے ہے۔ لفظ قوم کی تعریف آسان طور پر یون ہوسکتی ہے کہ اسکا اطلاق اون جماعتون پر ہوتا ہے جن مین اس قسم کے چند خصایص عام ہون جو اثناً اولاد منتقل ہوتے گئے ہون اور اب عام طور پر قوم کا لفظ ذات اور نسب کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے جیسے کوئی کسی سے پوچھے کہ تمھاری کیا قوم وہ کہے سید یا شیخ یا مغل یا پٹھان لہذا اس لفظ کا استعمال آدمی ہی کیواسطے ہے نہ حیوان کیواسطے مگر بعض مقام پر محاورے کے طور پر بہی حیوان پر بہی اسکا استعمال ہوتا ہے جیسے کہا کرتے ہین کہ یہہ گہوڑا قومدار ہے۔ نوع کے لغوی معنی۔ گونہ۔ اور قسم۔ کے ہین اور حیوان کے واسطے اسکا استعمال بجاے قوم کی ہے اور اہل منطق کی اصطلاح مین نوع کی تعریف یہہ ہے نوع اوس کلی کو کہتے ہین کہ اون ذاتون پر کہ جنکی حقیقت واحد ہو واقع ہو جیسا کہ انسان کہ زید او رعمرو اور خالد پر

اوسکا اطلاق ہوتا ہے جو شخص علم الانسان سے واقف نہین ہے اوسکے نزدیک لفظ ”قوم“ اور ”ملت“ مترادف معلوم ہونگے لیکن فی الواقع اصطلاحًا ان دونون لفظون کے معنی مین بڑا فرق ہے لفظ ملت کا اطلاق ایک ایسے گروہ اشخاص پر ہوتا ہے جو اکثر مختلف اقوام کے ہین لیکن ایک ہی حکومت کے ماتحت ہین اور نفع وضرر مین دوسرے کے شریک ہین مثلاً ملت انگریز - ملت جرمنی - ملت اسٹریا - ملت فرانس - ان پر اطلاق قوم انگریز - یا جرمنی - یا اسٹریا - یا فرانس کا نہین ہوسکتا کیونکہ ان ملتون مین جو اقوام ہین وہ ابھی تک اس قدر مختلف اور غیر ممزوج ہین کہ انہین ایک قوم نہین کہہ سکتے ممکن ہے کہ یہہ مختلف اقوام جو ایک ملت کے اجزا ہین ایک ہی حکومت کی رعایا ہون ایک ہی مذہب رکھتے ہون ایک ہی زبان بولتے ہون لیکن جب تک ان کے باہمی ازدواج و امتزاج سے صاف اور صریح خصایص جسمانی اور روحانی نہ پیدا ہو جائین انپر ایک قوم کا اطلاق نہین ہوسکتا -

ملت کے لفظ کی تحقیق جو اوپر گذری یہہ فرنچ مورخ کی طبع آزمائی ہے - مین بیان کرتا ہون جو ہمارے محاورے مین ملت کے معنی ہین ملت بکسر میم وفتح لام مشدد بمعنی دین و گروہ و کیش و شریعت ایک اردو کا شاعر کہتا ہے ؎

کسکی ملت مین گنون آپکو بتلا اے شیخ
تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجکو

فقیر کاتب الحروف محمد اکبر کہتا ہے ؎

جو رنگ عشق مین ڈوبا ہو وہ اہل نسبت کیا
محبت کا یہہ معین مسلک ہوا ہے دل وہ ملت کیا

حضرت مولوی روم قدس سرہٗ فرماتے ہین

ملت عشق از ہمہ ملت جدا است
عاشقان را مذہب و ملت خدا است

دوسرے مقام پر فرماتے ہین ؎

ہرچہ گیرد علتے علت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

مین کہہ چکا اب وہی فرنچ مورخ کہتا ہے اوپر وہ بیان کر چکا ہے کہ جبتک ازدواج

وامتزاج سے صاف اور صریح خصایص جسمانی وروحانی نہ پیدا ہوجائین اونپر ایک قوم کا اطلاق نہین ہوسکتا فریخ مورخ کہتا ہے کہ مگران خصائص کے پیدا ہونے کیلئے ایک زمانۂ دراز چاہیئے - خصائص نسلی کے قائم ہونے مین جسقدر دیر لگتی ہے اوسیقدر انکے زائل ہونے مین بہی دیر لگتی ہے اسیطرح ایک قوم کو دوسری قوم کے ساتہہ گہل مل جانیکے لئے بہت زمانہ درکار ہے کیونکہ ہر ایک قومی خصوصیت کے زائل ہوجانے اور نئی خصایص کے جو بوجہہ امتزاج اقوام اور تغیر مرزبوم کے پیدا ہوتی ہین قائم ہونیکے لئے ضرور ہے کہ یہہ خصایص ایک مدت دراز تک وراثتًا اولاد مین آبًا عن جد پہنچتی رہی ہون -

منجملہ اون اسباب کے جوکسی قوم کی خصایص کو تبدیل اور قائم کردیتے ہین کہا جاتا ہے کہ مرزبوم بڑا سبب ہے لیکن مرزبوم کتنا ہی قوی سبب تغیر کا کیون نہو وراثت جسکے ذریعہ سے ایک قوم کے خصایص زمانہ دور و دراز سے قائم ہوتے آئے ہین اس سے بہت زیادہ قوی سبب ہین اور مرزبوم کے اثر کو باطل کرتے ہین بہت سے واقعات تاریخی سے جو ہمارے سامنے موجود ہین ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم پرانی ہوجاتی ہے تو وراثت کے ذریعہ سے اس کی خصایص اس درجہ قائم ودائم ہوجاتے ہین کہ اختلاف مرزبوم سے وہ مطلق متاثر نہین ہوتین اور وہ قوم بجاے اسکے متغیر ہو نیست ونابود ہوجاتی ہے - اس کی ایک مثال قوم یہود ہے جو اس وقت تمام دنیا کے ہر گرم وسرد حصہ مین موجود ہے لیکن اس کی خصایص جسمانی وروحانی مین کوئی فرق نہین آیا اسیطرح مصر کی گرم آب وہوا اور اوس سرزمین کا آفتاب عالمتاب انمین ایسا تغیر نہ پیدا کرسکا کہ وہ اسوقت تک قائم رہتین اور وہ سب قومین وہین مرچکین اور زیر زمین ہوگئین مین کہتا ہون اس ہندوستان مین مارواڑی بہی دنیا کے ہر حصے مین تجارت کے ذریعہ سے موجود ہین مگر مرزبوم کی آب وہوا نے اونکے خصایص جسمانی وروحانی کو زائل نہین ہونے دیا -

اصل یہہ ہے کہ خصوصیات قومی جو وراثت کے ذریعے سے قائم ہوئی ہین انہین وراثت ہی زائل کرسکتی ہے اور اسی وجہہ سے مزیوم کا اثر ادون ہی اقوام پر ہوتا ہے جو جدید ہین یعنی ایسی اقوام مختلف کے باہمی ازدواج و امتزاج سے پیدا ہوئی ہین جن کے خصایص موروثی ایک دوسرے سے مختلف ہین۔

ایسی صورت مین ایک قسم کے خصایص موروثی دوسرے قسم کی خصایص موروثی سے اثر کرکے سست و زائل ہوجاتے ہین اور مزیوم کے اثر کو پورا موقع تغیرات پیدا کرنے کا حاصل ہوجاتا ہے۔ اس باہمی ازدواج و امتزاج کے کارگر ہونیکے لئے یہہ بھی ضرور ہے کہ یہہ طریقہ ایک مدت دراز تک جاری رہا ہو اور ان اقوام کے افراد بھی تعداد مین قریب قریب برابر ہون اگر کسی ایک قوم کے اشخاص تعداد مین زیادہ ہون تو قوم جدید مین انکی خصایص زیادہ ہوجائینگے مثلاً اگر کسی سیاہ خام قوم مین چند اشخاص کسی سفید رنگ قوم کے شامل کردئے جائیں تو دو چار پشتون کے بعد انکا اثر تک باقی نہ رہے گا اور اسیوجہہ سے اگر قوم فاتح تعداد مین بھی زیادہ ہو تو قوم مفتوح کے خصائص موروثی تدریج زائل ہوجاتے ہین۔ اس مقام پر ہم حال کے یونانیون کی مثال دے سکتے ہین جن مین انکے آباواجداد کی وہ خصائص جو ہمین قدیم پتھر کی مورتون کے ذریعے سے معلوم ہوئی ہین مطلق نہین پائی جاتین اسی طرح جب کسی قوم فاتح کی تعداد کم ہو تو وہ بالکل قوم مفتوح مین مل جاتی ہے جیساکہ رومیون نے جسوقت فرانس کا ملک لیا تو وہ بھی ان اقوام مین مل جل گئے اسوقت فرانسسی اپنے تمدن اور اپنی زبان کے لحاظ سے رومیون کے قائم مقام ہین لیکن قوم اور نسل کے لحاظ سے اون کے قائم مقام نہین ہین۔ جو حال رومیون کا ملک فرانس مین ہوا وہی عربون کا مصر مین ہوا آگے چل کر معلوم ہوگا کہ مصریون نے ایران و یونان و روم کی نہ تو زبان کو قبول کیا اور نہ ان اقوام فاتح کے تمدن کو۔ لیکن عربونکی زبان عربون کے مذہب و انکے تمدن کو اونہون نے اس کشادہ پیشانی اور آمادگی کے ساتھہ اختیار کرلیا کہ مصر

اسلامی ملکون مین سب سے سربرآوردہ ہوگیا اور عربون اور مصریون مین اس قدر باہمی
ازدواج اور امتزاج ہوا کہ تیسری پشت مین ایک درمیانی قوم پیدا ہوئی جس کی اصلیت کا
امتیاز کرنا مشکل ہوگیا۔ لیکن بمرور زمان مصریونکی تعداد ان سے کے ہاتھونپر اس قدر غالب آئی کہ
اور عربون کی نئی آمد اس قدر کم ہوتی گئی کہ قوم مصری سے عربی خون کا اثر بالکل زایل ہوگیا اور
اس وقت فلاحین مصر اگرچہ مذہب اور زبان مین عرب ہین لیکن فے الحقیقت وہ قائم
مقام اور اولاد اوس ہی قدیم قوم کی ہین جس نے اہرام مصر کی تعمیر کی تہی جو کچھہ اوپر
بیان ہوچکا اوس سے معلوم ہوگا کہ اقوام انسانی کی تقسیم و ترتیب مین نہ زبان کام آتی ہے
نہ مذہب اور نہ تقسیمات ملکی۔

اسی طرح کاسۂ سر کی ساخت۔ رنگ۔ قیافہ۔ اور مثل ذالک دوسری
خصایص جسمانی سے بہی زیادہ مدد نہین ملتی۔ ان خصایص کی بنا پر البتہ بعض بڑی
بڑی اصولی تقسیمات کا قائم کردینا تو ممکن ہوجاتا ہے (اگرچہ ان کی نسبت بہی پورا
اتفاق نہین ہے) لیکن یہہ خصایص ہمین مطلق وہ باریک فرق نہین بتا سکتین
جو وہ ہمسایہ اقوام مین (مثلاً یورپ کی مختلف قومون مین پائے جاتے ہین۔

بہر حال ہماری رائے مین اقوام انسانی مین ایسے اور بہی خصایص موجود ہین
جو اوسیقدر مستقل ہین جیسے خصایص جسمانی اور اگرچہ علم الانسان کے محققین نے اونکیطرف
زیادہ توجہہ نہین کی لیکن یہہ وہ خصائص ہین جن کی بنا پر اقوام انسانی کی تقسیم ہوسکتی ہے
ہماری مراد انسان کی خصایص ادراکی و اخلاقی سے ہے۔ کوئی شخص خصایص جسمانی
کو کتنا ہی کیون نہ مانتا ہو وہ ہرگز انکار نہ کرسکیگا کہ اگر اوسکے سامنے دو قومین پیش کردی
جائین تو اوسے اونکی حالات کو معلوم کرنے مین بمقابل خصایص جسمانی کے اون اقوام
کی خصایص روحانی سے بہت زیادہ مدد ملے گی۔ خصایص روحانی بہی اوسی
التزام کے ساتہہ ارثاً اولاد مین ظاہر ہوتی ہین جیسے خصایص جسمانی۔ جب کسی

قوم کی ترقی و تنزل پر غور کرو تو سخت حیرت ہوتی ہے کہ اوس قوم کی خصایص اخلاقی
اور ادراکی کس مضبوطی اور التزام کے ساتھہ سالہاے دراز تک قوم کی اولاد اور
احفاد مین قائم رہے ہین - ایک قوم کی رسوم و اوضاع ایک قوم کی تاریخ اور دنیا
مین اوسکے کئیے کامون کی سرگذشت نتیجہ انہین خصوصیات اور انہین فطرتی رجحانات
کا - ہر ایک فرد بشر کے افعال کی محرک فطرتاً اور بلاارادہ اوسکی جبلت یعنے وہ
خاص مجموعہ صفات ہے جو اوس نے اپنی پیدائش سے پائی ہین اور جو اوسکے محسوسات
اور افعال کو معین اور محدود کرتی ہین - یہہ جبلت ہر ایک قوم مین علحدہ ہے اور
اسی وجہہ سے ایک ہی قسم کے نظامات کا اثر مختلف اقوام پر مختلف ہوا کرتا ہے
مثلاً امریکہ سے جنوبی جہان اندلس کی چھوٹی چھوٹی جمہوری حکومتین ہین اور امریکا ے
شمالی کی ممالک متحدہ دونون کی طرز حکومت ایک ہی ہے لیکن ایک طرف تو
دردناک بدعملی اور غدر ہے اور دوسری طرف روز افزون ترقی اور سرسبزی -
مستعدی پیشبینی - جرأت - کام مین سبقت - حکومت کی صلاحیت - اپنے
اختیار وغیرہم وہ خصایص ہین جو اتفاقاً تو کسی قوم مین آسکتے لیکن کوئی طرز حکومت یا کسی
قسم کے نظامات انہین پیدا نہین کر سکتے - جب کسی قوم مین ایسے اشخاص ہون
تو وہ اوس قوم کے ہر فرد مین پیدائش کے ساتھہ آجاتے ہین اور سالہاے دراز کے
ایث کی خبر دیتی ہین - سچ یہہ ہے کہ ہمارا اسوقت کا ہر ایک فعل نتیجہ ہے اون
عللکا جن کا سلسلہ گذشتہ سالہاے دراز تک منتہی ہوتا ہے - اگرچہ خصایص
اخلاقی و ادراکی اوسیقدر پایدار اور مستقل ہین جیسی خصایص جسمانی لیکن ان مین بھی مثل
خصایص جسمانی کے آہستہ آہستہ بمرور زمان اور اون اسباب کی وجہہ سے جنکا
ذکر اوپر ہو چکا ہے تغیر و تبدل پیدا ہوتا ہے ان اسباب مین دو سبب نہایت قوی
ہین اول اثر مزبوم و ہمسایہ اور دوم اثر امتزاج باہمی مثلاً ہیلوگا بالس کے وقت کے

رومیون کے وہ جبلت نہ تھی جو انکے آبا و اجداد کی زمانہ سلطنت جمہوری کی تھی اور اسوقت کے باشندگان ممالک متحدہ امریکا کا اگرچہ انگریزون کی اولاد سے ہین لیکن اون کی جبلت باشندگان انگلستان سے بالکل علحدہ ہے۔ اقوام موجودہ مین اکثر کے خصایص ابہی معرض تغیر مین ہین اور متعین و مقرر نہین ہوے ہین۔ اون عظیم الشان غزوات اور فتوحات کے باعث سے جن سے یہہ اقوام منتج ہوئی ہین مختلف قسم کے اسباب تغیر یکجا ہو گئے ہین اور انکو یکجا ہوے اتنا زمانہ نہین گذرا کہ وہ ان اقوام مین ایسی خصایص پیدا کر سکین جو ساری قوم مین عام ہون۔ اگر ہم کسی خاص قوم کو لیلین تو یہہ مسئلہ بہت آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے مثلاً قوم فرانسہ جو بظاہر ایک جنس ہے اور متحد الاجزا معلوم ہوتی ہے مختلف اجزا سے بنی ہوئی ہے جن مین حمیری۔ و نارمن و سلٹ و اکی ٹین و رومی وغیرہم شریک ہین۔ ان اقوام نے ملک فرانس پر دہاوا کیا اور ان کے باہمی امتزاج کا نتیجہ حال کی قوم فرانس ہے اگرچہ یہہ امتزاج اسوقت تک بہی ناقص حالت مین ہے۔ (حاشیہ ہیلیوگابلس رومیون کے اخیر زمانہ کا نہایت ظالم اور کج خیال شاہنشاہ تہا اوسنے اپنے گہوڑے کو شہر کا حاکم بنایا تہا۔ تمام ہوا حاشیہ)

قوم عرب کی اصلیت

محققین علم الانسان نے مختلف توجیہات کی بنا پر جن مین زیادہ تر زبان کا لحاظ رکہا ہے کُل اون اقوام کو جنہون نے وقتاً فوقتاً ملک عربستان اور ایشیا ے کوچک مین بود و باش کی ہے یعنے عرب و یہود و فنیقی و عبرانی و شامی و بابلی و اسیری کو ایک خاندان مین شامل کر دیا ہے اور اوسکا نام خاندان سامیا طیقہ

رکہا ہے۔ ان اقوام کا متحد النسل ہونا اولاً انکی السنہ کی باہمی مشابہت سے ثابت ہوتا ہے اور ثانیاً ان بعض جسمانی خصایص سے جو ان سب مین عام ہین مثلاً بالونکی سیاہی ڈاڑہی کا بہرا ہونا رنگ کا پہیکا پن وغیرہم ان خصایص کی نوعیت کے بارے مین بہت کچہہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ یہہ بحث ہمین مطلب سے دور لیجائیگی مین محض ان خصایص کو اوسیطرح ذکر کر دینے پر اکتفا کرتا ہون جس طرح انہین کتب ابتدائی مین لکہا ہے۔

محققین متفق الرا ہین کہ ہیأت جسمانی کے لحاظ سے ان تمام اقوام کی ساخت جنہین ہم نے اوپر گنایا ہے دو ڈہانچہ پر ہے اول نازک اور دوم درشت موسیو ریرا رکہتے ہین کہ قسم اول کے خواص یہہ ہین قامت راست لیکن میانہ سے متجاوز نہین ہاتہہ پیر پتلے اور مضبوط پٹہے سڈول چہرہ لمبا اور نیچے کی طرف پتلا۔ ٹہوڑی نکیلی۔ مونہہ کا دہانہ چہوٹا۔ دانت سفید اور خوبصورت۔ ہونٹہہ پتلے۔ ناک پتلی۔ اور راست پیشانی سے ملی ہوئی نہایت خمدار اوسکی نوک شکاری پرند کی چونچ کیطرح گہومی ہوئی۔ آنکہین سیاہ اور کشادہ باریک ابرون کی قوس کے نیچے چہپی ہوئی ہین۔ کاسۂ سر لمبا۔ یہہ خواص عربون مین نہایت کثرت سے پایے جاتے ہین اور بنی اسرائیل اور سریانیون مین اور قدیم جدید مصریونمین بہی یہہ ڈہانچا پایا جاتا ہے۔

قسم دوم کے خواص حسب ذیل ہین قد کم و بیش بلند لیکن جسم موٹا اور بہدا پٹہے نہایت گداز چہرہ زیادہ چوڑا اور زیادہ قوت دار۔ جبڑا بہت ہی مضبوط اور اکثر اوقات سامنے کو نکلا ہوا۔ ٹہوڑی نمودار۔ دہانہ بہاری۔ ہونٹہہ موٹے۔ ناک خمدار لیکن چوڑی اور جڑ سے موٹی۔ ابرو کی کمانین نہایت گنجان اور سیاہ سیاہ بڑی بڑی آنکہو پر سایہ افگن۔ پیشانی گہری اور دبی ہوئی۔ یہہ ڈہانچہ قدیم زمانہ کے

اسیری مین کمال کو پہونچ گیا تہا اور اوسوقت بہی عبریون اور عربونمین پایا جاتا ہے۔ مصریونمین صاف اور صریح طور پر افریقیہ کے خونکا میل معلوم ہوتا ہے اور اس کا ثبوت اون کی بعض جسمانی خصایص اور اعضا کے باہمی مناسبت سے پایا جاتا ہے۔

ان خصایص جسمانی کی کسی قدر وقعت کیون نہو (اگرچہ ہمین خود اسمین بہت کچہہ شک ہے) یہہ امر یقینی ہے کہ اگر اقوام سمیاطیقی متحد النسل ہین تو اس اتحاد کا وجود بہت ہی زمانہ قدیم مین اور ازمنہ تاریخ سے پہلے ہونا چاہیے کیونکہ جہانتک ہمین تاریخ و روایات سے پتہ لگتا ہے ان اقوام مین اختلاف پیدا ہوچکا تہا۔ اگر ہم ان اقوام سمیاطیقی کے تمدن اور طرز معاشرت کو جو فی الواقع شیوخ اقوام کی حکومت سے عبارت ہے اپنے حال کے اعلی مقیاس ترقی سے جانچین تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت اونہون نے کچہہ زیادہ ترقی نہین کی تہی۔ لیکن یاد رکہنا چاہیے کہ ان اقوام نے دنیا مین عظیم الشان حکومتین قائم کی ہین اور منجملہ چہہ بڑے مذاہب کے جو اس وقت سارے عالم پر مستولی ہین تین مذہب یعنی مذہب یہود مذہب نصارے مذہب اسلام اسی طبقہ کی شاخ یہود و عرب سے نکلی ہین۔

مین عرض کرتا ہون ہمارے غیر موزخ جو کہتے ہین کہ مذہب اسلام یہود و عرب کی ایک شاخ ہے یہہ اونکا ایک خیال ہے وگرنہ ایسا نہین ہے اصولی مسئلہ مین بہت اختلاف ہے یہود کے مذہب مین بہی توحید باقی نہین رہی تہی وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہین اور اونہین کی تقلید مین نصارے حضرت عیسے علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہین تو نصارے کا مذہب تو البتہ یہود کے مذہب کی ایک شاخ قرار پا سکتی ہے اور خاندانکا وہی ہے یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی مان کیطرف سے بنی اسرائیل تہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بہی ہمارے حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اولاد

اسمٰعیلؑ ہین اور اصول رسالت بہی اون سے جدا ہیہ مذہب اسلام کیونکر یہود کی شاخ قرار پا سکتا ہے تَعَوَّ کَلَّا ثُمَّ صَنَا۔

خاندان سمیا طیقی کی وہ خاص شاخ عرب جس سے اسوقت ہم بحث کر رہی ہین شاخ یہود کے ساتہہ نہایت قرابت قریبہ رکھتی ہے (رمان اسکو ہم مانتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کی جنکا نام اسمٰعیلؑ ہے عرب ہین اور چھوٹے بیٹے جنکا نام اسحٰق ہے یہود ہین) اور قدیم الایام سے یہہ قرابت چلی آتی ہے اور اسکا ثبوت ہمین اونکی السنہ باہمی مشابہت سے اور نیز اون روایات سے ملتا ہے جن مین یہہ دونون اقوام متحد الاصل بیان کی گئی ہین۔ اسمین شک نہین کہ زمانہ ترقی اسلام کے عربون مین اور اس زمانہ کے یہودیون مین کوئی مناسبت نہین ہے۔ کیونکہ یہودی ہمیشہ سست و بزدل اور بخیل و حریص دیکھا گیا ہے اور ایک کا دوسرے سے مقابلہ کرنے مین البتہ عربون کی کسرشان ہے لیکن یاد رکہنا چاہئے کہ یہودیون کی خصایص موجودہ اور زمانہ حال مین اونکی ذلت و خواری نتیجہ اون اسباب اور طرز معیشت کا ہے جنکی زنجیرین وہ قرن ہا سے دراز سے جکڑے ہوئے ہین جو کوئی قوم اس قسم کے اسباب معیشت سے گھری ہوئی ہو کہ بجز تجارت اور ناجائز سود خواری کے اوسے اور کوئی وجہہ معاش باقی نرہی ہو اور ہر شخص اوسے حقارت اور بدگمانی کی نظر سے دیکھے تو اوسکا یہی حال ہو جائیگا جو یہودیونکا ہوا ہی جنکے ہر فرد بشر امیر و غریب مین یہہ خصایص قبیحہ موجود ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پچاس صدی کی وراثت نے اونہین ہمیشہ کیلیے اس قوم مین قائم اور مستحکم کر دیا ہی اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔

مین نہایت ادب سے دست بستہ ہو کر مسلمان بھائیونکے جناب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اوپر کی عبارت ایک غیر علیسائی مورخ کی ہے اور بڑے بڑے مورخونکا قول اور

اور تجربہ ہے دیکھئے اس ہندوستان مین بہی جو مہاجن کہ سودبٹے کا کام کرتے ہین باوجود دولتمندی کے چہوٹے چہوٹے درجون کے آدمیون سے ڈرا کرتے ہین اور پست خیالی اونکی فطرت ہوجاتی ہے ترقی کے خیالات اونہین خواب مین بہی نظر نہین آتے یہہ وہ بری صفت ہے کہ قواعد حکمیہ اور اصول اخلاقیہ اسکے پلید ہونیکی شہادت دے رہے ہین اگر حکم قرآن نہین مانتے ہو تو اسکی شرم کرو کہ ایک عیسائی کس برے طریقے سے تمکو متنبہہ کر رہا ہے شرم شرم شرم۔

عربون اور یہودیون کی قرابت کی ابتدا دیکھنے کیلیئے ہمکو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانہ پر نظر ڈالنی چاہیئے حضرت حقیقت مین ایک بدوی قبیلہ کے شیخ تہے جو اپنے ہمسایون کے ساتہہ ہمیشہ جنگ کیا کرتے تہے جیسا کہ آج بدویونکی عادت ہے یہودیون کے مصر مین قید ہونیکی یہی معنے ہین کہ مصریون نے لڑائی مین اون پر فتح پائی اور اس لوٹ مار کرنے والے قبیلہ کو مصر شمالی مین ایسا بند کردیا جہان سے وہ باہر نکل نہ سکتے تہے اس قید سے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین باہر نکلے کیونکہ وہ مصر مین اس زمانہ تک رہ چکے تہے کہ اونکی تعداد بڑہ گئی تہی اور اونمین فراعنہ سے مقابلہ کرنیکی قوت آگئی تہی قید سے نکلنے کے بعد پہر اونہون نے چالیس برس تک اپنی وہی قدیم خانہ بدوشی کی زندگی بسر کی حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت تک یہی حیث القوم یہودیون اور فلسطین اور عربستان کے دوسرے قبائل عرب مین کوئی فرق نہین معلوم ہوتا تہا۔

اقوام عرب کے اقسام

عموماً یہہ بات خیال کیجاتی ہے کہ کل عرب ایک ہی قوم ہین اور علی العموم

اہل یورپ کی نظر مین افریقی و ایشیای مسلمان اور مراکش سے لیکر عربستان کا ہر ایک رہنے والا اوسیطرح عرب سمجھا جاتا ہے جیسے کہ مشرقیون کی نظر مین کل اہل یورپ انگریز جرمنی اطالی روسی وغیرہم ایک ہی قوم کے ہین جسکا نام فرنگی رکھا گیا ہے -

جو راے ہم عربونکی نسبت قائم کرتے ہین وہ فی الواقع اوسی قدر غلط ہے جیسے عربونکی راے اہل یورپ کی نسبت - اونمین بھی اوسیقدر مختلف اقسام کے اجزا پاے جاتی ہین جیسے ہم مین بلحاظ اون مختلف ممالک کے جن مین وہ رہے ہین اور اون مختلف اقوام کے جنکے ساتھہ وہ ممزوج ہین عربون نے بھی ایک نہایت پیچیدہ ترکیب پیدا کی ہے مثلاً وہ عرب جو اس وقت مکہ معظمہ مین متوطن ہین اور جو کسی زمانہ مین نہایت خالص النسل کے تھے اب اون تمام اقوام سے مل جل گئے ہین جو حضرت رسالت مآب صلعم کے وقت سے اس وقت تک ہر سال حج بیت اللہ کو آتے ہین اور جن کے وطن سواحل محیط غربی سے دریاے سندھ تک واقع ہوے ہین یہی حال باشندگان افریقیہ اور شام کا ہے - فینیقی - بربر - عبرانی - ایرانی - یونانی - رومی - یہہ کل اقوام کم و بیش عربون کے ساتھہ گھل مل گئی ہین خیال کیا جاتا ہے کہ نجد کے باشندے جو عربستان کے حصہ وسطی مین تمام دنیا سے علحدہ واقع ہوا ہے خالص النسل عرب ہونگے لیکن مدت دراز سے وہان کے باشندون مین حبشی خون کا میل بہت زیادہ ہوگیا ہے جتنے سیاح عربستان کے اندرونی حصہ مین گئے ہین اون سب نے اسی حبشی میل کو حیرت کی نظر سے دیکھا ہے راٹما ایک خطہ یمن کا ذکر کرتا ہے جہان کے باشندے گویا سیاہ فام ہو گئے ہین حالانکہ اسی خطہ کے پہاڑی باشندے جنمین کم میل ہے سفید ہین یہی سیاح اوس ملک کے ایک شیخ القبیلہ کے خاندان کے بیان مین لکھتا ہے کہ اوسکے بچون مین مختلف الالوان ماؤن کے سبب سے سیاہ سے لیکر سفید تک کل مدارج موجود تھے والن نے جو خیبر مین قوم کی قوم سیاہ غلامون کی دیکھی ہے نجد مین بھی حبشی بکثرت ہین اور نہ یہان اور نہ عربستان کے کسی اور خطہ مین

کوئی تعصب رنگ کے نسبت پایا جاتا ہے اور اسی وجہہ سے ان مین اور عربون مین باہمی ازدواج اور امتزاج جاری ہے پالگریو بیان کرتا ہے کہ اوس کے زمانہ سفر مین نجد کے مشہور شہر قطیف کا حاکم ایک حبشی تہا۔ وہی لکھتا ہے کہ ریاض مین میننے بہتیرے دو غلے دیکھے ہین جو چاندی سے کے قبضہ کی تلوارین باندہے اکڑتے پہر رہے تہے اور انکے ملازمین مین نہایت خالص نسل کے اسمعیلی اور قحطانی عرب موجود تہے ۔ رنگ کے تعصب نہونے پر لیڈی این بلنٹ کو بہی حیرت ہوئی وہ اپنے سفر نجد کے احوال جو اونہون نے سنہ ۱۸۷۸ء مین لکہا ہے تحریر کرتی ہین کہ مشکاکہ مین جو نجد سرآوردہ شہرونمین سے ہے وہ حاکم ایک حبشی ہے بالکل سیاہ فام اور اوس مین حبشیونکی سب نفرت انگیز خاصتین موجود ہین۔ مجھے بالکل خلاف عقل معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا ایک شخص جو اس وقت تک حلقہ غلامی مین ہے ایک دائرہ امراے سفید فام کا مرکز ہو اور وہ سب کے سب جن مین اکثر خاندانی امیر ہین اوسکے پشت پناہ بن جائین اور اوس کے ادنی اشارہ کی تعمیل اور اوس کے ذلیل سے ذلیل ظرافتونپر ہنس دینے کے لئے تیار ہون۔

اس قسم کا امتزاج زیادہ تر اعراب متوطن مین پایا جاتا ہے کیونکہ ہر ایک شخص اپنے حرم مین مختلف الالوان عورتونکو رکہنا باعث افتخار خیال کرتا ہے۔ برخلاف اسکے بدویون اور علی الخصوص کوہستانیون کی نسل بہت زیادہ خالص ہے۔ اتنا ذکر کرنا ضرور ہے کہ شام کے حصۂ شرقی مین اور علی الخصوص پلمورہ کے قریب جو بالکل صحرا مین ہے ایسی اقوام بدوی نظر آتی ہین جنکی آنکہین کرنجی اور بال سفید ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انمین اقوام شمالی کا میل ہو گیا ہے

کاتب الحروف محمد اکبر ابو العلائی عرض کرتا ہے کہ انگریزی فرنگی ہوٹلیز اور سیاحون کو حیرت ہے کہ عربونمین رنگ کا تعصب کچہہ نہین ہے اور غلامون کو اعلی درجہ کی حکومت دیدیتے ہین اور امراے شہر جو خالص النسل ہین اونکی فرمانبرداری کرتے ہین

مسلمانونکی طرف سے اسلامی فطرت نے اونکو جواب دیدیا اہل یورپ کا یہہ خیال ہے کہ مسلمان غلامونپر بہت ظلم کرتے ہین اور انکو آدمی نہین سمجھتے ہین اسلام نے غربت اور قومی تفرقہ بالکل باقی نہین رکھا غلام مالک کے ساتھہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتا ہی ایک ہی طرحکا لباس پہنتا ہے صرف خیالی اور فرضی تفرقہ ہے ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اقوام عرب کی مختلف اقسام کا بیان

عربونکی ابتدائی تقسیمین دو ہی ہین اور یہہ تقسیمین اونکی روایات اور طرز معیشت کی بنا پر ہین یعنی اہل الوبر اور اہل المدر یہہ تفریق نہایت ہی ضرور ہے اور عربون کی تاریخ پڑہتے وقت اسے ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے اہل الوبر جنہین عموماً بدویون سے نام سے تعبیر کرتے ہین مراکش سے لیکر عربستان تک طرز معیشت و اوضاع و رسوم و عادات مین اسوقت بھی بجنسہ ویسے ہی ہین جیسے وہ ہزار ہا سال سے چلے آتے ہین اور شاید وہ ہمیشہ ایسے ہی رہینگے جیسا کہ وہ ازمنہ مندرجہ تورات مین کیا کرتے تھے اس وقت بھی وہ قبایل مین بود و باش ویسے ہی کرتے ہین اور جب کبھی انکے اونٹ اور مویشی ایک پڑاو کے پانی اور چارہ کو پوری طرح صرف کر چکتے تو اپنے خیمے اوٹھا کر دوسرے پڑاو پر لے جاتے ہین - برخلاف اسکے اہل المدر یعنے باشندگان قصبات و شہر اپنی عادات و رسوم مین بلحاظ مقام بود و باش و نیز اون اقوام مختلفہ سے جن سے اون کو سروکار ہے بدلتے رہتے ہین -

اہل وبر اور اہل مدر کی تقسیم روایات عرب سے بھی مطابقت رکھتی ہے - ان روایات کی رو سے عرب تین قومونسے نکلے ہین - ان مین سے پہلی قوم جاہلیت ہی ہے

مفقود ہو گئی تہی اور دوسری قوم قحطان کی (جسے توراۃ مین یقطان لکہا ہے)
اولاد تہی یہہ اہل مدین سے تہی اور انہون نے یمن مین سکونت اختیار کی اور اقوام
عرب مین یہہ قوم سب سے زیادہ خالص اور صحیح النسب خیال کیجاتی ہے تیسری قوم
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین ہے جن کی والدہ مصر کی رہنے والی اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دوسری زوجہ تہین -
موجودہ اقوام عرب کے ممزوج الاصل ہونے کی جو کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے
اوس سے معلوم ہو گا کہ اس وقت عرب کا خالص نمونہ مطلقاً مفقود ہو گیا ہے -
اس قسم کی نسل عرب کا وجود جس کو بالتخصیص عرب کہہ سکین ویسا ہی محال ہے جیسے
خالص قوم فرانسیسی یا اطالی کا وجود - عربون کی خصایص جسمانی کے اون مختلف بیانات مین
سے جو میری نظر سے گذرے ہین میری راے مین بیان مندرجہ ذیل جسے لاری نامی رئیس
اطبا ری فوج مصری نے لکہا ہے قوم کی بہت زیادہ افراد پر حاوی ہے وہ لکہتا ہے
منجملہ ان خصائیص کے جن کو لاری نے لکہا ہے خود میری نظر مین جو خصایص زیادہ تر تعجب
انگیز ہین وہ یہہ ہین آنکہون کی فی الواقع حیرت انگیز چمک اور نمود اری علی الخصوص اطفال مین
دانتون کی آبداری سفیدی کے ساتہہ ہاتہون اور پیرون کی نزاکت اور اندازکی ہمسارت
یہہ وہ خصایص ہین جو اسوقت بجز بدویون کے اور کسی قوم مین نہین پائی جاتین -
علاوہ اس اصولی تقسیم کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے عملاً عربونکی تقسیم اون کے
مقام بود و باش ہی کے اعتبار سے ہو سکتی ہے اور یہی تقسیم اس کتاب مین ہی ملحوظ
رہے گی یعنی سلسلہ وار اعراب عرب اور اعراب شام و اعراب مصر و اعراب افریقہ
و اعراب چین کا بیان کیا جائیگا - اس بیان مین بمقابل خصایص جسمانی کے جن مین ہم
دکہا چکے ہین کہ بے انتہا تغیرات ہو گئے ہین زیادہ تر خصایص روحانی سے جن کی وقعت
اوپر ثابت ہو چکی ہے کام لیا جائیگا -

اعراب عرب

عربستان متوسطہ کے باشندے وہ ہین جو باوجود حبشیونکے ساتھہ ملنے کے اس وقت بہی اپنے ازمنہ قدیمہ کے آبا اور اجداد سے بہت مشابہ ہین۔ علی الخصوص وہ قبائل جو بدوی ہین اور پہلے ہم انہین کا ذکر کرینگے۔ یہہ بدوی قبائل جن کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ تمام عربستان کے باشندے ایسے ہی ہین نیم وحشی حالت مین ہین۔ نہ اون مین کسی قسم کا تمدن ہے نہ اون کی کوئی تاریخ۔ اگر معلوم کرنا چاہین کہ اونکی تین ہزار سال پہلے کیا تہی تو انسان آج اونکو دیکھہ لے۔ بجز مذہب کے اون کی کسی چیز مین تغیر نہین آیا ہے۔ وہ اسوقت بہی اوسی حالت مین ہین جو تورات مین مذکور ہے یا جیسے ہرودوط نے لکھا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابدالآباد تک وہ اسی حالت پر قایم رہینگے جہان ہین کے سے شاداب خطون کی یہہ خاصیت ہے کہ اوسمین متوطن اور زراعت پیشہ اقوام پیدا ہون وہان ریگستان کی خشک ریتی کی یہہ خاصیت ہے کہ اوسمین بجز بدوی لوگون کے کوئی نشو و نما نہ پا سکے۔ بدوی قدیم الایام سے اور اس وقت بہی چہوٹے چہوٹے قبائل مین رہا کرتے ہین اور قبیلہ کے خاندانون سے کسی ایک خاندان کا رئیس اون قبیلہ کا حاکم یعنی شیخ القبیلہ ہوتا ہے شیخ کی حکومت بہت ہی محدود ہے اور اوس کا کام اسی قدر ہے کہ لڑائی مین قبیلہ کی سرداری کرے لوٹ تقسیم کردے اور دوسری رسوم مین صدر نشینی کرے۔

بدویونکے دو ہی شغل ہین آپسمین لڑنا اور مویشی اور اونٹ کا پالنا۔ وہ لڑائیان جو خفیف سے خفیف سبب سے بہی دو قبیلون مین ہو جایا کرتی ہین کبہی ختم نہین ہوتین کیونکہ بدویونکا ہمیشہ قانون تورات پر عمل ہے یعنی اَلْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ الخ اور جب کوئی فرد قبیلہ مین سے مارا جاتا ہے تو اوس کے بدلے مین ایک

سلسلہ خونریزیونکا قائم ہوجاتا ہے جب دو قبیلے لڑتے لڑتے تہک گئے تو پہر صلح ہوجاتی ہے اور جان کے بدلے مین دیت قبول کرلی جاتی ہے پس ظاہر ہے کہ ان بدویون کے اوصاف و معایب وہی ہین جو اونکی طرز معیشت اور اسباب زندگی سے منتج ہوے ہین -

ہرڈر لکہتا ہے کہ عربون نے اپنے آباواجداد کی قدیم رسوم ورواج کو قائم رکہا ہے - اون مین اوصاف اضداد جمع ہین - وہ خونخوار بہی ہین اور غایت درجہ فرمانبردار بہی وہمی ہی ہین اور مغرور اور اونہین پوچ اعتقادات اور کہانیون سے بے انتہا شوق ہے وہ گویا ہمیشہ جوان ہین اور جب کوئی نیا خیال اونکے ذہن مین بیٹہہ جاتا ہے تو اونمین بڑے بڑے کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے ایک طرف تو وہ آزاد فیاض و جسور ہین اور دوسری طرف مغلوب الغضب و بیباکی سے بہرے ہوے خاندان سمیاطیقی کے کل اوصاف اور کل معایب اس ملک عرب مین موجود ہین اپنی کل مایحتاج کو مہیا کرنے کی ضرورت نے اوسے پہرتیلا اور چالاک بنایا - ہرقسم کی تکالیف کو برداشت کرنیکی مجبوری نے اوسے صابر دیا آزادی کا وہ اسوجہہ سے عاشق ہے کہ یہی ایک نعمت ہے جو اوس کے حصہ مین آئی ہے - اور چونکہ اوسے ہرقسم کے تحکم سے نفرت ہے اس لئے لڑپڑنا اوسکی فطرت کا جز ہوگیا ہے خود اپنے اوپر سختی کی عادت نے اوسے دوسرون کے لئے بے رحم بنادیا ہے اور اوس مین انتقام کی خواہش پیدا کردی ہے - ملک اور خیالات کے متحد ہونے نے کل قوم مین ایک ہی معیار عزت و آبرو قائم کردیا ہے - اون کی ساری نام آوری تلوار اور مہمان نوازی اور فصاحت مین ہے تلوار تو اپنے حقوق حاصل کرنے کی ضمانت ہے اور مہمان نوازی اونکے لئے سارے قانون انسانیت کالب لباب اور تحریر اور کتابت کی جگہہ پر فصاحت اون مین تمام باہمی نااتفاقیون کو ختم کرنے والی چیز ہے جن کا فیصلہ آلات حرب و ضرب سے نہین ہوسکا ہے - مجہے اس قدر اور کہنا ہے

کہ اس وقت بہی اعراب بدوی ہین خواہ وہ عربستان کے ہون خواہ شام خواہ افریقیہ کے ایک آزادی کا ولولہ موجود ہے جسے ہم اہل یورپ بمشکل سمجہہ سکتے ہین یہہ لوگ شہر اور قصبات کے باشندونکو نہایت حقارت کی نظر سے دیکہتے اور انہین غلام سمجہتے ہین اون کے نزدیک کسی مقام کو مسکن ٹہرانا گویا آزادی کو خدا حافظ کہنا ہے - کیونکہ جہان مسکن معین ہوا اوسکے ساتہہ ہی غیر کا محکوم ہونا بہی لازمی ہے - بدوونکی ساری دولت آزادی ہے اور وہ اون کی نظرون مین اور تمام نعمتون سے بہتر ہے اور بیشک اونہون نے اس آزادی کو سالہا سے دراز سے قایم بہی رکہا ہے کل یونانی رومی - ایرانی وغیرہم ملک گیر قومون نے تمام دنیا پر حکومت کی لیکن بدوون پر جب کبہی حکومت ہوگی تو چند روزہ ہوگی اور یہہ چند روزہ حکومت بہی بلا اس کے نہین ہو سکتی کہ بدوی قبیلہ کا مقابلہ دوسرے بدوی قبیلہ سے کرایا جاے - یہہ آزادی کا جوش عربون مین قدیم الایام سے چلا آتا ہے -

ڈیوڈور لکہتا ہے کہ نبطئین مین جو حجاز کوہستانی کے بدوی تہے غلہ بونا یا میوہ کے درخت لگانا یا مکان بنانا بالکل ممنوع تہا اون کا یہہ اعتقاد تہا کہ اس قسم کی ملک کا رکہنا گویا آزادی کو سلام کہنا ہے یہہ بہی کبہی مفتوح نہین ہوے -

ہرودوط بیان کرتا ہے کہ جس زمانے مین فنیقیہ اور فلسطین سے بشمول قرار خراج ایران کے بادشاہون کو جایا کرتا تہا اوسوقت عرب ہی ایسے تہے جو خراج سے مستثنے تہے - لوٹنے اور لڑنے کی خاصیت کی وجہہ سے بدوی مہذب اور مستوطن اقوام کے نزدیک نہایت خطرناک ہمسایہ سمجہے جاتے ہین بلکہ اون کی راے مین تو وہ مجسم قزاق ہین لیکن بدوی اپنی اس خاصیت کو اور ہی نظر سے دیکہتے ہین - اونکے نزدیک کسی قافلہ کو لوٹنا ویسا ہی ہے جیسے اہل یورپ کے نزدیک کسی شہر کو توپون سے اوڑانا یا کسی ملک کو فتح کرلینا وغیرذالک بدوی اپنے مشہور سردارونکی

یادگارمین پتہر کی مورتین تو نہین بناتے اسلئے کہ اونکے ہان بت پرستی حرام ہے مگر وہ ان
سرداروں کی عزت کرنے کو ویساہی واجب جانتے ہین۔ جیساکہ ہم اپنے مشہور
ملک گیرونکی عزت کرنے کو لازم سمجھتے ہین۔ اس لوٹنے اور لڑنے کی بدولت بدوین
عرب خلفاے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وقت مین بڑے بہادر
سپاہی بنگئے اور اونہون نے نہایت کے ساتھہ تمام عالم کو فتح کرلیا اگرچہ انکو
جدید حالات و واقعات سے کام پڑا لیکن اونکی جبلت نہین بدلی کیونکہ یہہ اصول
علم انسان سے ثابت ہوچکا ہے کہ فی الواقع کسی قوم کی جبلت نہین بدلتی البتہ
دوسرے رنگ مین ظاہر ہوسکتی ہے لوٹنے کی خاصیت ملک گیری کے ولولہ سے
متبدل ہوگئی بغاوت کی عادت سے وہ سپاہیانہ بہادری کا برتاؤ پیدا ہوا جس کی تمام
یورپ کی اقوام نے تقلید کی آپس کی لڑائی اور نفاق نے بہی چند روزتک کام دیا اور
انمین زور شور سے غبطہ کی خاصیت پیدا کردی لیکن اس بدعادت کی جڑ اس قدر
گہری تہی کہ وہ زیادہ دنون حد اعتدال پر نہ رہ سکی اور بالآخر غبطہ حسد اور خانہ جنگی سے
متبدل ہوگیا خلفاے راشدین کے وقت مین اسلامی فوج کا بڑا حصہ
یہی بدوی تہے اور اونہون نے ملک گیری مین بڑی مدد دی لیکن اسمین شک
نہین کہ وہ علما اساتذہ وصناعین جنکی وجہہ سے تمدن اسلامی کو فروغ ہوا وہ انمین
سے نہ تہے مثلاً حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنکا تمام
دنیا کے مسلمانون پر احسان ہے ہنگام وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ
شانہ نے انکی عقل سلیم کو قائم رکہا تہا کہ جسکی وجہہ سے خلافت کی بنیاد کو محکم اور مضبوط
کردیا اور اپنے جانشین کا بہی انتخاب کردیا اور وہ انتخاب وہی تہا جو رسول اللہ کا
انتخاب تہا پس یہہ عرب تو تہے مگر بدوی نہ تہے انکی جانشین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس حسن سے ملکی انتظام اور فوجی قابلیت ظاہر کی کہ

باوجود اس ترقی کے وہ قابلیت ابتک کسی ملک گیرین نہین پیدا ہوئی یہہ بہی عرب تہے مگر بدوی تہے بدویون سے نے تمدن ملکی کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکہا ہے اور اپنی صحرائی زندگی کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے یہہ بہی اونکی ایک جبلی او موروثی خاصیت ہے جسکی مثال امریکہ کے اصلی باشندون مین موجود ہے اور جس کے مقابلہ مین کسی قسم کی دلیل و حجت کارگر نہین ہوتی ان حضرات نے شام مین زمین لینے اور ایک جگہہ بود و باش اختیار کرنے سے ہمیشہ انکار کیا ہے - ان خانہ بدوش اقوام نے جن کا دلربا اور شریفانہ انداز ہر ایک سیّاح کے دل کو لُبہاتا ہے اپنی ذات کو مصنوعی مایحتاج انسانی سے مطلقاً مستثنیٰ رکہا ہے اور اس خاص امر مین ازمنہ متوسطہ کے مغرور سے مغرور جاگیرداران یورپ سے ہرگز کم نہین ہین - فی الواقع صحرائی زندگانی بہی ایک خاص لطف رکہتی ہے اور مین بے شک اقرار کرتا ہون کہ اگر خود مجہے اختیار دیا جاے کہ اس آزادانہ زندگی کو قبول کرون یا کسی کارخانہ مین مزدور بن کر ہر روز بارہ گہنٹے تک شغل حیوانی مین مصروف رہون تو مجہے فیصلہ کرنے مین مطلق دیر نہ لگے - اگرچہ مدارج ترقی انسانی کے لحاظ سے بدوی بہت ہی ابتدائی درجے مین ہین اور اونکی زندگی اس وجہہ سے بڑہنے نہین دیتے لیکن فہم و ادراک مین وہ فی الواقع تمام دنیا کی گلہ چرانے والی اقوام پر فوقیت رکہتے ہین مین نے اون سے بارہا گفتگو کی ہے اور اون کے خیالات معیشت بہتیرے سے تعلیم یافتہ اہل یورپ سے بہتر پاے ہین آگے چل کر عربون کی شاعری کی بحث مین معلوم ہوگا کہ بدوی اگرچہ اپنی عادات و رسوم مین نیم وحشی ہین لیکن خیالات مین وحشی نہین ہین بہت کم ایسا بدوی دیکہا گیا ہے جسمین شاعری کا وصف نہو - نہ فقط شاعرہکا وصف بلکہ جیسا اکثر شاعرونمین ہوتا ہے طفولیت کی سادگی کا وصف بہی ہے - بدویون کی اون خصایص روحانی مین جن کا بیان ہوچکا اس شاعری کی خاصیت کو شامل کردینا چاہئے کیونکہ یہہ ایک بہت بڑی خاصیت ہے اور یہہ اونمین باوجود سکون ظاہری کے بڑا ولولہ پیدا کرتی ہے جو

اونہین اطفال ورعورتون سے قریب کردیتا ہے مثل اطفال اورعورتون کے بدوی بہی محض فوری امنگ اورلہر کے پابند ہین اورانہین کی طرح صرف ظاہر کو دیکہتے ہین اورظاہری شوروغوغا اورطمطراق سے بآسانی چکاچوند مین آجاتے ہین اورانہین چکاچوند مین لانا اُن ہو نیکے زیر کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے جسطرح مختلف اقوام اورملل انسانی ہین ادنی درجہ کی اقوام وملل ہین اوسیطرح عورتون اوراطفال کے درجہ کے بہی اقوام وملل موجود ہین کیونکہ عورتین اوراطفال ترقی انسانی کے سلسلہ مین درجہ ادنی پر پہنچکر ہو جاتی ہین ۔ فی الواقع بدوی نیم وحشی ہے اسمین شک نہین کہ یہہ وحشی فہمیدہ اورذہین ہے لیکن ہزارسال مین اوسنے ترقی انسانی کی راہ مین ایک قدم بہی نہین بڑہایا ہے اورنہ اوس مین اوس قسم کے تغیرات ہوسے جو پشتینی وراثت کے ذریعہ اقوام مستوطن مین جمع اورمستحکم ہوگیے ہین ۔ اگرخصایص روحانی (جیسی ہماری راے ہے) فی الواقع مختلف اقوام انسانی مین بہت گہرے فرق پیدا کرتی ہین توہم کہہ سکتے ہین کہ بدوی ورمستوطن عرب دومختلف اقوام ہین جنکے بیچ مین ایک غارعمیق حایل ہے ۔

مستوطن عربون مین جنکا اب ذکرکیا جائیگا اوربدویون مین جنکا ذکرہوچکا ہے بے انتہا فرق ہے یہہ ہرگزاوس قسم کے نیم وحشی نہین ہین جیسے وہ عموماً سمجہے گئے ہین پالگریو سچ کہتا ہے کہ یہہ راے عربون کی نسبت اس وجہ سے قائم ہوگئی ہے کہ اکثر سیاحون نے سواحل عربستان کے بہت تہوڑے سے مقامات دیکہے ہین جو لحاظ کے لائق نہین پالگریو نہایت حیرت کے ساتہہ باشندگان عُمان کے علم کی تعریف کرتا ہے اوراوسی کا قول ہے کہ نجد مین ایسے اشخاص بکثرت موجود ہین جو مثل انگریزون کے کلین بنا سکتے ہین اورریل کی پٹری بچہا سکتے ہین یہہ توہمین معلوم ہے کہ یمن مین دو مشہور دارالعلوم ہین ایک زبید مین اوردوسرا ذمار مین جو قاہرہ کی قدیم دارالعلوم کے برابر مشہور تو نہین لیکن مثال اوسکے اس ملک کے روشن خیال گروہ مین

اشاعت علم کا بڑا ذریعہ ہین۔

ہم آج عربون کے بارے مین جو راے قائم کرتے ہین وہ اوس ہونے کی بنا پر ہے جو ہمین شام اور مصر اور الجزایر مین نظر آتا ہے اور جسے اقسام کے میل اور غلامی سے ذلیل و خوار بنا رکھا ہے لیکن ظاہر ہے کہ کسی قوم کی نسبت درست راے قائم کرنیکے لئے ضرور ہے کہ ہم اوس قوم کے اصلی وطن مین جاکر اوسکے حالات کا مطالعہ کرین پالگریو جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہے ایک مدت تک اونمین رہا ہے اور اوسکی راے مین عربون سے بہتر دنیا مین کوئی قوم نہین ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مین نے کہا کہ وہ دنیا کی شریف اقوام مین سے ایک قوم ہے اور فی الحقیقت یہہ تعریف اعراب مستوطن کے اور پوری طرح سے صادق آتی ہے مینے بہت سفر کیا ہے اور مختلف اقوام کے ساتھہ میرے روابط رہے ہین جن مین افریقی ایشیائی اہل یورپ سب ہین لیکن کوئی قوم ان مین ایسی نہین ہے جسے وسط عربستان کے عربونپر ترجیح دیجا سکے۔ ان مستوطنین کی وہی زبان ہے جو صحرائی بدویونکی ہے اور وہی خون انکی رگونمین بھی دوڑتا ہے لیکن شَتَّانَ بَیْنَهُمَا دونون مین کسقدر بعد عظیم ہے اوپر بیان ہو چکا ہے کہ مثل اور مہذب اقوام کے عرب مستوطنین مین بھی اختلاف ممالک کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے۔ فی الواقع اس قسم کا فرق خود عربستان مین مختلف حظون کے باشندون مین موجود ہے۔ نجد ہی کی قسمت مین جو بلحاظ رقبہ کی البتہ بہت ہی یورپ کی حکومتون سے بڑی ہے ایسے باشندے موجود ہین جن مین باہم اوسی قدر فرق ہے جیسا یورپ کے شمالی اور جنوبی باشندونمین مثلاً وہابیان نجد کے خصایص بالکل دوسرے عربون سے علحدہ ہین۔ وہ نہایت مستعد ہین اور محض فوری اُمنگ اور جوش پر کام نہین کرتے لیکن سخت ریاکار اور حاسد ہین۔

کاتب الحروف عرض کرتا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ

حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ یہہ فرینچ مورخ کی تحریر ہے کہ شاید اوسکو اس قوم سے کچھہ صدمہ پہنچا ہے جو اوسنے اس بُری صفت سے اِس قوم کو یاد کیا ہے اور اوسنے صرف اسی صفت پر اکتفا نہین کی اس سے زیادہ ایک دوسری صفت ہے جس سے موصوف کیا ہے وہ کہتا ہے کہ یا ٹکریو کا بیان ہے ۔ کہ وہابی بمقابل دوسرے عربون کے بخیل اور مشکل مہمون مین شریک ہونے پر کم آمادہ ہین اور نہ مثل صحرا عربون کی رنگیلے ہین نہ صاف دل اور کشادہ پیشانی ۔ مگر اس کے ساتھہ ہی وہ زیادہ ثابت قدم اور زیادہ عقلمند ہین اونکی باتون سے اونکا اصلی خیال بہت کم ظاہر ہوتا ہے مگر وہ اپنے ارادے مین نہایت مضبوط ہین دشمنی مین سخت ہین اور دوستی مین اون لوگون سے ساتھہ جو اونکے ہم قوم نہین ہین نہایت مشتبہہ بلاارادے تپاک اور ہر قسم کے استثناء کے ساتھہ کیا جا سکتا ہے کہ وہابی جزیرۃ العرب کے اسکاچ مین ہین اونکی خاموشی اور خشکی بلکہ عبوس صورتین شمالی عربون کے نیک اور ہنس مکہہ چہرون کو یاد دلاتی ہین وہ ہرگز فوری اُمنگون پر کام نہین کر بیٹھتے بلکہ پہلے سے سوچی اور سمجھی ہوئی چال پر چلتے ہین اگرچہ اونکی فہم و ادراک محدود ہے مگر اونکے عزم قوی اور اونکی ثابت قدمی نے اونکو اس لائق بنایا ہے کہ وہ اپنی تمدنی حالت کو نہایت مضبوط کرلین اور اپنے ہمسایون پر ظالمانہ حکومت کر سکین ۔

شدید اتحاد باہمی کی وجہہ سے اونکی کامیابی بمقابل ایسے دشمن کے یقینی ہے جسے آپس کی پہوٹ نے کم زور کر رکہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہابیون کی حکومت بتدریج تمام جزیرہ نما مین پہیل جاے گی اور اونکی عالی ہمتی کا منصوبہ ہمارے اندازے سے بہت پہلے پورا ہو جائیگا وہابیون کے یہہ اوصاف اونکے روزمرہ کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتے ہین اورون سے گفتگو کرتے وقت انسان کو ضرور ہے کہ اپنے الفاظ و اشارات کا ویسا ہی خیال رکھے جیسے کسی دشمن سے گفتگو

کرتے وقت رکھنا پڑتا ہے۔

مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ اس عیسائی مورخ نے جو
وہابیونکا فوٹو کھینچا ہے اپنے تجربہ کے موافق کھینچا ہے یہہ قوم جنگجو تو ضرور ہے
پہلی جنگ تو وہ تھی جو محمد علی پاشا سے مصر انکی گوشمالی کیواسطے مقرر ہوا تھا او
اوسنے کافی سزا دی اتنے زمانہ کے بعد اب کسی یورپین سلطنت کے اغوا سے پہر
حرارہ لیا تہا سلطان خلد اللہ ملکہ نے چند علما کی جماعت انکے سمجھانیکو بھیجی ان لوگون
کے ساتھہ ان لوگون نے نہایت کج خلقی کی پہر سلطان نے چند فوجی افسرون کی
جماعت انکی فہمایش کے لیئے روانہ کی مگر انکے سرون پر کسی ہمسایہ یورپین سلطنت کا
سفید بہوت سوار تہا اوسنے یہہ بات انکے خیال مین جمادی تھی کہ ہماری توپین
بارود توپچی سب تمہاری خدمت کے لئے موجود ہین تم سلطان سے لڑجاؤ بس
تمہین خلیفہ ہوجاؤ گے تم عرب ہو خلافت تمہارا حق وہ ترک اونکو اس سے
کیا واسطہ بس پہر کیا تہا اس جادو آمیز تقریر نے دیوانہ بنا دیا شاہی فوج سے لڑ پڑے
اور یہہ نہ سمجھے کہ کیا پڑی اور کیا پڑی کا قصور باترکون نے چند منٹ مین وارا کانیارا
کردیا ایسے بے بہاؤ کے پڑے کہ انکے ساتھہ انکے سرپرست اب چاہے وہ
جرمنی ہون یا فرانس غرضکہ کوئی ہو منہ چھپا کر میدان سے نو دو گیارہ ہوگئے آخر کو
گلے سلپہ لارکے قدمونپر ناک رگڑنی پڑی تب قصور معاف ہوا اب پشت پناہونکا پتہ
نہین واقعی مارتے کے سامنے کون آئے ؎

خدا کی شان یہہ دل عشق پاکر جابر	رہین توجہو تیرو مین خواب دیکھین مجنونکا

ا ۶ ا – باب شام

شام کا ملک دنیا کی جنت ہے اور انبیا علیہم السلام کا مشہد۔ بہت سے نبی یہان مدفون ہین

بڑے بڑے انبیا کے نشانات ہین انبیاے کرام کا یہہ قبلہ ہے اور پہلا قبلہ مسلمانونکا بہی یہی تہا پہر جب آنحضرت نے چاہا تو اللہ تعالی شانہ نے آپکا قبلہ بدل دیا اس مین حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کی ہوئی مسجد ہے جسکا نام بیت المقدس ہے یہہ ملک مسلمانونکی تحت حکومت ہے یعنی حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی قسطنطنیہ سے ۳۳ درجہ ۳۰ دقیقہ شمال کیجانب اور ۳۷ درجہ مغرب ملے مشرق کی طرف ہے اسکی مردم شماری ۴۳ ہزار اور اسی شام کا بڑا شہر ایک دمشق بہی ہے جسکی مردم شماری ایک لاکہہ پچاس ہزار ہے شام کا ایک دوسرا شہر حمص ہے اسکی مردم شماری ایک لاکہہ پچاسی ہزار ہے وہ مقدس پہاڑ جسے کوہ طور کہتے ہین وہ بہی اسی شام مین ہے موسی علیہ السلام نے پروردگار شانہ کا جلوہ یہین دیکہا تہا جیسے ہم مسلمان بیت اللہ شریف کا حج کرتے ہین اور ہر سال تمام دنیا کے مسلمان وہان جمع ہوتے ہین اوسی طرح تمام یورپ کے عیسائی اور یہودی شام مین بیت المقدس کے حج کے لئے جمع ہوتے ہین اور عیسائیون اور یہودیون کے ہر فرقہ کا گرجا وہان موجود ہے اور بڑی بڑی آرائشین اونکی کی گئی ہین ایک مرتبہ روسی فوج کے ہزارہا آدمی بیت المقدس کے حج کے واسطے آئے تہے اور اون لوگون نے مسلح ہوکر شہر مین داخل ہونا چاہا سلطانی فوج نے روکا اسمین گفتگو بڑہی اور قریب تہا کہ نوبت قتال کی پہونچے اور دونون فوجون کے افسرون نے اپنے اپنے بادشاہون کو مطلع کیا آخر شاہ روس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہتہیار رکہدو فوج نے ہتیار رکہہ دئے تب داخل شہر ہوئی اور حج کرکے واپس ہوئی شام کا ملک بہت سبز اور شاداب ہے وہان کے میوجات مشہور ہین عربستان کے بدوونکی طرح شام کے عرب بہی دو قسم کے ہین بدوی اور مستوطن بدوی تو صحرا مین رہتے ہین اور مستوطن شہرون اور قصبون مین شام کے بدویون پر بہی مثل

اور بدویون کے اون تغیرات کا جو ملک مین مختلف حکومتون کے وقتاً فوقتاً قایم ہونے سے وقوع مین آئے کچھہ زیادہ اثر نہین پڑا - آج وہ اپنے گلّون اور لوٹ کی بدولت جیتے ہین جیسے وہ تین ہزار سال قبل جیتے تھے - باستثنای اور شہرون کے سارا ملک اونکا ہے - دریاے اردن کے پار سے خود دمشق کے دروازہ تک وہ اس وقت بھی اون قافلون کو جنہون نے اونکے ملک مین سے گذرنیکا محصول نہین دیا ہے لوٹ لیتے ہین - اون مین بھی وہی متضاد خاصتین لوٹ اور سخاوت کی موجود ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا - جسے وہ اپنا مہمان کر لیتے ہین وہ پھر اونکی نظرون مین مقدس اور متبرک ہو جاتا ہے - شام کے بدوی کسی طرح بھی اپنی وحشی صحرائی زندگی کو جسے اونہون نے قرون دراز سے اختیار کر لیا ہی چھوڑنے پر راضی نہین ہین اور اونہون نے ہمیشہ زمین لینے اور کاشتکار کرنے سے انکار کیا ہی -

علاوہ اون بدویون کے جو مسلمان ہین شام مین اور مذاہب کے اقوام صحرائی بھی موجود ہین چونکہ بوجہہ اختلاف مذاہب ہمسایون سے بالکل علحدہ ہین اور آپس ہی مین شادی بیاہ بمرور زمان اونمین خاص قسم کی خصایص پیدا ہو گئی ہین جنسے وہ باسانی پہچانے جاتے ہین - ان اقوام مین زیادہ مشہور یہ ہین - متاولہ نصاریہ موارنہ دروز -

متاوِلہ کوہستانی عرب ہین اور بالکل علحدہ رہتے ہین - اون کا مذہب امامیہ ہے اور وہ سخت متعصب ہین وہ کبھی کسی اجنبی شخص کے ساتھہ کھانا نہین کھاتے - ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ اصل مین قوم کُرد سے ہین لیکن اونکے خصایص مغلون اور ایرانیون اور عربون سے ملتے جلتے ہین -

نصاریہ یہہ بھی ایک بالکل علحدہ پہاڑی قوم ہے - ان کا مذہب اسلام کی ایک شاخ ہے لیکن اوسمین اور اسلام مین بہت فرق ہے - کہتے ہین کہ یہہ تناسخ کی

قائل ہین اور چاند اور سورج کی پرستش کرتے ہین۔

موارنہ اگرچہ سریانیون سے قریب ہین لیکن تاہم اونکا مذہب الگ ہے یہہ نصارہیونکا ایک نہایت مغرور اور لاف زن فرقہ ہے اگرچہ اصل مواقع پر انسے کوئی کام بہادری کا سرزد نہین ہوا۔

دُروز بدویون سے بہت قریب ہین یہہ مسلمانونکا ایک مغرور اور خودمختار فرقہ ہے جو مدت دراز سے عربون اور شامیون سے علحدہ ہوگیا ہے یہہ لوگ نہایت جری ہین اور انہین ورلبنان کے موارنہ ہین بحیثیت عداوت ہے شام کے اہل بلاد اور اہل قصبات ایک مرکب قوم ہین جن ہین مصری فنیقی یہود بابلی ایرانی یونانی عرب مغول گرجی صابی ترک وغیرہم جو مختلف اوقات مین وہان رہتے ہین ملے جلے ہوسے ہین جو کوئی اس ملک ہین سیاحت کرے اوسے رنگ برنگ کی مخلوق کو دیکھنے پر آمادہ ہونا چاہئے شام کے اہل بلاد عموماً ذہین تو ہین لیکن چاپلوس دورخے ہے ہوفا رومیون کے وقت مین انکی نالائقی ثابت ہوچکی تہی اون کی رلسے انکی نسبت یہہ تہی کہ یہہ قوم غلامی کے لئے خلق ہوئی ہے اونہون نے اون کل حکمتون کو جو قرنہاسے دراز سے اس ملک مین قائم ہوئی ہین بہ تسلیم ورضا قبول کرلیا اور اب اونمین بجز مذہبی جنگ وجدال کے اور کسی قسم کی قوت باقی نہین رہی۔ جتنی چیزین مذہب سے علحدہ ہین او نہین وہ نہایت مستعدی سے تسلیم کرلیتے ہین اور جس امر مین ذرا بہی حکومت کا لگاؤ ہوا وسی وہ مان لیتے ہین اونکی یہہ اطاعت اور تسلیم ورضا اس درجہ پر ہے کہ ہرگز کسی اہل یورپ کے خیال مین نہین آسکتا۔

مین یہہ ن ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہون جسے ایک یورپی نے جو ۱۸۶۰ء کے قتل عام کے زمانہ مین شام مین موجود تہا موسیو ودگ سے بیان کیا اور جس سے شامیون کی بزدلانہ اطاعت کا اندازہ ہوسکے گا ایک یورپی تعلیمی افسر نے جو سلطنت عثمانیہ کا

ملازم تہا ہم سے اس واقعہ کو جو اوس کا چشم دید تہا بیان کیا اوس زمانہ مین
بہت سے جلاد پہانسیان دینے پر متعین تھے - ان مین سے ایک شخص
اوس دن کی اخیر پہانسی کی تیاری کر رہا تہا لیکن وہ کیل جس مین رسی بندہی تہی بہت
اونچی تہی اور تختہ بہت نیچا اور ملزم کی گردن رسی تک نہین پہونچ سکتی تہی - اتنی مین
ایک بڈہا مسلمان گدہے پر سوار بکری کے گوشت کی ایک ران سلئے ہوی اودہر سے
آیا جلاد نے جو اس کار خیر مین مصروف تہا اوسے اشارہ کیا بڈہے نے فوراً تعمیل کی گدہے
سے اوتر پڑا اور نہایت آمادگی کے ساتہہ اپنی گردن سامنے کر دی - جلاد نے دیکہا
کہ یہہ مطلب غلط سمجہا اوسے اشارہ کیا کہ تو نہین تیرا گدہا مطلوب ہے پہر وہ گدہے کو
سامنے لایا ملزم کو اوس پر سوار کیا اور رسی اوسکے گلے مین ڈالی اور گدہے کو کوڑا مارا -
گدہا آگے بڑہا اور سوار کو پہانسی ہو گئی - بڈہا بیچارہ بہت خوش ہوا کہ سستے چہوٹے
گوشت کی ران اوٹہا گدہے پر سوار ہو ڈرتا ہوا چلدیا -

لیکن مین یہہ کہونگا کہ یہہ رضا و تسلیم اونہین معاملات مین ہے جو مذہب سے
متعلق نہین رکہتے مصر کی اس اخیر لڑائی کے زمانہ مین دمشق مین پورا سکون تہا اور مجہے
اکثر یہہ دیکہکر متعجب ہوا ہے کہ ایک ادنی سپاہی جو کسی شخص کے بہی آگے آگے راستہ
کرتا ہوا چل رہا ہے (وہ شخص ایک محض سیاح کیون نہون) کس آسانی سے
آدمیون کے جہنڈ کے جہنڈ کو ہٹاتا جاتا رہا ہے بلکہ کبہی کبہی مار بہی دیتا ہے اور یہہ
مطلق اوس سے تعرض نہین کرتے لیکن اوسکے ساتہہ ہی مین نے یہہ سنا ہے کہ عربی
پاشا کو ذرا بہی کامیابی ہوتی تو شام مین نصرانیون کا قتل عام ہو جاتا - یہہ نصرانی
اس درجہ بزدل مین کہ اونہین دیکہکر شرم آتی ہے ۱۸۶۱ء مین اونہون نے بلا کسی
قسم کی حفاظت ذاتی کے اپنے کو مثل بکریون کے قتل ہونے دیا اور اگر یہی قتل عام
جسکا خوف ہر شخص کو تہا ۱۸۸۲ء مین بہی شروع ہو گیا ہوتا تو وہ پہر اوسیطرح ماری جاتی

اعراب مصر

مصر کے اصلی عرب اوس قوم سے ہین جو مصر کے قدیم باشندون اور اون عربون کے باہمی ازدواج اور امتزاج سے بنی ہے جنہون نے ۱۸ ہجری مین عمرو بن عاص کے ساتہہ مصر پر چڑہائی کی تہی یہہ لوگ زبان اور مذہب مین عرب ہین لیکن انکا خون عربی نہین علم الانسان کے اون اصول کے بموجب جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مصر مین مفتوح قوم کچہہ تو اپنی تعداد کی وجہہ سے اور کچہہ اس وجہہ سے کہ ملک کی نالائق آب و ہوا اونہین زیادہ موافق تہی قوم فاتح پر غالب آگئی اس میل جول مین جو درمیانی مدارج تہے وہ اب مفقود ہو گئے ہین اور اسوقت کے مصری مستوطن عرب فی الواقع اوس قدیم قوم کی اولاد ہین جس نے اہرام مصر کی تعمیر کی اور اس کا بڑا ثبوت اون کے بڑے شانے اور اونکا چہرہ ہے جس پر موٹے موٹے ہونٹ اور اونچی اونچی گال کی ہڈیان موجود ہین اور نیز اونکی عام مشابہت اون قدیم مورتون سے پائی جاتی ہے جو قبرون پر اور عمارتون پر کہدی ہوئی ہین۔

سواحل نیل کے باشندے نہ فقط صورت شکل مین قدیم مصریون کی اولاد ہین بلکہ خصایص مین بہی۔ انمین نہایت درجہ خوش رفتاری اور خوش اخلاقی ہے۔ انہون نے اس مدت دراز تک انواع اقسام کی غلامی سہی ہے کہ یہہ ہر ایک حاکم سے ڈر گئے ہین علی الخصوص یورپ کے حکام سے اوس زمانہ مین جبکہ قاہرہ مین سمجہا جاتا تہا کہ سواحل رود نیل کا حصہ بالکل باغی ہو گیا ہے اور اخبارون مین بجبر قتل عام کے اور کوئی ذکر نہ تہا مین بلا کسی قسم کی مزاحمت کے اس خطے کے بڑے بڑے قصبات مین اور اون کے باشندون کے بیچ مین دورہ کر رہا تہا۔

فلاحین کی ضرورتین کچھ نہین ہین محض بالیحتاج زندگی اونکے لئے کافی اگر انکے مافوق انہین کچھ ملگیا تو وہ بالکل خوش اور آسودہ ہو جاتے ہین وہ بلا فکر آیندہ کے زندگی کرتے ہین اور اونہین نہ کوئی اندازہ وقت کا ہے اور نہ فاصلہ کا اگر اون سے کسی ایسے امر کی نسبت پوچھا جاے جس کا تجربہ اونہین بارہا دنیاوی کاروبار مین ہونا چاہئیے وہ ہمیشہ یہی جواب دیتے ہین کہ ہم کو نہین معلوم کہ ایک گانون سے دوسرے گانون تک جانے مین کسقدر دیر لگتی ہے یا دونون مین کیا فاصلہ ہے اور فی الواقع اونہین اسکے معلوم کرنیکی پرواہی نہین ہے ۔

جیساکہ عربستان اور شام مین بدوی اور مستوطن عرب ہین اسیطرح مصر مین بھی ہین ۔ لیکن مصر مین ان دونون مین باہم دگر بہت زیادہ فرق ہے کیونکہ بدویونکی نہ فقط طرز معیشت علیحدہ ہے بلکہ اون کی قوم بھی مستوطنین سے علیحدہ ہے ۔ مصر کے مستوطن عرب تو نسلون کے میل سے مصری بن گئے ہین لیکن بدویون مین یہہ بات نہین ہے اونکی طرز معیشت اونہین دوسری اقوام سے ملنے نہین دیتی ۔ اور اونمین اسوقت بھی زمانہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بدویون کی خم دار ناک ۔ پتلے ہونٹ ۔ لمبا بیضاوی چہرہ ۔ چمکدار آنکھین موجود ہین ۔ مصر کی اقوام مین بدوی ہی ہین جنسے لڑائی بھڑائی کا خوف ہے اور حال کی جنگ عربی پاشا مین اگر انگریزون نے جیساکہ ہمنے بارہا سنا ہے اونہین زر خطیر دیکر مول نہ لیا ہوتا تو ان کو انہین بدویون سے مقابلہ کرنا پڑتا ۔

مین کہتا ہون اس فرنچ مورخ نے ہماری گورنمنٹ پر سخت جہذب اعتراض کیا ہے گویا ہماری گورنمنٹ بہادر نہین ہے یہہ ہم مانتے ہین کہ ہماری گورنمنٹ کا یہہ خیال ہے کہ جہانتک ممکن ہو آدمیونکا خون بچایا جاے اور تلوار فولادی نیام مین رہے اور چاندی سونیکی تلوارون سے کام لیا جاے یہہ فطرتی رحم دلی جو ہماری

گورنمنٹ مین ہے اور انسان کی قابل تعریف بھی ایک صفت ہے کسی دوسری قوم
یا دوسری سلطنت مین نہین ہے ہماری گورنمنٹ بے شک ملک کو وسیع کرنا
چاہتی ہے مگر خونریزی کے ذریعے سے نہین خونریزی حیوانونکا کام ہے یہہ انسانی
صفت نہین ہے یہہ گورنمنٹ اس بات کو پسند کرتی ہے کہ ہمارے دامن پر
نامردی کا داغ ہے اسکا مضائقہ نہین مگر ظالم نادر شاہ کی طرح انسانی خون کے
چھینٹون سے پورا رنگین نہو جاے لیکن یہہ بات بھی ہے کہ ہماری گورنمنٹ
بالکل موم کی بھی نہین بنی ہوئی ہے جہان چاہتی ہے کہ آہن با آہن تو انکر و نرم
تو ہی تلوار کے ایسے جوہر دکھاتی ہے کہ بہادران قوم الامان الامان پکار اوٹھتے
ہین دیکھو آفریدی قوم کیسی بہادر ہے مگر پھر کیا کر سکی۔

وہی حال دونونکا ہو الیکن انصاف کی بات سے درگذر کرنا بھی نہین چاہیے
ان دونون بہادر قومون نے بہادرون کی فہرست مین اپنے اپنے خون سے
اپنے نام لکھوا دی کیونکہ شیر اور بکری کا مقابلہ نہہا ۔ ع

رستم رہا جہان مین نہ سام رہ گیا | مردونکا آسمان کے تلے نام رہ گیا

ع

شکست و فتح تو قسمت کے ہاتھ ہے اے میر | مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

تعلیم یافتہ بہادرونکا یہہ کام نہین کہ دیدہ و دانستہ آگ مین کود پڑین یہہ
اون لوگونکا کام ہے جنہین جاہل سپاہی کہتے ہین نہ آگر دیکھا نہ مگر تلوار لیکر دریا مین
کود پڑے کہ ہمارے قلعہ کے نیچے سے ہٹ جا یہہ بہادری نہین ہے دیوانہ پن
ہے ہماری گورنمنٹ فتوحات بھی حاصل کرتی ہے اور فوجکو بھی بچاتی ہے
دیکھو لکھنو کس خوبصورتی سے لیا کسی سپاہی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی اور پھر
لطف یہ کہ ہر طرحکی ناقابلیت کا الزام بھی اجل گرفتہ واجد علی شاہ ہی کی

گردن پر رہا برہما کیسے اچھے طریقے سے لیا کہ چند بندوقین شہرات کے پٹا خون کیطرح چھوٹ کر رہگئین تھیبا شاہ برہما کو بیل گاڑی پر بیگار کے گٹھر کیطرح لادکر نیلیا گڑہی مین ڈالدیا بیچارہ پڑا ہوا اپنی غفلت اور عیش کی سزا بھگت رہا ہے نہ غافل ہوتا نہ پیٹتا جہالا واڑ والا ظالم سنگھ راجہ وہ ضرور تھے سے زیادہ ہوشیار تھا ہوشیار پیچھے جرم مین کاشی باشی کر دیئے گئے سلطنت ضبط راجہ قید مگر کانون کان خبر نہوئی بالفعل اصول سلطنت یہی ہین یہہ فرنچ مورخ پرانے خیال کا آدمی ہے ایا نیک نیت گورنمنٹ پر آوازے کستا ہے۔

مصر کے بدوی اپنے خیمے ریتی پر رود نیل کے کنارے کنارے دریا سے کسیقدر دور کھڑے کیا کرتے ہین اور کسی حکومت سے نہین ڈرتے اور نہ وہ فلاحین سے کسی قسم کا ارتباط پیدا کرتے ہین بلکہ مزارعین کو وہ نہایت نفرت اور عداوت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اونکی زندگی بالکل وہی ہے جو تمام بدویان عرب کی ہے۔ اصل یہ ہے کہ بدوی ہر ملک اور ہر سرزمین مین خود اپنی نظیر آپ ہین۔

مصر کی مردم شماری مین علاوہ عربون کے اور بھی مختلف اقوام ہین ترک قبطی شامی حبشی یونانی یوروپی وغیرہم لیکن ان اقوام کا میل فلاحین کے ساتھہ بہت کم ہوتا ہے اور یون تو مصر کی آب وہوا غیر اقوام کے لئے اس درجہ قاتل ہے کہ کوئی مثال اسکی نہین پائی جاتی کہ کسی غیر قوم کا شخص اور اس مین ترک بھی شامل ہین دوسری پشت سے زیادہ اس ملک مین پھول پھل سکا ہو۔ عرب ہی ایک غیر قوم ہے جس نے اس ملک مین کامیابی کے ساتھہ جڑ پکڑی ہے۔

منجملہ ان اقوام مصر کے جن کا ذکر مین نے ابھی کیا ہے قبطیون کا بیان خاص طور پر ہونا چاہئے کیونکہ اگر وہ فی الحقیقت قدیم مصریون کی خاص اور بلا امتزاج اولاد نہ خیال کئے جائین تاہم اون مین ایسے اشخاص پائے جاتے ہین جو صورت و شکل مین

قدیم قبرون کی تصویرون سے بہت زیادہ مشابہ ہین اون کا مذہب نصرانی ہے
اور اون مین کبھی عربونکا میل نہین ہوا - وہ اکثر مصر صعید مین نظر آتی ہین علی الخصوص
بعض خاص شہرون اور قصبات مین جیسے اسیوط (اسیوط دریاے نیل پر ایک
مقام ہے علامہ سیوطی اسی قصبہ کے رہنے والے تھے کثرت استعمال سے الف
حذف ہوگیا) انکی زبان قدیم زبان مصری سے بہت مشابہ ہے اور اسی زبان کی
مطالعہ کی بدولت شامپولیان نے (مشہور فرنچ مصنف ہے اس نے ۱۸۲۲ء
مین مصر کی قدیم زبان تصویری کا حل یورپ مین مشتہر کیا سال ولادت ۱۷۹۰ء سال
وفات ۱۸۳۲ء) مصر کی قدیم تصویری زبان کو حل کیا - اکثر تصانیف مین بیان
کیا گیا ہے کہ قبطی زبان آجکل بولی نہین جاتی لیکن مینے خود قبطیون کو آپس مین اس زبان
کو بولتے ہوے سنا ہے بلکہ اوسکے محاورات موجود ہین قبطی اپنی زبان کو یونانی
حروف مین لکھتے ہین - عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ مصر مین قبطیون کی تعداد دو لاکھہ
نفوس کی ہے لیکن متعدد قبطیون نے مجھہ سے بیان کیا ہے کہ اونکی تعداد پانچ
لاکھہ نفوس سے متجاوز ہے - اونکے خصائص کی جو کچھہ ہجو کی گئی ہے وہ میرے نزدیک
مستند نہین ہے سچ یہہ ہے کہ تعلیم و ترتیب مین وہ اصلی عربون سے بہتر ہین
اور علی الخصوص ترکون سے اونکا مذہب البتہ انہین بڑے عہدے نہین ملنے دیتا
لیکن انتظام مملکت مین وہ ایسے خدمتون پر مامور ہین جن مین بہت ہی محنت اور
ہوشیاری کی ضرورت پڑتی ہے -

مصر کے ترک جنہون نے انتظامی لحاظ سے عربون کی جگہہ لیلی
ہے ملک مین کسی قسم کا اثر نہین رکھتے اس وقت انکی تعداد بمشکل بیس ہزار
نفوس کی ہے اور وہ ایک قوم حاکم ہین جو دوسرے باشندون کے ساتھہ
مطابق نہین ملتے -

اعراب افریقیہ

علاوہ مصر کے جسکا شمار عموماً مشرق مین کیا جاتا ہے ساری شمالی افریقیہ مین ایسی اقوام بستی ہین جن کا مذہب عربی ہے اگرچہ اونکا خون ہمیشہ کا عربی نہو اور یہہ اقوام بعض مقامات پر خط استوا سے متجاوز ہو گئی ہین۔ یہہ اقوام بربری ہین اور عرب و حبشی کم و بیش ملے جُلے ہوئے ہین۔ مراکش مین مین نے حبشی خون کے میل کو زیادہ دیکھا اور جون جون انسان خط استوا سے قریب ہوتا جاتا ہے یہہ میل بڑہتا جاتا ہے۔ بربریان افریقیہ ایک قوم ہین جو عربون سے بالکل علحدہ ہین اور چونکہ اس کتاب کے اوس باب مین جہان اعراب افریقیہ کی تاریخ لکھی گئی ہے ان کے متعلق بحث کیجائیگی اس مقام پر اونکا ذکر ضرور نہین

افریقیہ کے عربون مین بھی وہی تفریق بدویون اور مستوطنین کی موجود ہے جس کا ذکر ہم اب تک کرتے آئے ہین لیکن اس زمانہ کے بدوی اور مستوطن دونون مین بے انتہا میل پایا جاتا ہے۔ سواحل کے شہرون مین جو عرب بستے ہین وہ اقسام کی اقوام ہین جن کی آمد و رفت سالہا سے دراز سے ان سواحل مین رہی ہے ملے ہوئے ہین۔ ان مین کارتھیجی۔ رومی وندل یونانی بربری عرب ترک اہل یورپ حبشی سب شامل ہین

افریقیہ کے سواحل شمالی مین مین نے ہر قسم کا ڈہانچہ جو ممکن الوجود ہے دیکھا ہے اور یہہ حسن و جمال مین سودانی حبشی سے لے کر اپالو خوش منظر کے درجے تک ہین۔ اسی وجہہ سے سخت غلطی ہے اعراب الجزائر کو ایک ہی قوم یا پانچ چھہ مختلف اقوام سے مخلوط بیان کرنا جیسا کہ حال مین ایک محقق نے جن کی تحقیق محض سطحی ہے لکھا ہے۔

اعراب الجزائر فی الواقع ایک دوغلی قوم ہین اور دوغلون کی کل خصائص قبیحہ اونمین موجود ہین کچھ مجھے اس مقام پر لکھنا پڑا فرنچ مصنف نے اپنی کتاب

مین جو کچھہ لکھا ہے وہ ہمارے اردو محاورات سے ناواقف ہے ہمارے گرامی شان مکرم و معظم شمس العلماء کو جو اس تمدن عرب کے مترجم ہین اس مقام پر کچھہ شرح کرنی تھی مگر اونکی نیابت اس مقام پر مین کئے دیتا ہون ہمارے اردو زبان کے محاورہ مین دوغلا اوسکو کہتے ہین کہ جن دو قومونکا وصل و پیوند ناجائز طریقے سے ہوا ہو اور اونکی ولاد پیدا ہوئی ہو وہ اولاد دوغلی کہلائیگی اور ایسی قوم اگر اوسکی ولاد ہو جاسے تو ہمیشہ کے لئے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور محاورہ عرب مین ایسے ہی بچے کو ولد الحرام کہتے ہین کوئی مسلمان ایسی قوم کے بال بچون سے اپنا پیوند نہین کرتا اگرچہ یہہ بہت ہی غریب ہو اور وہ بہت ہی امیر ہو اور اگر ہندو مسلمانو نکا میل جیسا کہ شاہان مغل کے زمانہ مین بصیغہ نکاح صحیح ہوا تھا ہو تو اوس پر محاورہ اردو کے قاعدے کے موافق دوغلے کا استعمال ہرگز نہوگا اور اوس قوم سے پیوند کرنے مین بھی عام مسلمانون کو بہت عذر نہوگا اور اون کی ولاد مین بھی بگمان غالب بُرے خصایص نہونگے کچھہ خصایص وہی مین باپ کے ہونگے اور کچھہ مان کے اگر والدین کے خصایص اچھے ہین تو بچے کے بھی اچھے ہونگے۔

مصرعہ
نہفتہ ہاے پدر از پسر شود پیدا۔

صحبت کا اثر مسلم ہے طبیعت وجبلت کے بعد صحبت ہی کا اثر ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد فیض بنیاد ہے اَلصُّحبَۃُ مُتَاَثِّرَۃٌ صحبت تاثیر کرنے والی ہے ہر آدمی کو لازم ہے کہ وہ اپنے اخلاق درست کرے اسلئے کہ اوسکی قوم اوسکے پاکیزہ اخلاق دیکھکر اپنے اخلاق درست کرنے پر حریص ہو خصوصاً اون لوگون کو جو صاحب اولاد ہون کیونکہ بیٹا جو اخلاق اپنے پیارے باپ کے دیکھے گا اوسکو اپنے نسب کی سند سمجھیگا لہذا باپ کے واسطے ضرور ہے کہ وہ اپنی اولاد کے نیک چلن ہونے کے لئے اپنے چال چلن کو درست کرے تاکہ اولاد مین وراثت اور ترکہ کے طریقے پر نیک چلنی پیدا ہو اور

برے لوگون کی صحبت سے بچائیے کہ اوسکا اثر بچون کے پاکیزہ اور رفرکی نفسونکو خراب نکرے اور بیٹی والی مان کو لازم ہے کہ نیک چلنی اختیار کرکے اپنی بیٹی کو اپنی نیک چلنی کی سند دے بس لکھ چکا ہون فرینچ مورخ لکھتا ہے کہ شہرون کے باشندے اون تمام اقوام کے نسل سے پیدا ہوے ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور مختلف حکومتون کے بوجھ نے اونہین اور بھی ذلیل بنا دیا ہے۔ بدویون مین البتہ میل جول کم ہے اور اسی وجہ سے اون کی حالت بھی بہتر ہے وہ اور ملکون کے بدویون کے مماثل ہین وہ ہر قسم کی ترقی کے مخالف۔ کل اقوام الجزائر مین خواہ وہ بدوی ہون یا مستوطن ایک خیال عام ہے۔ شدید نفرت اون اہل یورپ سے جو اوپر حکومت کر رہے ہین اور اونکی یہہ نفرت چندان بیجا نہین ہے الجزائری جس کی نسبت ہمارا بیان ہے کہ وہ کاہل۔ وہمی۔ کم محنت۔ ناعاقبت اندیش۔ اور موقع کے لحاظ سے کبھی تو سخت متواضع اور کبھی سخت گستاخ ہے اسوقت بھی جو ہر ایک بغاوت مین جو اس غنیم سے جان چھڑانیکی کوشش کرتا ہے اپنا تمام مال بلکہ جان کو بھی کھو بیٹھنے کے لیئے تیار ہے ممکن ہے کہ بتدریج اور بہ تدابیر باقاعدہ اعراب الجزائر بھی اوسی طرح نیست و نابود کردی جائین جیسے امریکا کے اصلی سرخ رنگ باشندے نیست و نابود کردیئے گئے ہین۔ لیکن یہہ غیر ممکن محض ہے کہ اہل یورپ اونہین اپنے مین ملا سکین۔ دو قومین جو ایک دوسری سے اس درجہ مختلف ہون ہرگز صلح کے ساتھہ ایک ہی سرزمین نہین رہ سکتین۔ یہہ وہ رای ہے جسکی کتابون مین لکھنے سے احتراز کیا جاتا ہے لیکن مین نے ہر ایک ایماندار شخص سے یہی رای سنی ہے اور مجھے خود بھی اس رای سے اتفاق

اعراب چین

عربون کی سلطنت قائم ہونے کے بعد ہی خلفاے اسلام

اور شاہان چین کے آپسمین سفیرون کی آمدورفت متعدد اوقات مین ہوئی چین کے ساتھہ دریا اور خشکی دونون راستون سے تجارت قائم ہوگئی تھی۔

مثل اور ممالک کے جہان عربون کی مداخلت ہوئی چین مین بھی مذہب اسلام نے بہت جلد ترقی کی اسوقت کی تاریخون سے ثابت ہوا ہے کہ چین کے ملک مین مسلمانون کی تعداد دو کروڑ نفوس کی ہے اگرچہ یہ مسلمان بالکل عربی النسل نہین ہین مگر اونمین عربونکا خون ملا ہوا ہے۔ اس کتاب کے بموجب جسکا ذکر اوپر ہوا چین کے مسلمانون مین عرب اور ترک اور چینیونکا میل ہے۔ چین کے مسلمانون کی اصل وہ چار ہزار عرب ہین جنہین خلیفہ ابوجعفر نے شہنشاہ سوسانگ کے پاس ان لوچانگ باغی کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا ان سپاہیونکو خدمات کے صلہ مین چین کے بڑے بڑے شہرون مین سکونت اختیار کرنیکی اجازت ملی اور اونہون نے وہین شادیان کرلین اور چین کے مسلمانون کی جڑ اوس ہی سے قائم ہوئی چین کے مسلمانون کی ایمانداری بالکل مسلم ہے اور اوسکی مثالین بیان کرنیکی ضرورت نہین مورخ لکھتا ہے کہ مسلمانان چین مین حق پرستی اور دیانت داری کا نہایت درجہ خیال ہے یہ لوگ جو سرکاری ملازم ہین اون سے رعیت خوش بھی ہے اور اونکی عزت بھی کرتی ہے اور جنہون نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا ہے وہ نیک نام ہین۔ اصول مذہبی نے اونہین مخیر بنادیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب ایک بڑے خاندان کے اجزا ہین جو آپسمین ایک دوسرے کی اعانت اور حفاظت کرتے ہین۔ وہ امر جس سے اونکا تعلق چین کے اور مستوطن اقوام پر ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اپنی ابتدائی حالت کے تعصب اور ہمدردی کی بدولت ہے جو اونہون نے نازک وقتونمین اپنے اختیار کردہ وطن کے ساتھہ کی اور نیز اوس دینی اخوت کی وجہہ سے جو اون کے

افراد مین سے غیر اقوام مین وہی ہین جنہون نے ترقی کی ہے برخلاف ورنداہب خارجہ کے جو چین مین آئے اور چلے گئے یا محض چند روز ٹھہرے۔ دوسرے مذاہب کے مقابل مین پورا تحمل۔ خیال کی آزادی اور (برخلاف دیگر مذاہب کے اشاعت کرنیوالون کے) اوس ملک کی جس مین اونہون نے پناہ پائی ہے ہر ایک رسم ورواج وقانون اعتقادات کی پوری ہمدردی اور عزت کرنا یہہ وہ چیزین ہین جنہون نے چین کے مسلمانون کے لئے وہی حقوق پیدا کردئے ہین جو چینیون کو حاصل ہین وہ ملک مین عامل بھی ہوسکتے ہین اور ہر قسم کی فوجی خدمات پانے کے بھی مجاز ہین یہانتک کہ وہ خود شاہنشاہ کی درباری خدمات سے بھی ممتاز ہوسکتے ہین۔

اس باب مین مجھے اون مسائل کیطرف توجہہ کرنی پڑتی ہے جنہین اور مورخین نے فروگذاشت کردیا ہے لیکن وہ مسائل نہایت اہم اور غور طلب ہین کیونکہ اونہین کے مطالعہ سے واقعات تاریخی کا پیچ دار سلسلہ سلجھ سکتا ہے منجملہ اون مختلف اسباب کے جو کسی قوم کی ترقی کے باعث ہوتے ہین اوس قوم کی خصائص ادراکی واخلاقی بہت اہم اسباب ہین۔ یہی مجموعہ خصائص جسکا نام ہم نے جبلت رکھا ہے افعال انسانی کا اصلی محرک ہے اور یہہ انسان مین پیدایش کے وقت سے موجود ہوتی ہے۔ وہ خصائص ہین جو سالہا سے دراز مین بذریعہ وراثت کے حاصل ہوئی ہین اور انکی قوت کو کوئی چیز نہین روک سکتی۔ گو ہمارے قدیم آباواجداد اپنی قبرون کے اندر ہمارے اوسوقت کے ہر کام مین راہنمائی کر رہے ہین۔ ہماری موجودہ افعال کے اسباب اور محرکات زمانہ ماضیہ مین قائم ہوئے تھے اور قرون آیندہ کے افعال کے اسباب ومحرکات اسوقت قائم ہو رہے ہین حقیقت مین زمانہ حال گذشتہ کا تو محکوم ہے لیکن مستقبل کا حاکم ہے اور ان مین سے ایک سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے دوسرے کا علم ضروریات سے ہے۔

اعراب اندلس

اندلس وہ مقام ہے جسے اب اسپین کہتے ہین اور تقریباً آٹھہ سو برس
مسلمانونکا دارالسلطنت رہا ہے اسمین مسلمانونکے بڑے بڑے نشانات ہنوز
موجود ہین اگرچہ وہ ٹوٹے پہوٹے کہنڈر کیصورت مین اب نظر آرہے ہین مگر سیاح
اور جہان دیدہ لوگ اب بہی اون سے بڑے بڑے نتائج پیدا کرسکتے ہین کسی
زمانہ مین مسلمانون کے علوم دینیہ کا بڑا مدرسہ تہا جسمین ہزارہا طالب العلم کامیابی کے
ساتہہ تحصیل علوم مین سرگرم رہا کرتے تہے یورپ مین جسے علم کی پیاس لگتی تہی وہ اسکی
تشنگی یہین آکر بجہتی تہی عیسائیون نے جب اس ملک کو مسلمانون سے
واپس لیا ہے ایسے ایسے ظلم مسلمانون پر کئے ہین کہ جسکے بیان سے پتہر پسیجنے
لگتا ہے کبہی کسی وحشی قوم نے بہی ایسے ظلم نہ کئے ہونگے فرنچ مورخ لکہتا ہے کہ
جن اقوام عرب کا ہم ذکر کرچکے ہین وہ کل اسوقت تک زندہ ہین اور اونکی موجودہ نسلون مین با
مختلف اسباب کی وجہہ سے کتنا ہی تغیر کیون نہوا ہو پہر بہی اونہین دیکہکر اونکے آبا
و اجداد کی حالت کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے لیکن اندلس ہی کے عرب ہین جن کی نسبت
یہہ کہا جاسکتا ہے کہ یہہ بالکل نیست و نابود ہوگئے اور اونہون نے کوئی اولاد نہین
چہوڑی جنکے دیکہنے سے اب اس زمانہ دراز کے بعد اون کی نسبت کوئی خیال قایم
کیا جاسکے ہمین یہہ بہی نہین معلوم کہ وہ کس شکل و صورت کے تہے لیکن اسناد صحیحہ کے
مفقود ہونے پر بہی ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ قوم بہت جلد اون عربون سے جنہون نے
اوائل مین ملک کو فتح کیا علحدہ ہوگئی تہی ایک طرف مفتوح نصرانیون کے ساتہہ
متواتر ازدواج و امتزاج اور دوسری طرف بربریان افریقیہ کے ساتہہ جنہون نے
پہلے اندلس پر حملہ کیا تہا کثرت میل کے یہہ اسباب تہے جن سے بہت جلد اصلی عربی

نسل بدل گئی اور جسوقت یہہ باہمی ازدواج و امتزاج آٹھہ صدی تک جاری رہا تو علم الانسان کے اون اصول کے بموجب جن کا ذکر اس باب کے اوائل مین ہوچکا ہے ایک نئی نسل پیدا ہوگئی جس کے خصایص کا اصلی عرب کی خصایص سے مختلف ہونا لازمی تہا۔ عربون نے جو کچھہ ترقی اندلس مین کی اوس سے ظاہر ہے کہ یہہ نئی نسل اعلی درجہ کا ذہن و ذکا رکہتی تہی۔ ان کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اون مین سپاہگری کے اوصاف و جرات بہی نمایان تہی۔ اوس کے ساتھہ ہی آپس کی خانہ جنگی جو اس قوم کی تباہی کا حقیقی باعث تہا اس بات کی خبر دیتی ہے کہ عرب کے اصلی خصایص مین سے بعض خصایص ان مین اخیر تک قایم تہین اعراب اندلس کی نسبت اون کے تمدن اور اونکی تاریخ کی بنا پر راے قائم ہوگی اور اس لئے ہم ناظرین کو اپنی کتاب کے اون ابواب کی طرف رجوع کرتے ہین جن مین ان مضامین سے بحث کی گئی ہے۔

اندلس

ولید بن عبد الملک نے اپنے عہد مین افسر اعلی موسی کو اس ملک کی دیکھہ بہال کے لئے حکم دیا اوسنے طارق ابن زیاد کو اس کام کے واسطے انتخاب کیا۔ طارق نے اندلس کے کنارون پر غارتگری کرکے وہان کی دولت کا حال دریافت کیا اور افریقیہ کے کنارہ پر بہت غنیمت اور قیدیونکے ساتھہ واپس آیا جب موسی کے سامنے اسطرح نیا میدان جنگ پیش آیا تو اوسکے سبوق عقبہ نے گھوڑون کو بحر اطلانٹک کے پانی مین ڈالکر ٹھنڈی سانس لیکر کہا افسوس اب آگے کوئی ملک فتح کے لئے باقی نرہا لیکن یہان ایک دوسرا حصہ روے زمین کا تہا کہ اہل اسلام کو فتح یابی کے لئے طلب کر رہا تہا۔ اس لئے موسے نے سلطان ولید کو

لکھا کہ ایک ملک ہے جسمین بہت مالدار شہر ہین - اپنی زمین کی زرخیزی اور آب وہوا کی خوبی مین شام کا مثل ہے - اپنی اعتدال مین یمن ہے - اپنی پہولون اور مصالحہ (مسالہ) مین ہند ہے - اپنی میوہ جات اور پیداوار مین حجاز ہے - اور اپنی قیمتی کانون کے لئے کار تھیج ہے (کار تھیج ٹوما کا ایک شہر ہے بہت آباد) اور اپنی عمدہ بندرگاہون کے سبب سے عدن ہے -

اور ہمنے اللہ کی عنایت سے اقوام زنٹس اور دوسری بربری قومون کو مثل زاب وفرار وزار اوس فرامودس سسن وغیرہ مطیع کر لیا ہے - اسلام کا جھنڈا شہر طنیجرس کی دیوار پر نصب ہے وہان سے اندلس صرف بارہ میل کے فاصلہ پر ہے امیر المومنین کے حکم کی دیر ہے - فاتحان افریقیہ اوس ملک پر عبور کرینگے اور اللہ واحد کا علم اور قرآن پاک کا حکم وہان بھی پہیلا دینگے -

سلطان ولید بن عبد الملک کی جرات اس نئی قابل فتح ملک کی خبر سے اور بڑہ گئی اوس نے ایک حدیث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑہی جسکا مضمون یہہ تہا کہ ہمارے دین کا اجرا انتہاے مغرب تک ہوگا اور اب اوسنے اپنے سپہ سالار موسی کو پورا اختیار دیا کہ اس متبرک معرکہ کی طرف بڑہے اور اندلس کو سچے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین کی برکت سے مالامال کردے اور کفر وشرک کی بنیاد کو جڑ سے اوکہاڑ کر پہینکدے ۹۲ھ ہجری مطابق ۷۱۱ء عیسوی مین موسی نے اپنی ماتحت افسر طارق کو تیس ہزار لشکر دیکر اندلس کی فتح کو پہاڑ مین روانہ کیا وہ کامیابی کے ساتہہ لب ساحل فرود ہوا اس خبر کو سنکر شاہ رادق یعنے رودرک بہت بڑے لشکر کے ساتہہ مقابلہ کو بڑہا لیکن طارق نے قبل مقابلہ کرنیکے جن جہازون پر فوج کو لایا تہا سب مین آگ لگا دی اور فوج سے مخاطب ہوکر کہا دیکہو اب تمکو سواے اوس واحد

لاشریک ہے اوسکے سوا کسی پر بہروسا نہین کرنا چاہئے تم سچے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ واصحابہ وسلم کے سچے دین کے فرمانبردار ہو اپنی نیتون کو خالص کرلو سوای پروردگار
اور اوسکے رسول کی مرضی کے کوئی دنیاوی لالچ کو دل مین راہ نہ دینا اور اب تمہارے
پلٹنے کا ذریعہ بہی نہ رہا یا تو ان مشرکون پر فتح حاصل کرلو یا شہید ہو جاؤ۔ لشکر کو ایک تو
امید واپسی نہ رہی دوسرے طارق کی پر اثر تقریر کا وہ اثر پڑا کہ فوج کے دل بڑہ گئے
اور دشمن سے بڑا سخت مقابلہ کئی روز تک رہا آخر کو اللہ کے فضل و کرم سے مسلمانونکو
فتح نصیب ہوئی اور پورا اندلس فتح ہو گیا پہر طارق مقام طالیدو پر بڑہا
کہ دارالامارت تہا اور اوسکو بہی فتح کیا بلکہ صوبجات قسطلان اور لیبان بہی تصرف
مین آئے اور موسیٰ خود بہی اس جزیرہ نما مین آیا اور جو قلعے اور شہر باقی رہگئے تہے وہ بہی مفتوح
ہوئے پہر عرب کے عدل و انصاف کو دیکہکر ملک کے لوگ ایسے رضا مند ہوئے کہ
سب نے باتفاق عرب کے وضع اور مذہب اختیار کرلیا۔

ملک پرتگال بہی جسکو عرب الغرب کہتے تہے رفتہ رفتہ قبضہ مین آ گیا
اور یہہ ملک بہی اوسی جزیرہ نما مین ہے اور ملک اسپانیہ سے مغرب کیطرف
ہے اس فتح کے بعد ۹۵ھ ہجری مین مطابق ۷۱۴ء مین ولید بن عبدالملک مرگیا

اعراب جاہلیت کی وحشیانہ حالت

یہہ امر عموماً مسلم ہے کہ اعراب جاہلیت نے کوئی تاریخ نہ چہوڑی۔ وہ مختلف قبائل میں
منقسم تہے اور ہمیشہ سفر کی حالت مین رہتے تہے۔ نہ اونکی بود و باش کا
کوئی خاص مقام تہا اور نہ اونمین کسی قسم کی روایات تہین قرنہا سے دراز سے وہ
نیم وحشیانہ حالت مین زندگی بسر کرتے تہے اور اونکی کوئی یادگار باقی نہین ہے۔

آج کے دن نہایت ممتاز مورخین کی یہی رائے ہے چنانچہ صاحب تاریخ السنہ سمیا طیقی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ اس عجیب واقعہ تک (یعنی اسلام) جس نے دفعتاً قوم عرب کو ملک گیر اور اخلاق مضامین کی صورت مین ہمارے سامنے پیش کر دیا عربستان کا کوئی حصہ نہ دنیا کی تاریخ تمدنی مین تھا نہ تاریخ علمی مین اور نہ تاریخ مذہبی مین عربستان کوئی بہت قدیم ملک نہین ہے۔ فی الواقع تاریخ عالم کے لحاظ سے وہ اس قدر جدید ملک ہے کہ ہماری چھٹی صدی اس ملک کے پہلوانونکا زمانہ ہے اور سنہ عیسوی کی پہلی صدیان تو اس ملک کے ازمنہ مظلمہ مین شامل ہین۔

اگر بالفرض ہمین عربستان کی پچھلی تاریخ سے مطلق اطلاع نہ ہوتی تب بہی ہم کہہ سکتے تہے کہ جو رائے اوپر بیان کی گئی ہے وہ غلط ہے کسی قوم کے تمدن کی وہی حالت ہے جو اوسکی زبان کی۔ ممکن ہے کہ یہہ دونو دفعتہً ہمارے سامنے آئین لیکن اس مین شک نہین کہ اونکے اصول بہت قدیم ہین اور وہ اصول بتدریج ایک زمانہ دراز مین قائم ہوئے ہین۔ افراد انسانی۔ ملل انسانی اور نظامات و مذاہب انسانی کی ترقی ہمیشہ بتدریج ہوا کرتی ہے سلسلہ ترقی مین جب تک کل درمیانی مدارج یکے بعد دیگرے طے نہ ہوئے ہون اعلیٰ درجہ ہرگز حاصل نہین ہوسکتا۔ جب کوئی قوم اعلی درجہ کی ترقی کے ساتہہ ہمارے سامنے آئے تو ہمین سمجہہ لینا چاہئے کہ یہہ ترقی سالہا ے دراز کی پچہلی محنتونکا نتیجہ ہے۔ یہہ پچہلے مدارج اکثر مفقود ہو جاتے ہین لیکن اونکا وجود ہمیشہ مسلم ہے اور اکثر اوقات علمی تحقیقات اونکا کہوج لگا کر اونہین ہمارے سامنے کردیتی ہین۔ اعراب جاہلیت تمدن کی یہی حالت ہے اس امر کا ٹہیک ٹہیک قرار دینا کہ وہ تمدن کیا تہا دشوار ہے لیکن ہمارے پاس ایسی اسناد موجود ہین جن سے اوس تمدن کا وجود بخوبی ثابت ہوتا ہے اور یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ شاید وہ اسیریا اور بابل کے قدیم تمدن سے جسے ایک زمانہ دراز کے بعد آثار

قدیمہ کی تحقیقات نے قائم کر دکھایا ہے کم نہ تھا - اعراب جاہلیت کے نیم وحشی ہونے کی بابت جو خیال پیدا ہوا ہے یہہ نہ فقط تاریخون کے سکوت کی وجہہ سے ہی بلکہ اس وجہہ سے بھی کہ عموماً بدویون اور مستوطنین مین فرق نہین کیا گیا اور خانہ بدوش قبائل عرب کو ادن قبایل کے ساتھہ جو شہرون اور قصبات مین بسے ہوئے ہین ملا دیا گیا ہے یہہ تو ہمین معلوم ہے کہ بدویان عرب خواہ وہ زمانہ جاہلیت کے ہون یا زمانہ اسلام کے البتہ اسوقت تک بھی نیم وحشی ہین اور مثل نیم وحشیون کے نہ اون مین تمدن ہے نہ تاریخ لیکن یہہ بدوی قوم عرب کی صرف ایک شاخ ہین اور ان کے ساتھہ ہی ایک گروہ قوم کا ہے جو شہرون اور قصبات مین سکونت پذیر اور زراعت و تجارت مین مصروف ہے اعراب مستوطن کے بارے مین نہایت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کہ ان مین اعلی درجہ کا تمدن تھا جسکی تفصیل سے تو ہم نہین واقف لیکن اوسکی عظمت کا اندازہ کرنا چندان مشکل نہین ہے -

عربون کی قدیم تمدن کی بابت تاریخ عالم اوس درجہ ساکت نہین جیسے وہ ان قدیم تمدنون کی نسبت ساکت ہے جنہین حال تحقیقات نے آثار قدیمہ کے گرد و غبار مین سے کھود کر نکالا ہے - اگر بالفرض تاریخ کو پورا سکوت بھی ہوتا تو بھی ہم ثابت کر سکتے تھے کہ یہہ تمدن زمانہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم سے بہت پہلے تھا ہمین اسقدر یاد دلانا کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت مین بھی عرب مین اعلی درجہ کی زبان اور اوس زبان مین تصنیفات موجود تھین اور اعراب جاہلیت نے دو ہزار سال سے دنیا کی مہذب ترین اقوام کے ساتھہ تجارتی تعلقات قائم کر لیے تھے اور اقلاً سو برس سے تو اونہون نے ایسی ترقی کی تھی کہ جسے منجملہ اون اعلی ترقیون کے شمار کرنا چاہیے جن کی یادگار اس وقت تک دنیا مین موجود ہے -

ایک اعلی زبان اور اوس زبان مین تصنیفات دفعتہً پیدا نہین ہو سکتین اونکا وجود اس بات کی دلیل ہے کہ قوم نے ایک زمانہ دراز طے کیا ہے کسی قوم کا

دوسری اقوام مہذب کے ساتھہ روابط قایم رکھنا ہمیشہ خود قوم کی ترقی کا باعث ہوتا ہے بشرطیکہ اوس قوم مین ترقی کی صلاحیت موجود ہو اور عربون نے ثابت کردیا کہ اون مین یہہ صلاحیت موجود تھی - علاوہ برین اقلاً سو برس تک ایک اعلیٰ درجے کی ترقی حاصل کرلینا اور ایک وسیع حکومت کا قائم کردینا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ عربون مین اوس قوم کے موروثی خصایص اور ترقی کی قابلیت موجود تھی جو سال ہاے دراز مین حاصل ہوئی ہوگی وہ یعنی عرب کچھہ امریکا ے شمالی کی سرخ رنگ اقوام یا اسٹریلیا کے وحشی نہ تھے جن کے ذریعہ سے خلفاے اسلام نے ایسے ایسے عالی شان شہرون کی بنا ڈالی جو آٹھہ سو برس تک یوروپ اور ایشیا مین علوم و فنون و صنعت و حرفت و کمالات انسانی کے ماوٰی و ملجا رہے - عربون کے سوا اور بھی اقوام نے پرانی حکومتون کو زیر و زبر کردیا ہے لیکن باستثناے اون اقوام کے جن مین پہلے سے ترقی موجود تھی کسی نے کوئی نئی حکومت کوئی نیا تمدن نہین قایم کردیا اور قوم مفتوح کے تمدن سے فائدہ بھی اوٹھایا تو بہت دیر مین - وہ اقوام وحشی جنہون نے رومیون کی قدیم حکومت کو تہ و بالا کیا ایک زمانہ دراز مین اوس حکومت کے ریزون کو جوڑ کر نئی حکومت قایم کرسکین اور اپنی کو ازمنہ متوسطہ کی تاریکی سے نکال سکین -

پھر مجھے کچھہ عرض کرنا پڑا ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ اعراب بالکل وحشی تھے نہ اونہون نے کوئی تاریخ چھوڑی نہ اونکے بود و باش کا کوئی خاص مقام تھا نہ اونمین کوئی روایات تھین گویا اونمین کسی قسم کا مادہ ہی نہ تھا خیر اونہون نے جو جیمین آیا کہا مگر ہمارے اس عیسائی مورخ نے جسکی کتاب کا ترجمہ تمدن عرب ہے اوسکا جواب دیا ہے اور خدا لگتی بات کہی ہے ترقیان دنیا مین دو قسم کی ہین ایک روحانی ترقی اور دوسری دنیاوی ترقی عرب مین روحانی ترقی کا مادہ بہت زیادہ تھا ملک بھی فتح کئے تو سب دنیاوی لالچ سے نہین بلکہ روحانی ترقی کے شیوع کے خیال سے اور وہ عیسائی مورخ دنیاوی ترقی کا آدمی ہے وہ اس ترقی کو ترقی نہین سمجھتا اور نہ اس

ترقی کے مادہ کو کوئی مادہ سمجھتا ہے اس دنیا کا انجن صرف انہین دو زبردست پرزونکے ذریعے سے چل رہا ہے دنیاوی ترقی کی ضرورت تو زندگی باقی رکھنے کے لئے ہے اور روحانی ترقی کی ضرورت اپنے مالک خالق رحمن رحیم کی محبت اور معرفت حاصل کرنے کے لئے ہے اور روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے دنیا کے علایق کم کرنے سے زاہداسے کہتے ہین جو دنیا کی چیزین بقدر ضرورت حاصل کرے مثلاً کہانا اسقدر کہائے کہ جس سے زندگی قایم رہسکے نہ اتنا کہائے کہ تو اسے حیوانیہ کو پورا ہیجان ہو جائے او جیوانون کی طرح زندگی بسر کرنیکی نوبت پہونچے پوشاک ایسی اختیار کرے کہ جس سے ستر پوشی ہو جائے اور جاڑون مین سردی کی تکلیف سے بچے وقس علی ہذا مسلمانونکے سرتاج حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو اپنی امت پر اونکے مان باپ سے زیادہ شفیق ہے اور مین جب اللہ تعالےٰ شانہ نے آپکو فتوحات عطا فرمائی تو آپکے حضور مین بحرین کا خراج آیا اور درم ودینار کا ایک انبار مسجد شریف کے بوریون پر لگا دیا گیا آپ صبح کی نماز کے بعد فقیر اور سائین کو تقسیم کرنے کے لئے بیٹھے تو ظہر کی نماز تک سب تقسیم کر چکے تھے اور اوسی شب کو آپکے مطبخ مبارک مین خاصہ تیار نہو سکا یعنے شب کو فاقہ تہا اس کے سوا بارہا فاقون کی نوبت آگئی اور شدت گرسنگی سے شکم مبارک پر پتھر باندہنے کی نوبت آئی ہے

مالک کونین ہین پر پاس کچھ رکہتے نہین ۔ دو جہان کی نعمتین ہین اونکے خالی ہاتھ مین ۔

جز صفائی نہین کچھ اہل صفا کے گھر مین ۔ فقر و فاقہ رہا محبوب خدا کے گھر مین ۔

انتہا اس کی یہہ ہوئی کہ جس روز حضور پر نور نے اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر دار آخرت کا سفر فرمایا ہے اور حضور نزع مین تھے اور شب کا وقت تہا تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضے اللہ تعالےٰ عنہا کے دولتخانہ مین

چراغ روشن نہ تھا جب حضرت کو نزع کی شدت ہوئی ہے تو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک ہمسایہ کے گھر سے تیل قرض لائین تھین -

اللہ اکبر دنیا سے بے تعلقی اسے کہتے ہین جو

بادشاہون کا آقا ہو نزع کے وقت اوسکے گھر مین تیل موجود نہو نیکے سبب چراغ نہ جلے اوسی روحانی تعلیم کا یہہ اثر ہوا کہ حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ قدم بقدم اپنے صاحب کے تہے حضرت صدیق اکبر بڑے مالدار تہے مگر سب مال اپنے صاحب پر نثار کر دیا آپ کا زمانہ خلافت کم و بیش ڈہائی برس رہا اور اس قلیل مدت مین بہت سے ملک فتح ہوے اور بہت کچہہ مال غنیمت آیا مگر آپنے بیت المال سے اپنے لئے پانچ درہم روز مقرر کئے تہے اوس سے کبہی زیادہ نہ لیا اور آپنے اپنی وفات کے بعد اپنی ملک سے جو کچہہ چہوڑا وہ یہہ تہا ایک اونٹ جسپر آپ سوار ہوتے تہے - اور ایک غلام جو آپ کی خدمت کرتا تہا - اور ایک جوڑا کپڑا اور جب آپ نزع کے وقت پوچہا گیا کہ آپ کو کس کپڑے کا کفن دیا جاے آپنے فرمایا یہی جو مین پہنے ہون اسے دہو کر مجہے کفن دینا لوگون نے عرض کی کسی نئے کپڑے کا کفن دیا جائے آپنے ارشاد فرمایا کہ نیا کپڑا بہ نسبت مردون کے زندون کے لئے زیادہ ضروری ہے آخر وہی ملبوس شریف مین جو آپ نزع کے وقت پہنے تہے کفنائے گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس ایک عبا تہی جسمین سیکڑون پیوند تہے اور وہ پیوند پر پیوند ہونے سے اسقدر گران ہو گئی تہی کہ جسمین کئی سیر کا بوجہہ تہا اگرچہ بیش بہا عبا کاش آج کسی کے ہاتہہ آجائے تو مسلمان بادشاہ لاکہون روپیہ دیکر اوسے خرید لین اور اوسی جواہرات سے مرصّع کر دین -

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانہ خلافت مین ہمیشہ سوکہی مروٹیون کے ٹکڑے پانی مین بہگو کر تناول فرمایا کرتے تہے پہر اوسیا بہی جن کے

سینے مین آپکا فیض پہونچا آپ ہی کسیطرح اپنی زندگی بسر کرتے تھے عرب گو خانہ جنگ تھے مگر روحانی ترقی کا مادہ اونکی ذات مین موجود تہا اور ہنوز ہے خانہ بدوش اعراب کی خانہ بدوشی اسی لیئے ہے کہ اونکو کسی جگہہ سے خاص تعلق نہ پیدا ہو جاے کسینے بعض بدوون سے پوچھا کہ آپ لوگ کہیتی کیون نہین کرتے اونہون نے کہا کہ ہم تو بہت بڑی کہیتی کرتے ہین ہمسے بڑہکر کوئی کہیتی کرنے والا نہین اور یہہ دنیا ہمارے ہی کہیتی کرنے کو پیدا کی گئی ہے جب ہم بڑی کہیتی کرتے ہین تو چہوٹی کہیتی کرنا ہمارا کام نہین ہم نے جو تخم بوے ہین اونکے کہلے ہمارے مرنے پر پہونچینگے اور قیامت کے روز وہ سرسبز ہو کر بار آور ہونگے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دنیا آخرت کی کہیتی ہے ہے وہ ہم کر رہے ہین جو گہاس پہوس پیدا کرنے کی فکر مین ہین وہ دنیا کے لوگ ہین ہمارا معترض عیسائی مورخ انہین لوگون مین سے ہے جو دنیا مین کہیتی کرتے ہین اور دنیا ہی مین کاٹتے ہین عقبی کے لیئے کچہہ نہین رکھتے لمولفہ

طالب نہوا یہہ کبہی دنیاے دنی کا
ہر حال مین دل شیر رہا مرد غنی کا

عربونکی زمانہ جاہلیت کی تاریخ

مثل اور اقوام عالم کے عربونکا بہی ایک زمانہ قبل تاریخ گذرا ہے ہمارے قدیم آبا و اجداد کے چہوڑے ہوے ہتیار اور آلات اور مکانات کے بقایا جو ہمین زمین کی مختلف طبقات اور مختلف اقطار عالم مین ملے ہین اونکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان زمانہ تاریخی (جس کی مدت بہت ہی تہوڑی ہے) لاکہون برس قبل فلزات اور زراعت اور پالتو جانورون کے استعمال سے ناواقف تہا اور اوس کے ہتیار سنگ چقماق کے ہوا کرتے تھے۔ اس زمانہ قدیم کا نام زمانہ حجریہ رکہا گیا ہے اور تمام عالم مین جہان کہین

آثار قدیمہ کی تحقیقات کی گئی ہے کیا عربستان مین اور کیا یوروپ اور امریکا مین اس زمانہ قدیم کے آثار پائے گئے ہین - ان ہتیارون اور آثار قدیمہ کے باہم مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین مختلف اقوام عالم کی طرز معیشت مین مشابہت تہی - ان آثار قدیمہ کی بنا پر ہم نہایت آسانی سے اوس زمانہ کے انسانون کی فہم و ادراک اور اونکے طریقہ زندگانی کا اندازہ کر سکتے ہین - عربون کی قدیم سے قدیم روایات حضرت ابراہیم سے آگے نہین بڑہتین لیکن علم السنہ کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ نہایت قدیم زمانہ مین کل اوس خطہ مین جو فرات اور عربستان جنوبی کے بیچ مین واقع ہے اگر ایک ہی قوم نہین بستی تہی تو چند اقوام متحد اللسان ضرور بستی تہین - السنہ سمیا طیقی کے باہمی مقابلہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ عبرانی فنیقی سریانی اسیری کلدانی اور عربی کسی زمانہ قدیم متحد الاصل اور ایک ہی زبان سے نکلی تہین - ہمین نہین معلوم کہ وہ کون سے اسباب تہے یا کیا مرزبوم کا اثر تہا جس نے ان اقوام متحد الاصل کو ایک دوسرے سے علحدہ کر دیا اور اسی وجہ سے ان کی اور عربون کی قرابت کو ہم زیادہ تفصیل سے نہین بیان کر سکتے -

اعراب جاہلیت کی تاریخ ہمین کچہہ تو کتب توراۃ مین ملتی ہے اور کچہہ خود عربون کی پرانی روایات مین اور کسی قدر اُن شاذ و نادر تصنیفات مین جو ہمین مورخین یونان و روم سے پہونچین ہین یا چند معدود کتبون مین مثلاً اسیری کتبے یا وہ کتبے جو دما اور صفا کے قریب نکلے ہین -

کتب توراۃ مین عربون اور عبرانیون کا متحد الاصل ہونا دکہایا گیا ہے اور عرب قدامت مین عبرانیون سے زیادہ سمجہے گئے ہین - اونکی خانہ جنگیان ایک زمانہ دراز تک قایم رہین اور توراۃ مین برابر جزیرہ نمائے سینا کی اقوام عمالقہ اور مدیانیہ اور سبائین عربستان کا ذکر ہے - عرب کی قدیم روایتون کے مطابق جو در اصل یہود کی کتابون سے لی گئی ہین جزیرۃ العرب مین پہلے دو نسلین قایم ہوئین ایک یقطان اولاد سام کی

اور دوسری اسمعیل بن ابراہیم اور اون مصری بیوی ہاجرہ کی ان مین شمال کی طرف بدوی رہتے تھے اور جنوب کی طرف مستوطنین یمن بن یقطان کی اولاد نے ایک طرف سبا کی سلطنت قائم کی اور دوسری طرف حمیر کی اسمعیل کی اولاد فلسطین کی سرحد سے لیکر حجاز تک بسی اور یہی پہلے مکہ معظمہ کی حاکم ہوئی اور ایک مدت دراز تک مکہ اور سبا کے یمن مین مقابلہ رہا کہ ان مین سے کون سا شہر عربستان کا دار السلطنت کہلاوے۔

چونکہ فرنچ مورخ نے یہان اور اسکے پہلے مکہ معظمہ کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا اور اسماے مکہ معظمہ بالکل قلم انداز کئے ہین مین اونکا ذکر بطور اختصار مناسب تاریخ مکہ اس مقام پر کرنا ضروری سمجھتا ہون مجھے یہہ کتاب عزیز گرامی قدر سعید ازلی سید رمضان علی صاحب فرزند رشید جناب سید لعل محمد صاحب ابن جناب حضرت سید رحم علی صاحب ولد جناب حضرت سید احمد علی صاحب وکیل باوقعت آستانہ فیض کاشانہ حضرت سید السادات قطب الارض والسموٰت سیدنا و مولٰنا خواجۂ خواجگان سلطان الہند معین الدین حسن سنجری چشتی غریب نواز قدس اللہ سرہٗ و نور اللہ تربتہٗ الی ابد الآباد یارب العباد کے کتب خانہ سے دستیاب ہوئی ہے پہلی وجہ تسمیہ مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفاً و تعظیماً کی اس مقام متبرکہ کا نام مکہ پانی کم ہونے کے سبب سے رکھا اور مکہ کے معنی چوسنے کے بھی ہین اسواسطے دوسرا اسم گرامی اس بقعہ متبرکہ کا معطشہ بھی ہے یعنی پیاس لگانے والا اور تیسرا نام مبارک اس بلدہ طیبہ کا حاطمہ بھی ہے حطم بمعنے شکستن یعنی جبابرہ و کفرہ و فجرہ کی گردنونکا توڑنے والا چوتھا نام نامی اس ارض منورہ کا باسۃ تشدید سین مہملہ کے ساتھ یعنے ہلاک کرنے والا بے دینونکا پانچون اسم شریف اس روضہ انور کا ناشتہ ہے یعنی نکالنے والا اہل کفر و نفاق کا چھٹا لقب ہمایون عروض ہے بمعنی ظاہر یعنی محل ظہور سعادات و کرامات و آثار قدرت الٰہیہ اور ساتوان خطاب اشرف جیسے پروردگار تعالےٰ شانہ نے اپنی کتاب مستطاب

مین ذکر فرمایا ہے بلد الامین سورہ والتین کو ملاوت فرمائین اس مقام کے ملاحظہ
فرمانے والے یعنے یہہ بلدہ مبارک اہل ایمان کے واسطے امین ہے یعنی جو واجب القتل
اور گنہگار کسی دوسری جگہہ سے بخوف قصاص یا سزا یہان بہاگ کر آئیگا وہ امن مین ہوگا
جب تک وہان رہے گا وہان پکڑنے اور مارنے کا حکم نہین ہے چنانچہ واکٹر وزیر علیخان
اور جناب مولوی رحمت اللہ صاحب رحمہما اللہ تعالے جب زمانہ غدر مین
ہندوستان سے بہاگ کر مکہ معظمہ پہونچے تو انگریزون نے اپنے صفیر کے ذریعہ بہت
کوشش کی کہ یہہ دونون آدمی ہمین ملجائین مگر حضرت سلطان المعظم عبدالعزیز خان
خلد مکان نے یہی جواب دیا کہ وہ مکان مبارک بلد الامین ہے ہم اسباب مین دست
اندازی نہین کر سکتے اور آٹھوان اسم اشرف بلد حضرت باریتعالے شانہ ارشاد
فرماتا ہے لا اقسم بھذا البلد اور دو اسماے مبارک قریہ اور ام القری
بھی ہین اسواسطے کہ یہہ سب قریون سے شرافت عظمت مین شریف تر اور عظیم تر
ہے اور یہہ بھی روایت کی گئی کہ جب زمین بچھائی گئی ہے تو اول اسی مقام مبارک سے
زمین کا بچھانا شروع ہوا ہے اور گیارہوان نام گرامی اسکا کوثی ہے اسواسطے کہ کوثی
نام ایک پہاڑ کا ہے جبال قعیقعان سے جسکا سلسلہ یہان ہے بارہوان اسم روشن
فاران ہے یہی نام کتب مقدس مین ہے قعیقعان اوسے کہتے ہین جو جبل ہندی
کے نام سے مشہور ہے وہ مقابل ہے ابو قبیس کے کہ متصل ہے حرم شریف کے
جو رکن حجر اسود کے سامنے اور تیرہوان نام مبارک ہے مقدس اور چودہوان اسم
گرامی ہے قادس بکسر دال مہملہ اسواسطے کہ پاک کر دیتا ہے گناہون
سے اور پندرہوان اسم گرامی ہے قریۃ النمل ایک زمانہ مین یہان مورچون کی کثرت
تہی اور اسماے گرامی بھی ہین مثلاً حرم عرش صلاح طیبہ معاد قال اللہ تعالے شانہ
لرادک الی معاد اور بکہ مبارکہ مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے

ایک مستقل رسالہ مکہ معظمہ کے بیان مین لکہا ہے اوسمین بہت سے اسماے شریفہ اس بقعہ متبرکہ کے ہین واللہ اعلم بالصواب المختصر سبا سے یمن کو یہہ شرف نصیب نہوا چونکہ مکہ مین بیت اللہ واقع تہا وہی عربستان کا دار السلطنت قرار پایا۔

نبطیہ۔ بنو ادوم۔ بنو مآب۔ عمالقہ۔ بنو عمون۔ اور مدیانیہ بڑے بڑے قبائل حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے تہے اور اونکے نام اکثر تورات مین آتے ہین۔ وہ شاید عمالقہ ہی تہے جنہون نے دو ہزار سال قبل مسیح شام کے بدویون کے ساتہہ ملک مصر پر چڑہائی کی اور وہان پر چرواہون کا خاندان شاہی قایم کیا جس نے کئی صدی تک حکومت کی۔

بالآخر عمالقہ۔ بنو ادوم۔ بنو مآب۔ اور بنو عمون نے عربستان کوہستانی اور عربستان صحرائی مین بود و باش اختیار کی یہہ قبائل ہمیشہ عبرانیون کے ساتہہ جنگ کرتے رہے اور ایک مدت تک اونہین ارض کنعان مین پہونچنے سے باز رکہا۔ صرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے وقت مین اونپر حکومت حاصل ہوئی اور وہ بہی چند روز کے لئے۔ تورات مین جو کچہہ ذکر ہے وہ سرحد فلسطین کے بدوی اقوام کا ہے اور یمن کے مستوطن عربون کے متعلق اسی قدر لکہا گیا ہے کہ سبا کی شاہزادی حضرت سلیمانؑ کی ملاقات کو آئی تہی۔

اسیری کتبون مین اکثر عربون کا ذکر ہے لیکن یہہ شمالی عرب یعنی شام اور نواحی شام کے رہنے والے۔ سلما نصر ثانی کی (جس کا زمانہ نو سو سال قبل مسیح سے بہی پہلے کا ہے) ایک تحریر مین عربون کا نام آیا ہے اور تقریباً آٹہہ سو سال قبل مسیح مین تغلات فلنصر ثانی کے دربار مین دو عرب بادشاہزادیون کا آنا معلوم ہوتا ہے۔ حصرحدن نے ایک عرب شاہزادی کو جس کی تربیت نینوی مین ہوئی تہی اوسکو تخت پر بٹہایا اور اوسر بنی پال کے وقت مین جب اوسکے ایک بہائی نے بغاوت کی تو عرب فوجون نے باغی کا ساتہہ دیا۔

عربستان کے حصہ جنوبی کے متعلق عرب ہی مورخ ہین جنہون نے کچہہ

تفصیلی حالات لکھے ہین لیکن اونکی تحریرین اسقدر پیچیدگیان او رمبالغہ سے کہ اوسسے انسان
باسانی مستفید نہین ہوسکتا۔ وہ اس نظر سے البتہ مفید ہین کہ اون سے مورخین یونانی او ر
رومی کے بیانات کی تصدیق ہین عظمت اور قوت کے بارہ مین ہوسکتی ہے ان عرب
مورخین کے بموجب یمن تمام ملک مین سب سے بڑی حکومت کا مستقر تہا اور وہان کے
بادشاہون نے تین ہزار سال سلطنت کی تہی او رہندوستان وچین اور اون ممالک
تک جو آج کے دن مراکش مین شامل ہین لشکر کشی کی تہی۔ مورخین یونان نے جو کچہہ
عربستان بلکہ یہہ کہنا چاہیے کہ عربستان کے بعض حصون کی مختصر تاریخ لکہی ہے وہ
اسکندر کے زمانہ کے آگے نہین بڑہتی اور محض چند سطرون مین اوسکا بیان ہوسکتا ہے۔
یونانی چوتہی صدی قبل مسیح سے ہی پہلے عربستان سے واقف تہے اور اس ملک کی دولت
نے اسکندر کو اسکے فتح کرنے پر آمادہ کیا — بنارکس نے جزیرہ نماے عرب کے گرد جو بحری
فوج کشی کی اوسکا نتیجہ عنقریب ظاہر ہونیوالا تہا لیکن سکندر کی وفات نے اسے روک دیا۔
جسوقت اسکندر کے ملک کی تقسیم ہوئی تو ملک کے وہ حصے جو مصر اور فلسطین کے ہم سرحد
تہے اور جہان عرب بود و باش کرتے تہے بطلیموس کے حصہ مین آئے قبطیون نے
انٹیگون کے مقابل مین بطلیموس کی مدد کی لیکن جسوقت انٹیگون شام اور
فنیقیہ پر قابض ہوگیا اوس نے اپنے ایک سرہ آوردہ سپہ سالار کو نبطیون کے مقابلہ
مین بہیجا یہہ سپہ سالار حملہ ناگہانی کرکے پٹرا پر قابض ہوگیا لیکن اوسکی ساری فوج جسکی
تعداد چار ہزار چہہ سو تہی بالکل برباد ہوگئی اس کے بعد انٹیگون نے اپنے بیٹے ڈمٹرس
کو اونکے مقابل بہیجا۔ ہرودوٹ لکہتا ہے کہ جسوقت ڈمٹرس پٹرا مین پہنچا تو عربون نے
اوس سے یہہ کہا۔ اے شاہ ڈمٹرس تو ہم سے کیون لڑتا ہے ہم ایک ایسے بیابان
کے رہنے والے ہین جہان شہر والون کو مایحتاج مطلق نہین مل سکتین ہم نے ایک اس قسم کے
بے پیداوار ملک مین رہنا اسیوجہہ سے اختیار کیا ہے کہ ہم ہرگز غلام بننا نہین چاہتے

پس جو تحائف ہم تیرے سامنے کرتے ہین اونہین قبول کر اور اپنی فوج اوٹھا لے اور یاد رکھہ کہ اسبے بنطی تیرے سچے دوست رہین گے اگر تو محاصرہ کو طول دینا چاہتا ہی تو بہت جلد تجھے ہر قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑیگا اور تو ہمین ہر گز مجبور نکر سکیگا کہ جس قسم کی طرز معشیت کے ہم بچپن سے عادی ہین ادسمین کوئی فرق کرین۔ اگر بالفرض تو ہم مین سے کچھہ اشخاص قید کرکے لیبھی جائیگا تو وہ بالکل غلام ہونگے اور وہ ہر گز ہماری طرز کے کسی اور طرز پر زندگی نکر سکینگے۔ ڈمٹریس نے اس صلح کے پیغام کو غنیمت سمجہا اور خوشی خوشی تحائف لے کر ایک ایسی لڑائی کو ختم کر دیا جسمین اسکو سخت مشکلات معلوم ہو رہی تہین۔

ابتداے سنہ عیسوی تک اقوام بدوی اون متعدد لڑائیونمین جو مصر اور شام کے ملک مین ہوا کین کبہی مصریونکا ساتہہ دیتے رہے اور کبہی شامیونکا۔ اونکی لوٹ مار اور اونکی چڑہائیون پر روم کے شاہنشاہون کو جن کا ملک دریاے فرات تک پہونچ گیا تہا سخت غصہ آیا اور اونہون نے اون کی گوشمالی کے لئے **عربستان** کوہستانی پر کئی لشکر کشیان کین لیکن اونکا نتیجہ اسیقدر رہا کہ یا تو چند روزہ خراج وصول ہوا یا چند روز کے لئے جنگ وجدل موقوف ہو گئی۔ یہہ بدوی اقوام اوس وقت بہی اوسی طرح جنگ وجدل کرتی تہین جیسے اب کرتی ہین یعنی ناگہانی حملون سے دشمن کو تنگ کرنا اور جب کبہی تعاقب ہوا تو ریگستان مین بہاگ جانا۔ شاہنشاہ اگسٹس نے اوس دولت کے لالچ مین جو سالہا سال سے یونانی اور رومی مورخین کے متخیلون مین بہری ہوئی تہی ایک چڑہائی مین پر کی لیکن یہہ مطلق سرسبز نہوئی۔ اور شاہنشاہ ٹاے بریس کے زمانہ مین البتہ اتنا ہوا کہ **عربستان** کا ایک چہوٹا سا گوشہ یعنی جزیرہ نماے سینا جہان اکثر بدوی اقوام رہتی تہین چند روز کے لئے فتح ہو گیا۔ اس زمانہ مین ٹیرا کا قدیم قصبہ ایک عالی شان رومی شہر بن گیا جس کے آثار قدیمہ آج تک نمایان ہین۔

رومیون اور ایرانیون کی لڑائیون مین عرب کے اکثر ملے جلے رہے یہانتک کہ

سنہ ۲۴۴ء مین فلپ نامی ایک عرب روم کا شاہنشاہ بن گیا۔ عربون نے ایشیاے کوچک پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن آریلین کا پلمیرہ کو تباہ کر دینا اون کے پس پا ہو جانے کا باعث ہوا اور شام ایک رومی صوبہ بنگیا جس کے ایک حصہ مین غسان کا عربی خاندان رومیون کی حمایت مین حکومت کرتا رہا۔ جسوقت رومیونکا دارالسلطنت قسطنطنیہ مین آیا اوسوقت عربون نے دریاے فرات کی حکومت کے لئے ایرانیونکا مقابلہ کیا یمن سے جو قبایل آئے تھے اونہون نے بہت زمانہ سے اوس ملک پر چڑہائی کی تہی اور سنہ ۱۹۵ء مین بابل کے جنوب مین دریاے فرات کے کنارہ پر کوفہ کے قریب حیرہ کا مشہور شہر بنایا تہا اور یہانکا بادشاہ ترک و اقتسام مین شاہان ایران و قسطنطنیہ کا مقابلہ کرتا تہا ان سلاطین حیرہ کے قصرونمین زیادہ تر بیش قیمتی اسباب سجا ہوا تہا اور اون کے باغات مین نادر نادر پہول اور پہل تہے دریاے فرات مین بے انتہا خوبصورت کشتیان پڑی ہوئی تہین۔ راتون کو کشتیونکے ہزارہا چراغ دریا کی لہرونمین چمکتے تہے اور اونپر متمول امیر اور باکمال گانے بجانے والے سوار ہوتے تہے۔ مورخین عرب نے اپنی تخیل کی پوری قوت کو ان قصرون کے عجائبات بیان کرنے مین صرف کیا ہے اور اس مقام کے اوس وقت تمام مشرقی زمین مین سب سے پر تکلف اور خوش آب و ہوا مکانات تصور کئے جاتے تہے۔

حیرہ کی سلطنت چار سو برس تک قایم رہی جو ایک سلطنت کے قیام کرنے معتدبہ مدت ہے۔ لیکن اس سلطنت کی تاریخ سے ہم زیادہ واقف نہین ہین۔ اتنا البتہ ہمین معلوم ہے کہ سنہ ۶۰۵ء مین یہہ ملک ساسانیون کے قبضہ مین آکر سلطنت ایرانکا ایک صوبہ بن گیا تہا۔ لیکن اون کی یہہ حالت بہت کم عرصہ تک قایم رہی کیونکہ اوسی زمانہ مین حضرت پیغمبر اسلام کا ظہور ہوا اور ایرانکا تمام ملک اون کے خلفاے راشدین رض کے ہاتہ سے فتح ہوا۔

اس مختصر کیفیت سے ثابت ہو گیا کہ باستثناے سرحدات شمالی عربستان

بالکل غیر اقوام کی فتوحات سے محفوظ رہا - وہ بڑے بڑے مصری یونانی ایرانی وغیرہ ملک گیر جنہون نے تمام دنیا کو تہ وبالا کر ڈالا عربستان کا کچھہ نہ کر سکے اور اس عظیم الشان جزیرہ نما کا دروازہ مطلقًا بند رہا - البتہ یمن اوسوقت جب کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ظہور ہوا ہے بیرونی حملون کا سخت خوف تہا ۵۲۵ء مین یمن پر جہان اسوقت تک بجز عرب بادشاہون کے کسی نے حکومت نہین کی تہی حبشیون نے چڑہائی کی اور اونہون نے دین عیسوی کو شائع کرنیکی کوشش کی بلکہ بہت سے قبائل کو عیسائی بنا بہی لیا ۵۹۷ء مین یعنی زمانہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بہت ہی تہوڑے دنون پہلے ایرانیون نے ان حبشیونکو نکال باہر کیا اور اپنے حاکم مقرر کئے ایرانیون کی حکومت یمن اور حضرموت اور عمان مین عین زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک قایم رہی - لیکن اس چند روزہ حکومت سے بہی نجد اور حجاز کا سارا خطہ بالکل محفوظ رہا اور کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے تمام مہذب ملکون مین عربستان ہی کا ملک ہے جس کا بہت بڑا حصہ غیر اقوام کی حکومت سے بچا رہا ہے -

باب دہم عربونکا تمدن زمانہ جاہلیت مین

توراۃ کے مختلف ابواب مین عربستان کی تجارت اور شہرونکا علی الخصوص سبا سے یمن کا ذکر موجود ہے - ان بیانون سے ہمین اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ یہان قدیم الایام مین بڑے بڑے شہر تہے لیکن اونکے متعلق کسی قسم کے اخبار نہین ملتے - تقریبًا چار ہزار سال قبل مسیح برڈونے یمن کے ملک کو تمام دنیا کے ملکون سے زیادہ زرخیز لکہا ہے وہ لکھتا ہے کہ مآرب مین جو زمانہ قدیم مین سبا ی توراۃ کا

قایم مقام تہا بڑے بڑے عالیشان قصر تہے جنکی محرابین سنہری تہین اور اون کی طلائی اور نقرئی ظروف اور بیش بہا پلنگ سونے اور چاندی کے موجود تھے۔

اسٹرابو بھی اسی قسم کے اخبار لکھتا ہے۔ اٰنسیدورس کے قول کی نقل کرکے وہ کہتا ہے کہ **مآرب** ایک عجیب و غریب شہر تہا۔ شاہی قصرون کی چہتین سونے اور ہاتہی دانت اور بیش بہا موتیون سے مرصع تہین۔ اور حجرونکا اسباب نہایت باریک تراشا ہوا اور پاکیزہ تہا۔ ارالسطین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مکانات مصریون کے مکانات سے مشابہ تہے اور انمین لکڑیکا کام مصری مکانونکا سا تہا۔ عربون کی قدیم روایات سے بہی ان بیانات کی تصدیق ہوتی ہے اور کل مورخین عرب **یمن** کی تعریف مین یکزبان ہین۔ حوالی **مآرب** کے بیان مین **مسعودی** لکھتا ہے۔ کہ ہرطرف خوبصورت عمارتین سایہ دار درخت بڑی بڑی نہرین اور آب روان کی آبشارین نظر آتی تہین۔ اس ملک کی وسعت اسقدر تہی کہ اس کے طول و عرض کو ایک اچہا سوار ایک مہینے کی مدت مین قطع کرتا تہا۔ مسافر خواہ پیدل ہو یا سوار بے دہوپ مین چلے ہوئے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جا سکتا تہا کیونکہ اس ملک مین درخت اس کثرت سے لگائے گئے تہے کہ اونکا سایہ کبہی ختم نہوتا تہا۔ رعایائے ملک کو ہر قسم کا لطف زندگی حاصل تہا۔ مایحتاج زندگی بکثرت موجود تہین۔ زمین سیر حاصل۔ ہوا صاف۔ آسمان شفاف۔ پانی کے چشمے بکثرت۔ حکومت عالیشان۔ سلطنت مستقیم اور قوی سلک نہایت سرسبزی اور ترقی کی حالت مین۔ یہہ وہ نعمتین تہین جن سے **یمن** کا چین اور آرام ضرب المثل ہوگیا تہا۔ یہان کے باشندون کی عالی حوصلگی اور اونکا فطرتی اخلاق اور ہر ایک وارد و صادر کے ساتہہ اون کی مہمان نوازی مشہور زمانہ تہی۔ ملک کی یہہ اقبالمندی اوس وقت تک قایم رہی جب تک مرضی اللہ جلشانہ کی تہی۔ جس بادشاہ نے مقابلہ کیا وہ زیر ہوا جس ظالم نے فوج کشی کی اوس نے شکست پائی۔ کل اقطار اونکی زیر حکومت

تھے اور کل اقوام اونکی تابع فرمان غرض یمن کا مالک سرتاج عالم تہا۔

یمن کے اس خطہ کی آبادی کا باعث عرم مآرب معلوم ہوتا ہے۔ موخین عرب لکھتے ہین کہ اس بند کو اوسی بلقیس نے تعمیر کیا تہا جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے کو آئی تہی۔ یہہ بند بہت لمبی گھاٹی کے منفذ پر بنایا گیا تہا۔ چارون طرف پہاڑونکا پانی آکر اس گہاٹی مین سے ندی کی طرح بہتا تہا اور بند نے اس پانی کو روک کر بڑا سا تالاب بنا دیا تہا جس سے تمام ملک مین آب پاشی ہوتی تہی یہہ بند سنہ عیسوی کی پہلی صدی مین ٹوٹ گیا اور اسکے ٹوٹنے سے وہ تمام خطہ ویران ہو گیا۔

قرآن مجید و فرقان حمید مین بہی اسکا ذکر مفصل آیا ہے قال اللہ تعالیٰ شانہٗ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ ترجمہ البتہ تحقیق تہے واسطے قوم سبا کے بیچ گہرون اون کے کے نشانی دو باغ داہنی طرف سے اور بائین طرف سے کہاؤ رزق پروردگار اپنے کے سے اور شکر کرو اوسکے واسطے شہر ہے پاکیزہ اور پروردگار ہے بخشنے والا پس مونہہ پہیر لیا اونہون نے پس بہیجا ہمنے اوپر اونکے زور زور کی اور بدلدیا ہمنے اونکو بدلے دو باغون اونکے کے دو باغ میوہ والے بدمزہ اور جہاؤ اور کچہہ بیر سے تہوڑے یہہ بدلا دیا ہمنے اونکو بسبب اسکے کہ کفر کیا اونہون نے اور نہین جزا دیتے ہم مگر ناشکر کو۔

سبائین یہہ بڑی مالدار اور صناع قوم تہی اکا ملک شاداب اور سرسبز اور بڑا وسیع تہا یہین حضرت داؤد علیہ السلام تہے اونکی کیفیت معلوم ہے

کہ وہ زرہ بناتے تھے اونکو اللہ تعالے شانہ نے دو بزرگیان بخشی تھین ایک تو
خوش آوازی کہ پہاڑ اونکی آواز کے ساتھہ تسبیح پڑہنے لگتے تھے اور اوڑتے جانور
اونکی آواز سنکر زمین پر اوتر آتے تھے قال اللہ تعالی شانہ فی القرآن
العظیم ولقد اتینا داود منا فضلا یجبال اوبی معہ والطیر
ترجمہ اور البتہ تحقیق دی ہمنے داود کو اپنی طرف سے بزرگی اے پہاڑو رجوع
سے تسبیح کرو ساتھہ اوسکے اور اوڑتے جانورو - اور دوسری بزرگی یہہ تھی کہ
اللہ تعالے شانہ نے اونکے ہاتھہ مین یہہ تاثیر دی تھی کہ آہن موم ہو جاتا تھا قال
اللہ تعالی شانہ فی القرآن الحمید والنا لہ الحدید ترجمہ
اور نرم کیا ہمنے واسطے اوسکے لوہا - ان اعمل سابغات وقدر فی السرد
واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر ترجمہ یہہ کہ بنا زرہین پوری
اور اندازہ رکھہ ایک دوسرے کے پرونے مین اور عمل کرو اچھے تحقیق کہ مین ساتھہ
اوس چیز کے کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہون -

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالے شانہ نے یہہ فضل بخشا تھا کہ ہوا
کو اونکا مسخر کر دیا تھا وہ تخت پر سوار ہوتے تھے اور ایک مہینے کی راہ کی ہوا خوری
صبح کو کرتے تھے اور ایک مہینے کی راہ کی ہوا خوری شام کے وقت اور اونکے
تخت پر ایک بہت بڑی جماعت علما اور فضلا کی ہوتی تھی - قال اللہ عز
وجل ولسلیمن الریح غدوھا شھر ورواحھا شھر ترجمہ
اور واسطے سلیمان کے مسخر کیا ہمنے ہوا کو صبح کی سیر اوسکی ایک مہینے کی راہ
اور شام کی سیر اوسکی ایک مہینے کی راہ - تاریک عقل والے اس آیت پر
اعتراض کرتے ہین اور یہہ دونون وقت کی سیرین اونکو ناممکن معلوم ہوتی ہین
کیا ابھی تک اونکی آنکھون نے غبارون کی سرعت نہین دیکھی اور اونکے

کانون نے اسکی رفتار کے واقعات نہین سُنے الغرض سبائین بڑے صنّاع تھے چنانچہ اللہ تعالےٰ شانہ اون کی صنعتونکا بھی بیان فرماتا ہے یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ترجمہ بناتے تھے واسطے اوسکے جوکچہہ چاہتا تہا قلعون سے اورہتیارون سے اورتصویرین اور لگن مانند تالابون کے اور دیگین ایک جگہہ دھری رہنے والی۔ آخرکو اس قوم کی دولتمندی نے یہہ حالت کردی کہ اظہار تمول کے لئے یہہ خواہش پیدا ہوئی کہ ہماری بستیان دُور دُور ہوتین اور بیچ مین غیرآباد زمین ہوتی کہ صحرائیت کا بھی لطف آتا ویرانون کی سیر ہوتی ہم سواریونپر چڑہ کر ادھر سے اودھر جاتے اودھر سے ادھر آتے بس پروردگار تعالیٰ شانہ نے اونکے ملک کی حالت بدل دی اوسکی سزا اونکو دی گئی جو اپنے خالق اور مالک سے اوس قوم نے اعراض کیا تہا اور اوسکی صورت یون واقع ہوئی کہ وہ بند جو بندہا ہوا تہا اوسکی جڑونمین جابجا چوہون نے سوراخ کردئے بس پانی جو زور کرکے اون سوراخون کی راہ سے نکلا تمام دیوار اوس بند کی شکست ہوگئی اور سیل عرم سے جو ملک مین تہی سب بستی تباہ و برباد ہوگئی پانی جو خزانہ مین جمع تہا جس سے ملک شاداب ہوتا تہا بہہ گیا کہیتیان خشک ہوگئین باغات مین خزان آگئی اب باغات مین جن مین پہلے میوہ جات کا انبار ہوتا تہا اونمین جہاؤ کے درخت اور بدمزہ پہل اور کچہہ درخت بیرون کے باقی رہگئے پروردگار تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ یہی سزا ہے اونکی جو کفران نعمت کرتے ہین اور پہر ارشاد فرماتا ہے پاک پروردگار کہ ہم سزا نہین دیتے لیکن ناشکرون کو۔

جن جن ملکون مین ناشکریان اور نافرمانیان پروردگار کی ہوتی جاتی ہین وہ

اپنی حالت پر گریہ و بکا کرنے کے لئے تیار ہین ابھی تو وہ ترقیان ہین ترقیان پکار رہے ہین اور اپنے زیر دستون کو پیسے ڈالتے ہین عنقریب زمانہ کروٹ بدلنے والا ہے جو علم تاریخ کے مبصر ہین اونکی آنکھون مین ہر قوم کی ترقی و تنزل کی تصویرین پھر رہی ہین جب کسی قوم کے تنزل یا ترقی کا زمانہ قریب آتا ہے وہ پکار اوٹھتے ہین اور پھر اونکے ساتھہ تمام ملک اونکا ہمزبان ہو جاتا ہے ؎

بجا کہے جسے مخلوق اوسے بجا سمجھو　　زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

جن اسناد کا ذکر اوپر ہوا اونمین باہمی اسقدر تطابق ہے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یمن مین اسی قسم کی راستہ اور آباد شہر موجود تھے جیسے عصر قدیم مین تھے اور انکا تمدن اعلی درجہ کا تہا۔ اون کی عمارات وابنیہ اس وقت گرد روزگار کے نیچے پڑی سو رہی ہین اور جیسا کہ بابل او نینوی کے ویرانون نے برسون انتظار کیا ہے یہہ بھی کسی آثار قدیمہ کے محقق اور مجسس کا انتظار کر رہی ہین۔

یمن کے بڑے شہرونکا پرتکلف اور اسباب عیش و عشرت سے مملو ہونا اس ملک کی قدامت اور تجارت کی وسعت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ مین ایسی مثال مشکل تمام ملے گی کہ کسی قوم نے بڑے بڑے تجارتی تعلقات پیدا کئے ہون اور اومین اعلی درجہ کی ترقی نہو۔ فی الواقع عربون کی تجارت اقصائے ربع مسکون تک پہونچ گئی تھی اور یہہ تجارت اون کی اسقدر قدیم ہے کہ خود توراۃ مین اوسکا موجود ہے۔

دو ہزار سال تک عرب تمام عالم کے مرکز تجارت بنے رہے اور زمانہ قدیم مین انہون نے وہی کام دیا جو یورپ مین وینس نے اپنی ترقی کے زمانہ مین دیا تھا۔ زمانہ قدیم مین عربون کی بدولت یورپ کے تعلقات اقصائے ممالک ایشیا کے ساتھہ قایم رہے۔

عربون کی تجارت محض عربستان کے

پیداوار تک محدود نہ تہی بلکہ وہ اون اجناس کی تجارت کرتے تہے جو افریقیہ اور ہندوستان سے آتی تہین - اون کی تجارت اکثر اون اشیار کی ہوتی تہی جو سامان عیش و عشرت مین شامل ہین - مثلاً ہاتہی دانت - مصالحجات - خوشبو - عطریات - جواہرات - سونے کا سفوف - لونڈی - غلام - وغیرہم بہت دنون تک یہ تجارت فینیقیئن کے ذریعہ سے جن کی زبان عربی سے بہت مشابہ تہی ہوا کی - یہہ لوگ سامان تجارت کو لاکر اپنے بڑے شہرون مین جن مین سے ایک صور یہ تہا - اِس شہر کی تعمیر ۱۲سنہ قبل مسیح ہوئی تہی بخت نصر نے اسے تیرہ سال کے محاصرہ کے بعد فتح کیا تہا (فینیقیہ کے ایک شہر کا نام ہے) جمع کرتے تہے اور وہان سے اُسے تمام عالم مین پہیلاتے تہے -

ہندوستان کی تجارت مین عربونکے رقیب اہل بابل تہے - اِن کا تعلق ہند سے خشکی کی راہ یا خلیج فارس کی طرف سے تہا - تجارت کا مال بابل سے شام کو آتا اور وہان سے تمام عالم مین تقسیم ہوتا - جو کاروان اس راہ دور و دراز سے آتے تہے اون کے راستہ مین ہیلیو پولس یعنی قدیم بعلبک اور پلمیرہ کی تجارت گاہین جن کے آثار قدیمہ اس وقت بہی تعجب انگیز ہین اور تدمر جو کا مشہور شہر پڑتا تہا - جب کہ عربون کے تجارتی تعلقات اس قدر وسیع تھے اور اس زمانہ دراز تک قایم رہے تہے تو ہم خیال کر سکتے ہین کہ عربستان اور بالخصوص یمن کے بڑے بڑے شہر اوس زمانہ مین کیسے ہونگے اس وسیع تجارت کی بدولت وہ عیش و عشرت کی تمام ضرورتون سے بخوبی واقف ہو گئے تہے اور مورخین یونانی و رومی و عرب کا اونکے عظیم الشان شہرون کے عجائبات بیان کرنے مین یک زبان ہونا بخوبی سمجھ مین آتا ہے - لیکن اعراب جاہلیت کے تمدن کا جلوہ فقط یمن ہی مین تہا اور سلطنت حیرہ و غسان کے جو کچھ حالات مورخین قدیم نے لکھے ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن اعراب جاہلیت مین جو بہت جلد دائرہ اسلام مین آنے والے تھے کس قدر ترقی کا

مادہ موجود تہا - حیرہ کا ذکر تو ہم اوپر بیان کر چکے ہین - یہہ ایسا مشہور شہر تہا کہ آراستگی اور خوبی مین دار السلطنت ایران اور قسطنطنیہ کا مقابلہ کرتا تہا - غسان کی سلطنت بہی ویسی ہی باوقعت تہی جیسی حیرہ کی - اسکی بنا ڈالنے والے وہ عرب تہے جو یمن سے آئے تہے - اور یہہ سلطنت اوائل سنہ مسیحی مین قایم ہوئی تہی اور پانچسو برس تک رہی تہی - آثار قدیمیہ کی جدید تحقیقات نے اونکی ترقی کی عظمت کو ثابت کر دیا ہے اور جو عمارات و ابنیہ اسوقت کی حدود شام مین بصرہ کے قریب (جو اونکا قدیم دار السلطنت تہا) ہین وہ نہایت عظیم الشان اور سبائی کتبون سے لسی ہوئی ہین - ان عمارات کی طرز تعمیر رومیونکی طرز سے بالکل علیحدہ ہے - اسی نواحی مین ایک سلسلہ نہرونکا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے باشندونمین بڑے بڑے کامون کے انجام دینے کی صلاحیت موجود تہی - یہہ بہی لحاظ کے لائق ہے کہ حیرہ اور غسان مین عربونکو ایرانیون اور رومیون سے سابقہ تہا اور اون کے تمدن پر بلاشک ان اقوام کا اثر پڑا ہوگا - برخلاف اسکے یمن کی ترقی بالکل رومیون سے علیحدہ تہی اور یہان خالصًا عربی تمدن تہا اور اسی وجہہ سے عربون کے پرانے تمدن کا پتہ زیادہ تر یمن مین مل سکتا ہے - افسوس کی بات ہے کہ تحقیقات آثار قدیمیہ ابہی تک یمن نہین پہونچی ہے اور آج بہی یمن کے قدیم شہرون کی حالت سے ہم اوسی قدر ناواقف ہین جیسا کہ ہم چند سال قبل ایسریا کے اون شہرونکی حالت سے ناواقف تہے جو اوسوقت ریتی مین دبے ہوئے تہے - جہانتک ظاہری علامات سے استنباط ہوسکتا ہے یقین ہے کہ یمن مین آثار قدیمیہ کی تلاش ضرور سرسبز ہوگی - موسیو ہاویلی جو چند سال قبل یمن کے ملک سے گذرے لیکن کسی مقام کو کہود نسکے لکہتے ہین کہ اسوقت بہی اکثر عرب سونے چاندی کی اشیا ویرانونمین پاتے ہین اور خود اس سیاح کو حرم سے قریب جو صنعا کے پاس ہے پتہرون سے ستون ملے ہین جنپر قدیم کتبے کندہ تہے اور نیز ایک سبائی عبادت گاہ کا دروازہ مسطح پتہر کا بنا ہوا ہے جسپر

حیوانات اور نباتات کی صورتین کندہ ہین موسیو شلمبرگر نے قسطنطنیہ مین ایک مجموعہ دو سو سکّون کا خریدا جو قدیم بادشاہان یمن کے سکے تہی یہہ کہہ دونون قبل مسیح کے ہین۔ یہہ سکے ایک عرب نے صنعا مین پائے تہے اور اس واقعہ سے پہلے یہہ نہایت درجہ کمیاب تہے کیونکہ کل یورپ کے عجائب خانون مین دو یا تین سے زائد نہ تہے یہہ سکے نہایت عجیب صورت کے ہین ایک طرف کسی شہنشاہ کا چہرہ یک رخی بنا ہوا ہے سر پر تاج ہے اور بالون کی لٹین بالکل ویسی ہین جیسے خاندان ہکساس کے مصری سلاطین راعیہ کی جو حقیقت مین عربستان سے مصر گئے تھے اور مدتون بادشاہ رہے تہے موسیو میاریٹ کو اس خاندان کے بادشاہون کی مورتین ملی ہین جو اسوقت بولاق کے عجائب خانہ مین موجود ہین سکون کے دوسری طرف ایک الّو کی تصویر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سکون کا ماخذ وہ یونانی سکے ہین جو اس وقت بحر متوسط کے ان کل اقوام مین بکثرت پائے جاتے ہین جنکے تجارتی تعلقات عربونکے ساتھ تہے۔ یہہ آثار قدیمہ جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اگرچہ ناکافی ہین لیکن ان سے مورخین قدیم کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین عربستان مین ایک نمایان تمدن تہا جو اب مفقود ہو گیا ہے لیکن منتظر وقت دریافت و موقع ہے۔ جو کچھہ مختصر حالات ہمین معلوم ہین ان سے ہم اتنا نتیجہ بالیقین نکال سکتے ہین کہ جس قوم نے کئی صدی رومیونکے ظہور سے پہلے بڑی بڑی شہرونکی بنا ڈالی اور دنیا کی بڑی اقوام کے ساتھ تجارتی تعلقات پیدا کئے اوس قوم کو ہم ہرگز وحشی و غیر مہذب نہین کہہ سکتے

عربستان کے قدیم مذاہب

زمانہ جاہلیت مین مختلف اقوام عرب کے مذاہب مین کچھہ اختلاف تہا لیکن آفتاب و ستارونکی پرستش زیادہ تر رائج تہی۔ جن اقوام کے ساتھہ عربونکے تجارتی تعلقات قائم ہوگئے تہے اونہین کے دیوتاؤن کو بھی اونہون نے اختیار کر لیا تہا اور اونکی تعداد کسی طرح یونان و روم کی

دیوتاؤن ہی کم نہ تہی - اسیریا کے کتبون سے جو سات آٹہہ سو سال قبل مسیح کے ہین اور نیز کتبون سے جو صفا مین نکلے ہین معلوم ہوتا ہے کہ قدیم الایام مین عرب متعدد خداؤن کو مانتے تہے اور اونکے نام کی مورتین بہی بنایا کرتے تہے - مثلاً اسیری کتبہ کی جس مین اسار ہڈن کا عربستان پر چڑہائی کرکے واپس آنا لکہا ہے یہہ عبارت ہے - عربستان کا بادشاہ بہت سے تحائف لیکر میرے دارالسلطنت نینوی مین حاضر ہوا - اوس نے میرے پیر چومے اور التجا کی کہ مین اوسکے دیوتاؤن کو واپس کردون - مجھے اوسکے حال پر افسوس آیا اور مین نے مورتون کو مرمت کروایا اور اونپر خدا اسور کی تعریف کندہ کراکے دستخط کے بعد واپس کیا تبوعہ کو جو عرب کی شہزادی تہی اور میرے محل مین پلی تہی مین نے ملکہ بنا کر مع اوسکے دیوتاؤن کے اوس کے ملک کو واپس کیا - اگرچہ پرستش متعدد دیوتاؤن کی تہی لیکن ایک معبود کا خیال بہی موجود تہا اور اسی خیال کو ترقی دینے کی بدولت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اتحاد قومی پیدا کردیا جس کا اونہون نے ارادہ کرلیا تہا - عربستان مین ایک عبادت گاہ تہی جس کا نام کعبہ تہا اور جس کی تعمیر از روے روایات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تہی یہہ کعبہ کل اقوام جزیرۃ العرب کی نظرون مین ایک متبرک مقام تہا اور بہت زمانہ سے یہان حج ہوا کرتا تہا حقیقت مین کعبہ عربستان کے دیوتاؤنکا مندر تہا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت مین اس کے اندر تین سو ساٹہہ بت موجود تہے اور بقول اکثر مورخین عرب اور علی الخصوص عروی - مورتون مین حضرت عیسیٰ و حضرت مریم کی مورتین بہی تہین -

کل اقوام عرب کعبہ کی رائش کو اپنا فخر سمجہتی تہین اور یہودیون کے نزدیک بہی یہہ مقام نہایت متبرک تہا - کعبہ کی حفاظت قبیلہ قریش کے سپرد تہی اور اسی وجہہ سے اس قبیلہ کا مذہبی وقار تمام ملک مین مانا جاتا تہا -

بہت سے عرب جن مین سے ایک معتد بہ گروہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مین مذہب نصاریٰ یا یہود کا پابند تہا ایک ہی خدا کی پرستش کرتے تھے۔ یہ لوگ انکو حنیف کہا کرتے تھے اور قرآن مین اللہ تعالیٰ شانہ نے بہی یہہ لفظ فرمایا ہے مُسْلِمًا وَّحَنِيفًا۔ یہہ فرقہ فقط ایک ہی خدا کا قائل تہا جو اسلام کا رکن اعظم قرار دیا گیا ہے بلکہ یہہ ایک دوسرے رکن اسلام کو بہی اوسی طرح مانتا تہا۔

یعنی یہہ کہ انسان کو تسلیم و رضاے باری پر اوسی طرح عمل کرنا چاہیئے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرتے وقت کیا تہا۔ اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ شانہ قرآن پاک مین فرماتا ہے کہ مجھہ سے پہلے بہی مسلمان آچکے ہین۔ عربستان کے کل دیوتاؤن کے خانہ کعبہ مین جمع ہو جانے نے اتحاد مذہبی کو ممکن کر دیا تہا اور زبان کے اتحاد نے اسے اور بہی آسان کر دیا۔ عربستان کے لیئے وہ وقت آگیا تہا جبکہ تمام ملک کے اعتقادات ایک ہو جائین اور یہی وہ چیز تہی جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھہ لیا تہا اور اسیکا سمجھہ جانا اونکی کامیابی کا باعث ہوا۔ بعوض ایک نئے مذہب قائم کرنے کے جیسا بعض وقت کہا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس کہنے پر اکتفا کی کہ جس خدا کو وہ جتا رہے ہین وہ خود حضرت ابراہیمؑ بانی خانہ کعبہ کا خدا ہے جسے تمام عرب مانتے ہین جسوقت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہین ایک عام رجحان ملکی و مذہبی اتحاد کی طرف پیدا ہو چکا تہا اور اوسکی علامتین موجود تہین۔ جسطرح رومی شہنشاہون کے وقت مین قدیم دیوتاؤن سے نفرت پیدا ہو چلی تہی اسی طرح عربستان مین بہی اسی قسم کی نفرت ظاہر ہو چلی تہی۔ پرانے اعتقادات کی شکست اور پرانے بتون کی عزت جا چکی تہی۔

یہہ اعتقادات بہت پرانے ہو چکے تہے اور دیوتاؤن مین کچھہ دم باقی نہین رہا تہا۔

اعلان



تاریخ عرب جس کی تصنیف حضرتنا مولانا و مرشدنا شاہ محمد اکبر صاحب
ابو العلائی منعمی دانا پور شریف مدظلہ تعالیٰ نے ہم عاصیان شیخ
احمد حسین و محمد فیاض الدین خان کو عطا کیا ہے۔
پس واسطے آگاہی مالکان مطبع و تجاران کتب کے لکھا جاتا ہے کہ یہ کتاب
شیخ احمد حسین و محمد فیاض الدین خان نے بشراکت سرمایہ اپنے کے شائع کی۔
اور بموجب قانون نمبر ۲۵ ۱۸۶۷ء اس کتاب تاریخ عرب کے رجسٹری کردی گئی ہے۔
لہذا کوئی صاحب اس کے چھپوانے یا چھاپنے کا بلا اجازت ہم دونوں کے قصد
نفرماویں ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان اوٹھانا پڑیگا البتہ صاحبان تجار کو جسقدر
جلدیں مطلوب ہوں مطبع احمد حسین کٹرہ نندرام آگرہ سے یا محلہ نئی بستی مکان
نمبر ۷۰ محمد فیاض الدین خان اینڈ کو تاجر کتب سے طلب فرماویں خاص
رعایت کے ساتھ نقد قیمت پر مل سکتی ہے درخواست پر روانہ کی جاویگی۔
اور جس کتاب پر نام احمد حسین چھپا ہوا اور نام محمد فیاض الدین خان مہر شدہ
نہوگا وہ چوری کی شمار کی جاویگی۔

الراقم

شیخ احمد حسین و محمد فیاض الدین خان مالکان کتب تاریخ عرب
شہر آگرہ